الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان

الحمد لله

رسالۂ نافعہ

موسومہ

مقدمة المغاث

مع المغاث

فی الرد علی من قال وقعت ثلث

فی مجلس واحد یکون ثلاث

جس میں ایک مجلس میں تین طلاق کا ایک ہونا ثابت

کیا گیا ہے

بجواب

مصنفہ [illegible]

[illegible] رمضان ۱۳۰[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵	۲	خشا یہ	نشا یہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	حدیث	عدیث
[illegible]	۲	ہ	ہ
[illegible]	د	بتصہ	تعصہ
[illegible]	۹	شرت	شرت
[illegible]	۲۳	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲	تکم	تکم
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	خلیہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۵	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	بیت	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	س	کی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲۳	[illegible]	[illegible]
۲۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶۹	۶	اول کے	اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۵	۱	فوجیہ	فوجیہ
[illegible]	۱۵	حلاق	الصدق
[illegible]	۷	الط	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲۳	قراہا	قراءہا
[illegible]	۳	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۹	طلاق	حلاق
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۲	طلاق	اطلاق
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۹	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۵	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۲	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴	۵	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	مستھا	مستہا
۶	۲۳	توبہ	توبہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	موجب
[illegible]	۵	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۷	[illegible]	[illegible]
۵	۵	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۷	[illegible]	[illegible]
۵۳	۲	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲۳	[illegible]	[illegible]
۵۵	۷	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۸	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۵	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۶	۲	[illegible]	[illegible]
۵۵	۶	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲	[illegible]	[illegible]
۱۰۱	۱۸	بن	بھی

فہرست اغلاط کتاب المغاث لاہل الغیاث من اولہ الی آخرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۴	آپنے	اپنے	۲۳	۱۱	آپکی تحقیق	آپنے کی تحقیق	۳۶	۱۰	المغاث	المغاث
۴	۱۶	نہیں ہیں تو کیا	نہیں تو ہوئی کیا	〃	۱۲	تشش ذات	بتشدیدات	〃	۳۰	المعات	المعات
۶	۱۲	ہو جائے	کیجائے	〃	〃	کیجئے	بیجئے	۴۹	۲۰	وحدین	[illegible]
〃	۳۰	طلقب	طلقہا	۲۴	۱۰	سے شاذ	سے جو شاذ	۵۳	۷	شذات	[illegible]
۸	۲۳	رجوع کو	رجوع تو	〃	۱۳	[illegible]	[illegible]	〃	۱۳	[illegible]	[illegible]
۱۰	۱۶	حبلال	حلال	〃	۶	شد	شود	〃	۱۶	بقب	[illegible]
〃	۳۱	لحفاظ	حفاظ	۲۶	۱۷	آپنے	اپنے	〃	۱۷	الاخذ	الاخذ
۱۲	۴	جب اگر	اگر	〃	۲۱	بین الصلواتین	بین الصلوتین	〃	۱۸	[illegible]	[illegible]
〃	۲۳	مغلقہ	مغلظہ	۲۷	۹	بعد اعتراف	عدم اعتراف	〃	۲۰	[illegible]	[illegible]
۱۴	[illegible]	عموم پالینا	عموم مراد لینا	〃	۱۰	آپکو خوش	آپکی خوشی	〃	۲۱	[illegible]	[illegible]
۱۵	۱۹	خلاق	طلاق	۲۸	۱	نزدیک	نزدیک بھی	۵۳	۱	[illegible]	[illegible]
۱۶	۲۱	اسما	اسماء	۲۹	۱۱	تادر	نادرہ	〃	۱۱	[illegible]	[illegible]
۱۷	۱۳	گننے	گنے	〃	۱۴	جواب	جواب الجو	〃	۱۵	[illegible]	[illegible]
۱۸	۱۲	تین	ہیں	۳۰	۱۹	۱۲ محرم	۲۲ محرم	〃	۲۳	ترکیب	[illegible]
۲۰	۱۸	مختضر	مختصر	۳۲	۲۱	ینل ز	ینذ ر	۵۷	۵	[illegible]	[illegible]
〃	۷	زمانہ ہیں	زمانہ نہیں	۳۶	۱۴	ہو جائے	ہو جانے	〃	۲۰	[illegible]	[illegible]
۲۱	۱۰	اور یہ امر	یہ امر	〃	۲۳	تعالیٰ اللہ	تعالیٰ اللہ	۵۷	۵	[illegible]	[illegible]
〃	۲۳	المقراض	انقراض	۴۲	۱۴	طلاق	الطلاق	〃	۹	[illegible]	[illegible]
〃	〃	نووی صحیح	نووی شرح صحیح	۴۵	۹	بن عبد یزید	بن عبد یزید	〃	۱۱	[illegible]	[illegible]
۲۳	۱۵	بھی	بھی	〃	۱۱	طلاق تو	طلاق دی تو	〃	۹	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۰	عموم آپکی	عموم آیت کی	[illegible]	۲	لصفحہ	لصفحۃ	۵۸	۵	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۴	۱	[illegible]	عبادت
۱۸۴	۳	دیباچہ	[illegible]
〃	۵	[illegible]	اصل
۱۸۷	۱۳	[illegible]	طوفان کہ
۱۸۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	۱۰	[illegible]	[illegible]
〃	۸	روایث	روایت
〃	۱۵	[illegible]	بوٹی بوٹی
〃	۲۰	[illegible]	[illegible]
۱۹۰	۸	قول	[illegible]
〃	۲	[illegible]	[illegible]
۱۹۱	۳	[illegible]	[illegible]
〃	-	[illegible]	[illegible]
۱۹۳	۷	شرح	شرح وقایہ
۱۹۵	۷	منقول	منقولہ
〃	۱۹	علماء نے	علماء
۱۹۸	-	حال	قال
〃	۲۰	[illegible]	معاش
۱۹۵	۵	[illegible]	[illegible]
〃	۳	[illegible]	[illegible]
〃	۱۶	[illegible]	[illegible]
۱۹۹	۱۳	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۲	۱۱	متوسل	[illegible]
۱۹۳	۱۰	[illegible]	[illegible]
۱۹۳	۴	[illegible]	[illegible]
〃	۲	[illegible]	[illegible]
۱۹۴	۵	[illegible]	[illegible]
۱۹۵	۲	[illegible]	دو
۵۳	۲	[illegible]	[illegible]
-	۷	[illegible]	[illegible]
〃	۴	[illegible]	[illegible]
۱۵۷	۳	شروع	پیش
	۲۰	[illegible]	[illegible]
۱۹۹	۲	[illegible]	[illegible]
〃	۲۳	[illegible]	مخالفین
۲۰۰	۱۲	[illegible]	[illegible]
〃	۲۳	[illegible]	[illegible]
۲۰۳	۲۳	[illegible]	[illegible]
۲۰۴	۱۹	[illegible]	اس سے
۲۰۶	-	[illegible]	[illegible]
〃	۲۰	[illegible]	کیا ہے
۲۱۰	۲	ہی	بھی
۲۱۴	۸	[illegible]	[illegible]
۲۱۱	۲	آپ	اب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۲	۹	صدد	[illegible]
۲۰۱	۲	ماندگان	بازماندگان
〃	۹	خر	خبر
〃	۱۳	سن	سنہ
〃	〃	فلاں حضرات	فلاں فلاں حضرات
۲۱۹	۱۲	نیم	[illegible]
۲۲۰	۶	[illegible]	[illegible]
〃	۱۷	باغیات	بلاغیات
۲۲۱	۹	[illegible]	[illegible]
۲۲۲	۲۳	وہی	رہی
〃	〃	[illegible]	[illegible]
۲۲۳	۴	[illegible]	[illegible]
〃	〃	[illegible]	[illegible]
۲۲۴	۱۰	طلاق	طلاق کو
〃	۱۳	خیال	بخیال
۲۲۷	۳	[illegible]	طلاق
۲۲۹	۱۶	[illegible]	[illegible]
۲۳۰	۹	کیا ابلا	کیا بلا
〃	۲۲	تو ی	توی
۲۳۲	۱۰	[illegible]	تعداد
〃	۱۹	کسا	کیا
۲۳۴	۱۱	[illegible]	انفصال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٠٢	١	عینی	عیسیٰ	١٢٠	١٢	[illegible]	[illegible]	[illegible]	١٠	عمرو	[illegible]
=	٢	بہت	ثبت	=	٩	مغیرہ	ابن المغیرہ	١٢٦	[illegible]	عمرو	[illegible]
١٠٣	٨	واقعی	واحد	=	٢٠	[illegible]	[illegible]	١٤٠	=	عما	عمر
١٠٦	١	فوجہا	فراجہا	١٢١	٦	الصحیح	صحیح	١٤٧	٥	[illegible]	صحیح
=	٤	سندہ	مسندہ	=	١٢	مغیرہ	ابن المغیرہ	[illegible]	١٦	ابن الزبیر	الزبیر
=	١٣	بناپر	بنابر	=	٢٣	[illegible]	[illegible]	١٤٧	١٠	فہم میں	[illegible]
=	١٥	بسبب	بہ نسبت	١٢٢	١٣	مغیرہ	ابن المغیرہ	[illegible]	٢١	[illegible]	[illegible]
=	١٦	اسی	ایسی	=	١٧	مغیرہ	ابن المغیرہ	١٥١	١٤	[illegible]	[illegible]
=	١٨	ہیں	ہے	١٢٥	٦	کہتا ہے	کہتا ہوں	١٥٢	٦	[illegible]	[illegible]
١٠٨	٢٠	حاکم	حاتم	١٢٦	١٣	[illegible]	پھاند	=	٢٢	[illegible]	[illegible]
١٠٩	١٨	دتصدق	تصدق	=	٤	قاقد	فاقد	١٥٧	١١	واحد	[illegible]
١١١	١٧	قولنا	قولہ	١٢٧	٣	مغیرہ	ابن المغیرہ	١٦٠	٢	[illegible]	[illegible]
١١٢	١٠	تولو	تو	١٣١	٢	ابوذرعہ	ابوزرعہ	١٦١	١٠	سے	کے
١١٣	١٩	لینا	لینے	١٣٣	١	مولفِ	مولف اپنے	=	١٧	عقل بنا کے	[illegible]
=	٢٠	کے اندر	زمانہ کے اندر	١٣٥	٧	دخل	داخل	١٦٢	٢٠	[illegible]	[illegible]
١١٤	١٤	واقعہ	دفعۃً واحدۃً	=	١٠	سائرین	[illegible]	١٦٣	١٨	فتائے	فتاوئے
=	١٩	تواقع	نہ واقع	١٣٨	٨	اشیاج	احتجاج	=	١٩	[illegible]	[illegible]
١١٦	٢٠	بنایا	بنا	=	١٥	حضرت	فتوی اور حضرت	١٦٥	٦	[illegible]	[illegible]
=	=	سلاح	صلاح	١٤٢	=	کہاں	کہیں	١٦٨	١٦	[illegible]	[illegible]
١٢٠	٥	مغیرہ	ابن المغیرہ	=	١٩	ضاطہ	مغلطہ	١٦٩	٣	خانہ ساز	خانہ سازی
=	٦	مغیرہ	ابن المغیرہ	=	٢٢	ہیں	ہے	=	٢٠	کیا	کیا خوب
=	٩	مغیرہ	ابن المغیرہ	١٤٥	١	عمرو العاص	عمرو بن العاص	١٧٢	١٠	آپ جو	اب بھی

ما شاء الله لا حول ولا قوة الا بالله

رساله عجاله

نافعه

مقدمة المغاث

في الرد على من قال الطلقات الثلاث في مجلس واحد تكون الثلاث

باهتمام

خود مصنف رساله ہذا

در مطبع اہلحدیث امرتسر مطبوع شد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۴	۲۱	لکھتا	لکھنا
۲۳۵	۱۳	آپ نے	اپنے
۲۳۶	۸	الیسی	الیسہی
۲۳۷	۱۰	مستحق فتنہ	مستحق احتساب
۲۳۸	۱	اصرآلہی	امرآلہی
〃	۲۳	متنبہ	تنبیہ نہوئی
۲۳۹	۱۴	جماعہ	جماعۃ
〃	۱۶	الساسی	الشاشی
۲۴۰	۲۲	ماتہہ	ماتھہ
۲۴۱	۱۸	فارق	خوارق
〃	۲۱	درکنار	درکنارہی
۲۴۲	۱۳	گیاہے	کیاہے
〃	۱۸	تجابل	تجاہل
〃	۱۹	اس	اُس
〃	۲۳	کذائی	کذا امتی
〃	〃	حرت	حرمت
۲۴۷	۱۳	خیرالنبی	غیرالنبی
〃	۱۵	المعیظ	الغیظ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۹	۳	کرناہے	کرتاہے
〃	۱۸	ثہاثہ	ثلاثہ
〃	۱۹	رجعت نہ	رجعت کانہ
۲۵۰	۹	مطلقا سو	مطلقا الحدث
〃	۲۰	ابوضیفہ	ابوحنیفہ(ح)
۲۵۱	۲۲	لاغنی	لاحتی
۲۵۳	۱۹	حالدبن یزیدبن	خالدبن یزیدکوابن
۲۵۴	۵	ضعفت	ضعف قوت
〃	۱۸	العلوم	المعلوم
۲۵۵	۱	المطلق	المطلِق
〃	〃	فحسة	نسمة
〃	〃	درغب	فرغب
〃	۲	لذام	ندام
〃	۳	فیہ	منہ
〃	۹	خدرب	حضرت
〃	۲۰	سے آویں	سے بازآویں
۲۵۶	۱	نباپر	بنابر
۲۵۷	۱۰	استخلاف	استخلافہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۷	۱۱	واحدۃ	وحدۃ
〃	۱۹	الجبر	تجبیر
۲۶۰	۱۲	شادہ	شاذہ
۲۶۱	۲۰	جرالکلام	آخرالکلام
۲۶۴	۹	ترضو	ترضوا
۲۶۵	۳	جہارے	جہاں کہ
〃	۲۰	نادم	ندہم
〃	۲۳	سے	سنے
〃	〃	تشریبا مو	تشریفا موجود
۲۶۶	۱۳	نقادان	نقادین
〃	۱۴	کرکے	کرے
۲۶۹	۹	جبی	جبھی
〃	۱۹	تمی	تمشی
۲۷۳	۷	سوزنان	صوزنان

تمت

کہ واقعی پس انداز نظر ارباب کرم ہے راہ نہیں ہے

بقدر وسع در اصلاح کوشند + اگر اصلاح نتوانند خموش شند

اللھم تقبل منی انک انت السمیع العلیم حسبی اللہ نعم المولی ونعم النصیر وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ ومن تبعھم الی یوم الدین اجمعین آمین آمین آمین یارب العالمین +

قولہ ۔ جواب ۔ بیشک بعد تین طلاق کے رجعت کرنا حرام ہے جس عنوان سے تین طلاق دیجائے طلاق مغلظہ پڑیگی ایک جلسہ میں دی جاوے یا جلسات متفرقہ میں +

اقول ۔ یہ جواب مجیب صاحب کا کہ بیشک بعد تین طلاق کے (رجوع) رجعت کرنا حرام ہے زائد از سوال سائل ہے اسواسطے کہ انکا سوال ہرگز نہیں ہے کہ بعد تین طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے رجعت کرنا حرام ہے یا حلال انکا تو یہی سوال ہے کہ برابر بزرگوں سے سُنتے چلے آتے تھے کہ جب تین طلاق یک جلسہ یا جلسات متفرقہ میں دی جائے طلاق مغلظہ پڑیگی لیکن بالفعل لوگوں نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اگر ایک جلسہ میں تین طلاق دی جائے طلاق رجعی پڑیگی ۔ ان کر سائل کی انکی علت دحرمت سے سوال ہوتا تو بیشک یہ جواب مجیب صاحب کا موافق سوال سائل کے ہوتا ۔ اب اس صورت میں جواب مذکور زائد از سوال نہیں ہے تو کیا یہ جواب تو بعینہ سوال از ریسماں کردم جواب از آسمان آمد کا ہم پلہ ہے باقی رہا یہ قول مجیب صاحب کا کہ جس عنوان سے تین طلاق دیجائے طلاق مغلظہ پڑیگی یک جلسہ میں دی جائے یا جلسات متفرقہ میں سو یہ دعوی انکا کہ یک جلسہ میں بھی دیجائے تو مغلظہ پڑیگی محض بے دلیل ہے اور جو دعوے خاص پر جو انہوں نے دلیلیں پیش کی ہیں انہیں اکثر تو ایسی ہیں جو تار عنکبوت سے بھی کمزور ہیں اور بعض وہ ہیں کہ جس کے اصل مطلب تک مجیب صاحب کی رسائی نہیں ہے ۔ انکی تصدیق انشاء اللہ تعالی عنقریب مع جواب انکی استدلال وانہا رغلط فہمی وابلہ فریبی انکے ہدیہ ناظرین منصفین کرتا ہوں اہل انصاف انکو ملاحظہ فرماکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً - امّا بعد ایک فتویٰ محررہ مولوی ابوالنصر ابن جناب غفران مآب مولانا مولوی سید محمد احسن گیلانوی کا جسکو بجواب سوال سید ضمیر الحسن برادر عموی آپ نے لکھا تھا - میری نظر سے گذرا - مجیب صاحب نے اس کے جواب میں بغائد کئی ورق کاغذ کو سیاہ کر ڈالا ہے - اور جو کچھ دلائل اپنے دعوے کے ثبوت میں نقل کیا ہے وہ انکی خوش فہمی کے شاہد عدل ہیں - ہرچند وہ جواب واقعی قابل اس کے ہیں کہ اس کی طرف نظر التفات نہ کیا جائے مگر احقاقاً للحق و ابطالاً للباطل اپنے اشہب تیز گام خامہ کو میدان تحقیق میں موافق مسالک محققہ حضرات ارباب تحقیق کے جولان دیتا ہوں اور مجیب صاحب سے جو اس مسئلہ خاص میں غلط فہمی ہوئی اور مجیب صاحب نے جہاں جہاں سخن سازی و ابلہ فریبی و دھوکہ دہی عوام کو کام میں لایا ہے اسکو آفتاب نیمروز کی طرح ارباب بصیرت کے نزدیک چہ معنی بلکہ ہر عوام کی نظر میں تاباں و درخشاں کر کے دکھاتا ہوں و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب مخفی نہ رہے کہ انکے قول کو قولہ اور اپنے قول کو اقول کر کے تعبیر کرتا ہوں اور بخیال اسکو طوالت مخل نظر ہر خاص و عام ہوتی ہے اختصار کو راہ دیتا ہوں - ملا ان کے رسالہ **الغیاث** کا جواب عنقریب انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب بسط کے ساتھ حسب مسالک محققین لکھکر ہدیہ ناظرین یا تکمیل کرتا ہوں - چونکہ انسان کی ترکیب ہی خطا و نسیان سے ہے - اور یہ مشہور و معروف بین الناس بھی ہے - بنابراں اگر اس احقر من علی حسن بن سید امجد علی مغفور گیلانوی بہاری سے کسی جگہ بل من حیث البشریۃ خطا و چوک واقع ہوئی ہو تو بشکر لک عفو سے کام فرما کر تاجر عند اللہ و مشکور عند الناس ہوں اور مادہ اسکی اصلاح کو کام فرمادیں اور عیب و نکتہ چینی کو

جب عدت گذرنے کو ہوتی دو چار دن باقی رہتا تھا رجعت کر لیتا تھا۔ پھر کچھ روز
اسکو چھوڑ دیتا تھا۔ کہ وہ بول چال نہیں کرتا تھا اور بہت زور بے دست تھے پھر اسکو
طلاق دیدیتا ہوا جب عدت کا زمانہ قریب پورے ہونے کے ہوتا۔ پھر رجوع کر لیتا اس میں
ان عورتوں بیچاریوں کا ناک میں دم تھا۔ آخر ان عورتوں نے بمقابلہ اسکے یہ دستور نکالا
کہ جب شوہر نے طلاق دی اور واقعی ابھی عدت پوری نہیں ہوئی ہے اور شوہر نے
رجوع کر لینا چاہا تو کہنے لگیں کہ مجھے تینوں حیض پورے آگئے ازاں میں مردوں پر بن
آئی آخر اللہ رب العالمین نے ابتداء اسلام میں عورتوں کے اس دستور کو توڑ کر فرمایا
کہ طلاق دیا ہوا تین طہر تک منتظر رہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکے رحم کے اندر پیدا کیا
ہے اسکو نہ چھپا دیں اور ان کے شوہر رجوع کر لینے کے زیادہ حقدار ہیں بشرطیکہ
آپس میں صلاح کی نیت ہو جب یہ حکم عورتوں کے بارے میں نازل ہوا اور مردوں
کو رجعت کا استحقاق باقی رہا تو اب پھر مرد لوگ حسب دستور اگلی جاہلیت کے بغیر حصر
وعدد کے طلاق دینے لگے مگر متفرق مدتوں میں ایک جلسہ یا ایک منہ سے نہیں۔ اور
رجوع کرنے لگے اگرچہ بعضوں نے طلاق متفرق طور سے دیے ہوں تو بھی رجوع کر لیتے تھے
پس یہ حکم یعنی رجعت بعد طلاق ثلاثہ وقعد جلسات متفرقہ کا منسوخ ہوگیا ساتھ آیت الطلاق
مرتان کے۔ یہی مطلب حضرت ابن عباس کے قول ان الرجل الخ کا ہے جسکا یہ ترجمہ
ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو بعد رجعت کے طلاق دیتا تھا تو وہ اس سے رجعت
کرنیکا زیادہ مستحق تھا۔ اگرچہ اسکو تین طلاق دیدیا کرتا تھا عجیب صاحب نے جو سمجھا ہے
بعض تلامذہ سمجھا ہے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے متفرقاً واقع ہونیکا حکم اس قول حضرت ابن
عباس سے نہیں نکلتا ہے۔ لفظ ثلاثا سے عموم مراد لینا واقعی غلط فہمی مثار ایسی کی ہے
وهذا اوضح سبيل لمادنی بل على من له ادنى فهم من العلم اور نیز حکم رجعت بعد طلاق
ثلاثہ جلسہ واحدہ کے نزول آیت الطلاق مرتان سے منسوخ نہیں ہوا دعویٰ نسخ
محض بے دلیل ہے۔ قابل التفات اہل بصیرت نہیں فتامل اور اسکی تصدیق وتائید کے
لئے حضرت عروہ بن زبیر کی روایت جو بذیل آیت الطلاق مرتان تفسیر معالم التنزیل

یقین ہے کہ عترو ۔ داو حق [illegible] دلیل [illegible] ہے۔

قولہ ۔ سنن ابی داؤد میں [illegible] کوان کو دین

اسلام میں [illegible] حق تھا کہ پھر [illegible] طلاق [illegible]

مراجعت بعد [illegible]

بإحسان الآیۃ [illegible]

اقول ۔ [illegible] تو [illegible]

کی یہی دلیل ہے ۔ [illegible] قول کا مطلب [illegible]

حالانکہ دعوی و دلیل میں [illegible]

نے حضرت ابن عباس کے قول میں [illegible]

کی بعد تین طلاق [illegible] محض [illegible]

حضرت ابن عباس کے قول میں ابو داؤد کے اندر [illegible]

مجیب صاحب نے لوگوں کو فرمایا ہے یہی نہیں چنانچہ [illegible]

عبارت عربی سنن ابی داؤد مطبوعہ مطبع قادری ص ۱۹۶ [illegible] کرکے [illegible]

ناظرین منصفین کرتا ہوں چالاکی و المرتبہ کو شان کے سامنے [illegible] قول

حضرت ابن عباس بذیل آیت وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا

يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ الآیۃ وذلک ان الرجل کان

اذا طلق امرأته فهو احق برجعتها وان طلقها ثلاثا فنسخ ذلک فقال

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ الآیۃ سنن ابی داؤد باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات

الثلاث ۔ **ترجمہ و مطلب** قول ابن عباس وذلک [illegible] یعنی یہ حکم جو اللہ

تعالی نے فرمایا کہ طلاق والیاں تین طہر تک منتظر رہیں اور اس کے اندر کسی غیر شخص سے

جھٹ پٹ نکاح نہ کرلیں ۔ اور انکو حلال نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالی نے انکے رحم میں

پیدا کیا ہے اسکو چھپا دیں ۔ اس کا مطلب آیت شریف والمطلقات الآیۃ کا یہ ہے جاہلیت

کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی اپنی عورت کو طلاق دیا کرتا تھا اور وہ عدت گذار لیتی تھی

سکا میں نقل کیا ہے پر بوجہ بے زبانی اپنے وہاں اپنی اصل مطلب حضرت عروہ بن زبیر سے بلا اصل در ہیں چنانچہ اہل انصاف دو سا نا فقرات پر یہ دعوی ہمارا آفتاب نصف النہار کی طرح تاباں و درخشاں ہے فللہ الحمد علی ذلک -

قولہ صلہ سطر ۳ یہ حکم آیت مذکورہ کے کل تینوں افراد تین طلاق کو شامل ہے -

اقول - یہ آپکی غلط فہمی ہے - آپکو واجب ہے کہ چندے حضرات ماہرین فن کی کفش برداری کیجیے زیادہ نہیں تو تفسیر جلالین و مشکوۃ و بلوغ المرام ہی کسی ماہر فن سے پڑھ لیجئے - پھر کسی مسئلہ کی تحقیق کے در پے ہو جئے - واقعی آپنے بہت بیجا کیا کہ جواب لکھنے بیٹھے آپ کو تو یہ خیال ہوا کہ میں بھی اہل علموں میں معدود ہوں پر اس خیال میں آپ کی فجاجت نکل آئی - افسوس آپ آزردہ خاطر ہوں وکفی باللہ شہیدا میں نے بات واقعی کہی ہے کاش جس وقت یہ خیال خام آپکے سر میں جاگزین ہوا تھا اُس وقت

دلا تا بزرگی نیاری بدست + بجائے بزرگاں نباید نشست

کا خیال فرماتے تو مناسب تھا - نیز سنئے ایں کہتا ہوں کہ یہ حکم آیت یعنی فان طلقہا الآیۃ کا کل تینوں افراد تین طلاق کو شامل نہیں ہے - آپ نے جو یہ سمجھا ہے کہ تین طلاق خواہ بلفظ واحد ہوں یا بجلسات متفرقہ یہ حکم فان طلقہا سب کو شامل ہے - جس عورت کو طلاق خواہ جس عنوان سے دی جائے وہ طلاق دہندہ کے اوپر حرام ہو جائیگی - یہ آپکی سراسر غلط فہمی ہے پہلے درستی فہم کا علاج کریں - حکم اس آیت کا مخصوص ساتھ تین طلاق کے ہے جو بعد ان دو طلاقوں کے دیجائے کہ جنکی بعد ان دو طلاق دہندہ کو رجعت کا اختیار باقی تھا - اب بعد اس کے جو باقی رہیں وہ طلاقیں جو ایک ہی مجلس واقع کیجاویں اُن سے قرآن ساکت ہے - ہاں حکم نبوی البتہ انکا بین ہے فتأمل

قولہ - چنانچہ آیت مذکورہ کے عام ہونے پر کہ کل افراد تین طلاق کے متعلق ہو سکے ہیں بہت سی احادیث فتاوی صفحہ - - - دال ہیں -

اقول - آیت مذکورہ کے عموم ہونے کا جواب تو ہرگز دیچکا اور جیسا دیکھو انشاء اللہ تعالی بسط کے ساتھ سارا الملتفات لا ملائی فنیات میں آویگا - باقی رہا جیب صاحب کا

مطبوعہ مطبع شاخ فتح الکریم بمبئی کے صفحہ ۳ میں موجود ہے نقل کرکے ہدیہ ناظرین منصف
کرتا ہوں۔ **روایت**۔ قال کان الناس فی الابتداء یطلقون من غیر حصر ولا
عدد کان الرجل یطلق امرأته فاذا قاربت انقضاء عدتها راجعها ثم طلقها کذلک
ثم راجعها یقصد مضارتها فنزلت هذه الآیة الطلاق مرتان **ترجمہ** حضرت عروہ
بن زبیر نے فرمایا کہ ابتدا میں لوگ بغیر حصر و عدد کے طلاق دیا کرتے۔ اب یہی حالت
ناس فرماتے ہیں سنئے! وکان الرجل الخ ترجمہ جب کوئی آدمی اپنی عورت کو طلاق
دیتا تھا اور اُسکی انقضائے عدت کا زمانہ قریب پہونچتا تھا تو اُس سے رجعت کرلیتا تھا۔
پھر اسی طرح اُسکو طلاق دیتا پھر رجوع کرلیتا تھا۔ اصل غرض اُسکی یہ تھی کہ اُسکو یعنی عورت
کو ضرر پہونچے تو آیت الطلاق مرتان اُتری۔ امام بغوی صاحب اس آیت کی
یوں تفسیر فرماتے ہیں یعنی الطلاق الذی یملک الرجعة عقیبه مرتان **ترجمہ**
یعنی وہ طلاق جسکے بعد زوج رجعت کا اختیار رکھتا ہے وہ ہے جو مرتان یعنی
پیچھے بعد دیگرے واقع ہوجائے فان طلق ثلاثا فلا تحل له الا بعد نکاح زوج
آخر پھر جب بعد ان دونوں کے تیسری دیدے تو وہ عورت اب اُس کے لئے حلال نہ
ہوگی مگر بعد نکاح دوسرے شوہر کے انتہی ما فی معالم التنزیل۔ اس روایت عروہ
والی سے صاف مثل آفتاب نیمروز کے عیاں ہے کہ ابتدا میں جو لوگ بغیر حصر و عدد کی
کثرت سے طلاق دیا کرتے تھے وہ یکبارگی نہیں بلکہ بجمیاں عدت گذاری عورت کے
مہلت دیدیا کرتے تھے ویسا ہی امام بغوی صاحب کی تفسیر سے بھی مفہوم ہوتا ہے اور
جلالین کا بھی یہی مطلب ہے اور جلالین میں الطلاق مرتان کی یہ تفسیر مرقوم ہے ای
التطلیق الذی یراجع بعدہ مرتان ای اثنتان[1] اور آیت فان طلقها کی تفسیر جسکو
مجیب صاحب نے معنے عموم کے لئے قرار دیا ہے۔ جلالین میں یوں ہے فان طلقها
الزوج بعد اثنتین فلا تحل له من بعد الطلقة الثالثة۔ اگرچہ اسی روایت کو
جناب ناظر مجیب صاحب نے اپنے ثبوت دعوی کے لئے رسالہ الغیاث کے

[1] موافق جلالین کے اکثر تفسیر مدارک میں بھی ایسا ہی مرقوم ہے (منہ)

یہ بالکل مقصود ہے پھر آپکو کیا غرض پڑی تھی کہ ایسے موقع میں عویمر کو رجوع کر لینے کو فرماتے ہاں اگر عویمر بعد اس طلاق دہی کے پھر اپنی ندامت و خواہش کو ظاہر کرتے اور حضرت انکو رجعت کا حکم نہ سناتے تو بیشک آپکی سمجھ پر صاد تھا پہلے آپ اسکا ثبوت بسند صحیح پہونچا دیں کہ حضرت نے باوجود اظہار ندامت و خواہش عویمر کے انکو رجعت کا حکم نہ دیا۔ پھر اس حدیث کو اپنے دعوے کی دلیل گردانیں اور یہ بات آپ سے اور آپکے حواریین سے بفضلہ تعالےٰ تا قیام قیامت نہوئی ہے اور نہو سکیگی پھر غلط فہمی آپکی نہیں ہے تو ہے کیا ہمیں عقل و دانش بائید گریست میں کہتا ہوں کہ عویمر اگر مثل رکانہ کے اظہار ندامت و خواہش اُس عورت کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تو آپ ضرور اُنکو مثل رکانہ کے حکم رجعت کا سُناتے۔ رکانہ نے اظہار ندامت و خواہش کیا حکم رجعت پایا۔ عویمر نے نہ کیا اور خلاف اقتضائے غیرت وہ کیوں کرنے لگے حضرت خاموش رہے۔ اس حدیث سے طلاق ثلاثہ جلسۂ واحد کو مغلظہ سمجھنا بس آپ ہی کا کام ہے ؎

بات تو تم نے بنائی تھی یہاں خوب مگر + تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہیں

علاوہ بریں عویمر کے تین طلاق بنظر مغلظہ دینے یا حسب شرع ہونا کس دلیل سے سمجھا گیا ہو سکتا ہے کہ وہ حسب رواج جاہلیت غصہ میں بعد لعان کے بھی طلاق طلاق کہنے لگے اور ایک دو تین بار کہہ گئے یہ سمجھنا کہ انہوں نے اس قسم کے تین طلاق کو حسب شرع مغلظہ سمجھکر واقع کیا تھا بے دلیل ہے۔

قولہ - ازاں جملہ حدیث رکانہ کی ہے کہ اپنی بی بی کو طلاق بلفظ البتہ کے دیا تھا جب آنحضرت نے قسم کہلا کر ایک طلاق معین کرالیا تب حکم رجعت کا دیا +

اقول - یہ حدیث رکانہ کی بلفظ البتہ والی ضعیف ہے قابل احتجاج نہیں۔ ہمہ نقادان حدیث مثل امام احمد و امام بخاری و ابی عبید و ابی محمد بن حزم وغیرہم کا اسکی ضعف پر اتفاق ہے اور اسکے رواۃ مجاہیل ہیں کہ انکی عدالت و ضبط کا پتہ نہیں لگتا۔ اور اسکے راویوں میں عبداللہ بن علی بن سائب اور زبیر بن سعید ہیں عبداللہ بن علی بن سائب کو عبدالحق نے اپنے احکام میں تضعیف کیا ہے اور حافظ ابن حجر صاحب تقریب نے انکو مستور

یہ قول [illegible] صحیح احادیث [illegible] کا جواب ہے کہ اس دعوے پر جو مشار الیہ نے احادیث
[illegible] نقل کئے ہیں [illegible] نہیں کوئی ایسی نہیں ہیں کہ جن پر نقاد ان حدیث کو کچھ کلام
[illegible] ہیں کہ جنکی [illegible] مجیب صاحب کے ذہن کی رسائی نہیں ہوئی
[illegible] ہے جو آگے اسکی تصریح ان شاء اللہ تعالی عنقریب آتی ہے تب ناظرین
[illegible] دعوی مشار الیہ کی بخوبی واضح ہوگی +

قولہ [illegible] ہے کہ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنظر غلط
ہونے [illegible] وجہ کو تین طلاق دیا تھا [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تین طلاق
[illegible] +

قول [illegible] مجیب صاحب کا کہ [illegible] نے بنظر غلط ہونے کے [illegible]
[illegible] تین طلاق دیا [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو نافذ فرمایا محض غلط فہمی
[illegible] ہے [illegible] نے محض [illegible] تصدیق اپنی اس بات کے کہ تین طلاق
[illegible] روایت میں [illegible] عورت پر جھوٹی تہمت نہیں لگائی ہے
[illegible] عورت کو اپنے نکاح میں رکھوں تو
[illegible] نہیں انکو طلاق دیدیا آپ اس کے
[illegible] واقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
[illegible] تعبیر [illegible] کے
[illegible] رجوع کرلو اگر عویمر طلاق دینے سے
[illegible] حضرت سے پوچھتے [illegible] انکو طلاق دینے ہی کو فرماتے جیسا کہ ایک
شخص نے آنحضرت سے آکر بیان کیا [illegible] عورت چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں
پھیرتی - آپ نے [illegible] فرمایا کہ اسکو طلاق دیدو [illegible] آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] حضرت نے طلاق ثلاثہ کو [illegible] وجہ
سے کہیں مغلظ قرار دیا [illegible] رجوع کا [illegible] موقع و محل [illegible]
[illegible] شوہر بعد طلاق [illegible] ندامت [illegible] جائے [illegible]

اور کہا کہ عطاء نے اس میں چند زیادتیاں لائی ہیں کہ جنپر اوروں کی متابعت نہیں اور
عطاء ضعیف فی الحدیث ہے یہ زیادتی انکی مقبول نہوگی اس کو زیلعی نے ایسا ہی ذکر
کیا ہے اور پوری بحث اس میں آپکے رسالہ الغیاث کے جواب میں کیجاویگی انشاء اللہ تعالیٰ
فلتنتظر پس اب احتجاج ساتھ اس روایت کے بیشک باطل ہے فتدبر ولا تکن
من الغافلین دہوکہ دہی و ابلہ فریبی اسی کو کہتے ہیں ماشاء اللہ مجیب صاحب اس میں
بڑے مشاق ہیں - این کار از تو آید مرداں چنیں کنند حضرات ناظرین یہ دلیل مجیب
صاحب کی تار عنکبوت سے بھی کم قوت ہے - یا تا اسی پر لن ترانی و ہمہ دانی کا دعوی -
ہاں ہاں حضرت واقعی ہیں تو آپ ہمہ دان +

قولہ - اسی طرح بہت سے صحاب الی قولہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو مغلظہ ہونیکا
فتوے دیتے تھے +

اقول - یہ آپنے محض بغرض دہوکہ دہی عوام اُن حضرات کا نام گنا دیا ہے کہ یہہ
حضرات طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کو مغلظہ ہونیکا فتویٰ دیتے تھے حالانکہ ان حضرات
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اسکا خلاف بنقل صحیح حضرات نقادان حدیث سے
کتب احادیث میں موجود ہے چنانچہ انکی [illegible] بحث [illegible] علیہ کے آپکے رسالہ
الغیاث کے جواب میں آتی ہے [illegible] ان حضرات سے
آپنے نقل کئے ہیں اُن کے [illegible] مطلب سے [illegible] انشاء اللہ [illegible] اس کو
عنقریب آپ پر کالشمس فی نصف النہار [illegible] حضرت کا آپنے
اور نام گنایا ہے اُنمیں سے حضرت ابن عباس [illegible] قرار [illegible]
ہے کہ وہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ جیسی شمار [illegible] یہی [illegible] کا عمل [illegible]
حق [illegible] آپ کے حلق سے [illegible] اور حضرت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین [illegible] مسئلہ [illegible] فتویٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ [illegible]
صحیح حضرات محدثین [illegible] کی کتب احادیث سے نقل کر کے پیشکش جناب
[illegible] خدا صبر و تسکین کو کام میں لاویں +

کہا ہے اور انکی نزدیک مستور وہ ہے کہ جس سے کئی شخص روایت کریں پر اسکی توثیق نہ کی
گئی ہو۔ **قول عبدالحق** قال عبدالحق فی احکامہ فی اسناد حدیث الباب عبداللہ بن
السائب عن نافع بن عجیر بن عبد یزید عن رکانۃ والزبیر بن سعید عن عبداللہ بن علی بن
یزید بن رکانۃ عن ابیہ عن جدہ وکلھم ضعفاء والزبیر اضعفھم انتھی مافی التعلیق
المغنی صفحہ ۲۳ سطر ۲۹ - **ترجمہ** کہا عبدالحق نے اپنے احکام میں کہ حدیث الباب کی اسناد میں
عبداللہ بن علی بن سائب ہے جو نافع بن عجیر بن عبد یزید عن رکانۃ روایت کرتا ہے۔
اور زبیر بن سعید ہے جو عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانۃ عن ابیہ عن جدہ روایت کرتا ہے
اور یہ سب ضعیف ہیں اور زبیر تو ان سب سے بڑھکر ضعیف ہے اور زیادہ بیان اس
حدیث کے متعلق رسالہ **المغاث لاہل الغیاث** میں جو انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب
بجواب رسالہ الغیاث مجیب صاحب کے لکھکر ہدیہ ناظرین با تمکین کرتا ہوں آویگا پس
اب یہ حدیث ضعیف بشہادت ائمہ اکابر عارفین لعلل احادیث، وفقہ لاریب قطعاً احتجاج کے

قولہ۔ از انجملہ حدیث حضرت ابن عمر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
اگر ہم تین طلاق دیتے تو کیا ہم پر مراجعت حلال تھی۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ وہ عورت تجہپر حرام ہوجاتی اور تو گنہگار ہوتا +

اقول۔ یہ عبارت کہ آنحضرت سے پوچھا اگر ہم تین طلاق دیتے تو پھر مراجعت
حلال تھی الخ اہل حدیث کی نہیں یہ زیادتی ہے عطاء خراسانی کی اسکے سوائے کسی نے
اسکو روایت نہیں کیا ہے امام بخاری نے فرمایا ہے کہ مالک کے مروی عنہ میں مستحق
الترک سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہے اور شعبہ نے کہا کہ وہ بھلکڑ آدمی تھا اور ابن
حبان نے کہا کہ وہ اللہ کے اچھے بندوں میں تھا۔ ہاں اتنی بات تھی کہ وہ کثیر الوہم بدحافظہ
تھا چوکتا تھا اور ہوش نہ رکھتا تھا اور بہتیروں نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ عطاء کے سوائے
جن اور حفاظ حدیث نے حدیث مذکور کو روایت کیا ہے تو اس میں اس زیادتی یعنی بعد
رأیت لو طلقتھا ثلاثاً الخ کو نہیں ذکر کیا ہے اور نیز اسکی اسناد میں شعیب بن رزیق شامی
ہے اور وہ ضعیف ہے اور بیہقی نے عطاء خراسانی ہی کے سبب اس اسناد کو معلول کیا ہے

شمار نہیں کرتے۔ بھلا حضرت ابن عباس [illegible] کہ [illegible] ثابت

اور بعض دیگر اہل سنت [illegible] تقویٰ [illegible] حضرت [illegible] کو نسی [illegible]

تھی کہ جس کے سبب [illegible]

واقع کیجا دیں [illegible] غیب جا

کی حق سانی [illegible] فرمایا [illegible]

ابھی ہنوز [illegible] حضرت ابن عباس

وغیرہ حضرات قائلین [illegible] تعظیم [illegible] ہونگا

تو آپنے خوب ہی حق ادا [illegible] غنیمت ہے

سے تم الزام [illegible] فرقہ [illegible] تو جلسہ

واحدہ کو [illegible] والے تو [illegible] تفسیر [illegible] آپ [illegible] غلط کہیں

الحق حضرت ابن عباس [illegible] کیا خوب

حضرت ذرا اسے سمجھا لیجئے [illegible] ہے سے

[illegible]

آپ نے جھوٹی تہمت کسی کی بابت تراشی [illegible] آپ کے [illegible]

کرادی۔ اب ذرا [illegible] پیش [illegible] ہے ✦

قولہ - اوّل تو حدیث عموم آیت [illegible] کے خلاف ہے جب کہ آیت

کل افراد طلاق ثلاثہ کو [illegible] حکم دیتا ہے اسی

طرح یہ حدیث بھی کل افراد [illegible] ثلاثہ کو [illegible] تین [illegible]

ہونیکا حکم دیتی ہو۔ قید [illegible] واحد یا بجلسہ [illegible] کرنے بے دلیل ہے ✦

اقول - آیت مذکورہ بالا سے عموم مراد لینا عجیب [illegible]

آیت مذکورہ بالا کا بعد آیت الطلاق [illegible] کے صاف [illegible]

علی [illegible] الاشہاد [illegible] کہ حکم اسکا مخصوص ہے ساتھ اس طلاق کے [illegible]

مرتبہ ثالثہ میں بعد مرتان کے ہوا ہے۔ اب بعد ایقاع اس طلاق ثالثہ کے لا ریب

قولہ - تمامی علمائے سلف و خلف بھی بیان کرتے چلے آئے ہیں کہ جمہور صحابہ و تابعین و من بعدہم الیٰ یومنا ہذا طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو ہی مغلظہ شمار کرتے تھے ۔

اقول - یہ قول مجیب کا بالکل بے دلیل ہے جناب کا یہ تمامی علماء سلف و خلف کا محض دعویٰ بے فروغ ہے کیونکہ جب اگرچہ تمامی سلف و خلف کا قول ہوتا تو ان میں زمانہ صدیق اکبر سے اختلاف من لدن زمانہ خلافت عمری یومنا ہذا ہرگز و ہرگز نہ ہوتا - اختلاف حضرات علمائے دین متاصل مجیب کے کلیہ کا یقینی ہے - اور یہ دعویٰ اتفاق جمہور صحابہ و تابعین و تبع تابعین و من بعدہم کا محض مجیب جیسے بعض مدعی کی خوش فہمی ہے اور واقعی بات تو یہ ہے کہ کل زمانہ نبوی و زمانہ خلافت صدیق اکبر اور تین برس تک زمانہ خلافت عمرؓ میں طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے واحد رجعی ہونے پر قولاً و فعلاً و افتاءً اجماع تھا - پس بجائے عاجز اگر کوئی شخص مدعی اجماع ہو تو دعا اس کا البتہ قریب الی الصواب ہوگا بخلاف دعویٰ اجماع بزمانہ خلافت عمر کے کہ وہ محض مردود و باطل ہے اس واسطے کہ زمانہ حضرت عمر سے لیکر آج تک برابر اسمیں خلاف ہی اختلاف ہے پھر اس کا مل نہیں ہے لیکن اور اس اختلاف کا آپکو لاریب اعتراف بھی عرفاً ہے چنانچہ قول آپکے اہل ظاہر ہی مخالف نہیں سمجھتے ہیں - بعض دیگر اہل سنت بھی بربنائے حدیث صحیح مسلم کان الطلاق بحدیث واحد رجعی کے قائل ہوئے ہیں - متاخرین سے حافظ ابن قیم و انکے استاد ابن تیمیہ ہی کی طرف مائل ہوئے ۔) شواہد عدل آپکے اعتراف اختلاف کے ہیں اور اجماع اور اختلاف میں جو نسبت ہے اسکو آپ خوب سمجھتے ہیں اب بھی اگر آپ جامع اجماع مانتے جاوینگے تو ارباب بصیرت کے نزدیک نفیسی بنتے جاوینگے ۔

قولہ - اہل تشیع اس خیال سے کہ تین طلاق جلسہ واحدہ کو حضرت عمر نے ثلاثہ قرار دیا ہے عداوتاً طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو مغلظہ نہیں شمار کرتے ہیں ۔

اقول - ماشاء اللہ آپ بھی سادہ دل و جذبی ہیں بڑے مشاق ہو خوب جب کہی کہ یوں شاید لوگ ہماری نہیں مانتے تو یہ ڈھنگ نکالا ہے تو یقینی لوگوں کو خیال ہوگا اور ضرور ہماری بگاڑ دینگے اچھا بفرض محال اہل تشیع تو طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو مغلظہ

اپنی زوجہ کو تین طلاق اکٹھے نہیں بلکہ الگ الگ متفرق جلسوں میں دیا کرتا
تھا تو وہ اُسکو مغلظہ شمار کرتے تھے اور جب اکٹھی دیتا تھا تو ایک رجعی کا حکم سناتے تھے اور یہ
فتوائے حضرت ابن عباس لاریب اُس حدیث مجمل کا مفصل ہے پس اب حدیث مذکورہ
بالا لامحالہ مخصوص ساتھ معنے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحد رجعی والی کی ہوئی طلاق ثلاثہ مغلظہ
کو شامل نہیں ہو سکتی ہے فتدبر۔ ونیز اگر اس حدیث سے عموم مراد لیں تو حضرت عمرؓ کا
یہ قول ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لهم فیه اناة محض بے موقع و بے معنی ہوگا *

قولہ۔ ثانیاً طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے رجعی ہونیکا عمل درآمد سوائے حضرت ابن
عباس اور اُن کے شاگرد طاؤس کے تو اور کوئی صحابہ و شاگردان سے اُسکی مروی نہیں ہے *

اقول۔ یہ قول آپکا محض غلط ہے۔ آپ نے صرف بغرض دھوکہ عوام کالانعام کے
یہ کلام کیا آپکی اصل غرض یہ ہوئی کہ جب میں اس طرح لکھدونگا تو لوگ میرے دام تزویر میں
پھنس جائینگے ابھی ابلہ فریبی سے کام نہیں چلتا آخر بار ندامت سر پر اُٹھانی پڑتی ہے اسکا
خیال نہوا کہ آخر تحریر ہماری اہل بصیرت کی نگاہ سے گذریگی اُسوقت کیسی نوبت آن پڑیگی
خیر سنئے: سوائے حضرت ابن عباس کے حضرت علی بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود و عبدالرحمن
بن عوف و زبیر بن عوام وغیرہم حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی ہے چنانچہ
شیخ الاسلام حافظ ابن حجر صاحب فرماتے ہیں واذا طلق ثلاثا مجموعا وقعت واحدا
وهو منقول عن علی بن ابی طالب وابن مسعود وعبد الرحمن بن عوف والزبیر انتهی ما
فی التعلیق المغنی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی [illegible] **ترجمہ** یعنی جب کوئی شخص
تینوں طلاق اکٹھی دیدے تو وہ تینوں ایک واقع ہونگی۔ یہی حضرت علی وغیرہم حضرات مذکورہ
بالا سے منقول ہے۔ اب ناظرین باتمکین منصفین تحریر سراپا تزویر مجیب قولہ ثانیاً مذاق، بحوالہ
مجیب صاحب کیجیے اندازہ کریں نیز اہل بصیرت یہ بتادیں کہ حافظ ابن حجر صاحب کے قول کے مقابلہ میں آپکے
قول کی کوئی ہستی اور وقعت ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس اب لاریب قول مذکور الصدر
مجیب صاحب کا محض دام تزویر و دروغ بے فروغ نہیں ہے تو ہے کیا۔ آئندہ ایسے شخص
کی بات کا کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے۔ سچ فرمایا شیخ سعدی صاحب نے کہ ؎

عورت مطلقہ طلاق دہندہ پر حرام ہو گئی دگر مجمع علیہا بات ہے مانحن فیہا نہیں مانحن فیہ سے یکدم قرآن ساکت ہے اور یہ بات بہرۃ العین پر کالشمس فی نصف النہار ہویدا ہے خواہ مخواہ اس حکم کو کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والی بھی مغلظہ واقع ہوگی اسمیں داخل کر دینا تحکم علی القرآن من عند نفس ۔ مجیب صاحب نہیں تو ہے کیا ۔ اب مجیب صاحب قرآن مجید کے اندر بھی دست اندازی کرنے لگے خدا خیر ہی کرے مجیب صاحب کو حدیث من فسر القرآن برائہ فقد اخطاء الفطرۃ کا خیال ضرور چاہئے ایسا نہو کہ بوجہ ارتکاب ایسی منہیات کے دونوں دین سے گئے پانڈے حلوا ملا نہ مانڈے کے مصداق بن جائیں ۔ بر رسولان بلاغ باشد وبس ۔ باقی رہی حدیث تو جس طرح آیت شریفہ سے عموم مراد لینا مجیب صاحب کی خوش فہمی ثابت ہوئی اسی طرح حدیث صحیح مسلم کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وصدرا من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ سے عموم مراد لینا یعنی یہ کہنا کہ یہ حدیث بھی کل افراد طلاق ثلاثہ کو واحدہ ہی ہونیکا حکم دیتی ہے عام ازیں کہ وہ تینوں طلاقیں مجموعًا ایک جلسہ میں واقع کیجائیں یا تین عدتوں میں مجیب صاحب کی حماقت وخوش فہمی ہے بچند وجہ **اول** اسواسطے کہ اطلاق لفظ ثلاث کا اکثر اُن بر ہے معدود پر ہوتا ہے کہ جنکا وجود معًا پایا جاوے بخلاف لفظ ثالث کہ اسکا اطلاق اُسی شئی معدود پر ہوتا ہے کہ جنکا وجود متفرقا بعد اخری کرکے مرتبہ ثالثہ میں بعد مرتبہ ثانیہ کے پایا جاوے اور ظاہر ہے کہ حدیث شریف میں لفظ ثلاث کا ہے جو مخصوص معنے اول کا ہے نہ ثالث کا پس اس سے عموم پا لینا مجیب صاحب کی خوش فہمی نہیں تو کیا ہے ۔ بریں عقل ودانش بباید گریست ۔ اب خواہ مخواہ اس حدیث سے خاصکر وہی تینوں طلاقیں مراد ہونگی کہ جنکا وجود معًا جلسہ واحدہ میں واقع ہوا ۔ وہ طلاقیں جو مرۃ بعد اخری کرکے جلسات متفرقہ یا عدات ثلاثہ میں واقع ہوں اس سے مراد نہیں ہوسکتیں فاذا ثبت ہذا فبطل معنی العموم الذی ادعاہ المجیب فالحمد للہ علی ذلک + **دوم** اگرچہ حدیث بطریق تنزل اجمالًا مفید مدعا مجیب اُس صورت میں ہوسکتی تھی جبکہ کوئی حدیث مفصل اسکی نہ واقع ہوتی حالانکہ راوی حدیث مذکورہ بالا حضرت ابن عباس رض سے بروایت صحیح فتوی مروی ہے کہ جب کوئی شخص

ماہرین فن کی کفش برداری کیجیے تب حفظ کمال [illegible] یہ [illegible] نہیں ہے - دیکھیے اس میں بھی کتنی دا د وش آپکو کرنی پڑتی ہے تب [illegible] ہیں اور تحقیق تو بڑا پایہ ہے فقط فنیہ قنیہ دیکھ لینے سے کام نہیں چلنے کا [illegible] تعلیق المغنی حاشیہ دارقطنی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کے [illegible] ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ کلہم معہ فی خلافۃ [illegible] عمر رضی اللہ عنہ علی ہذا المذہب [illegible] کانوا یرون الثلاث واحدۃ [illegible] یری ذلک فانہ لم یکن منکرا [illegible] حال کل الصحابۃ فی عہد الصدیق [illegible] ھم [illegible] عن ذلک قطعا [illegible] یونس بن بکیر [illegible] **ترجمہ**

رسول اللہ کے خلیفہ بنے اور سارے [illegible] تین برس عمر کے زمانہ میں اسی مذہب پر انکے ساتھ رہے سو اگر کوئی شمار کرنے والا ان حضرت کے اصحاب کی کہ جو تین کو ایک جانتے تھے یکے بعد دیگرے گنے تو قطعا بیس سے بھی بڑھ جاوینگے ؛ تو تین طلاق جلسہ واحدہ کے ایک ہونیکا فتویٰ دیتے تھے یا اسکا اقرار تھا - ان تین طلاق جلسہ واحدہ والی ایک ہی واقع ہوتی ہے اگر فرض کر لیا جائے کہ انمیں بعضے اسکے مقر نہیں بھی پر پھر بھی انکو اس فتوے کا انکار نہ تھا بلکہ ساکتین میں تو یقینی تھے حضرت صدیق اکبر کے کل زمانہ خلافت میں اور تین برس تک حضرت عمر کے زمانہ میں یہی حال کل صحابہ کا رہا جیسا کہ یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ذکر کیا ہے اسی بنا پر بعض اہل علم نے تو اجماع قدیم کا اسپر دعویٰ کیا ہے اور ہمارے نزدیک اس کے خلاف پر اجماع امت ہوا ہی نہیں بلکہ آج تک برابر اختلاف چلا آرہا ہے - یہ جو بعض نے اجماع متاخرین کا اسپر دعویٰ کیا ہے سو وہ دعوی انکا مردود و باطل ہے اجماع و اختلاف میں جو نسبت ہے وہ ارباب بصیرت پر ہویدا ہے پھر عذر بارد حنفی کے باطل ہونے میں کیا ناظرین منصفین کے نزدیک کوئی شک و شبہ ہوسکتا ہے ؟ ہرگز نہیں اور اس مسئلہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والیکو متعہ کے حال پر قیاس کرنا سراسر جہالت و حماقت

کاذب بودخوار وبے اعتبار۔ اور علاوہ طاوس کے حضرت ابن عباس کے شاگردوں میں سے عطا و عمرو بن دینار کا اسی پر عمل درآمد ہے پھر بے دیکھے بھالے کتابوں کے یوں ہی بے سمجھے لکھدیا کہ سوائے طاوس اور کوئی شاگرد ان سے انکی مروی نہیں پوری جہالت و حماقت ہے اور فن حدیث نہیں جاننے کی پکی دلیل ہے۔ فتامل ولا تکن من الغافلین*

قولہ۔ نہایت تعجب ہے کہ اس عمل درآمد کی خبر کسی صحابہ وشاگردان کو ان کے نہ ہوئی*

اقول۔ اس عمل درآمد کی خبر کیا معنے۔ ابھی دیگر حضرات صحابہ اور شاگردان حضرت ابن عباس کا اسپر برابر عمل درآمد رہا چنانچہ اوپر ثابت کردیا گیا اور پھر رسالہ اثبات کے جواب میں انشاء اللہ تعالی بسط کے ساتھ ثابت کردونگا اور آج تک برابر اسپر عمل درآمد چلا آرہا ہے اس تعجب پر آپ کے نہائت تعجب ہے کہ آفتاب عالمتاب پر آپ خاک ڈالا چاہتے ہیں ابھی این خیال ست و محال و جنون*

قولہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وجود اس واقعہ کا مشکوک ہے یا شاذ ونادر ہوتا ہوگا جسکی خبر آں حضرت و حضرت ابوبکر و دیگر صحابہ کو نہوئی یک زمانہ تک مخفی رہا حضرت عمر کی خلافت میں جب کثرت ہوئی تو ظاہر ہونے پر منع کردئے گئے جیسا کہ متعہ کا حال ہے*

اقول۔ وجود اس واقعہ کا ہرگز مشکوک نہ تھا اور نہ شاذ ونادر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابوبکر و دیگر حضرات صحابہ کو اسکی برابر خبر رہی مخفی رہنا کیسا۔ مخفی تو جب ثابت ہوتا کہ سوائے ابن عباس کے اور کسی کا عملدرآمد اسپر پایا نہ جاتا حالانکہ سوائے انکے ایک نہیں بلکہ ہزاروں حضرات صحابہ کا عملدرآمد بنقل صحیح حضرات علماء محدثین مثل شیخ الاسلام حافظ ابن حجر صاحب وغیرہ کی کتب احادیث میں موجود ہے حضرت علی بن ابی طالب و عبداللہ ابن مسعود وغیرہما کا مشرب تو پہلے ہی ثابت کردکھایا ہوں علاوہ انکے دیگر حضرات صرف صحابہ کی تعداد اس قدر ہے کہ اگر انکی اسمائے گرامی کو کوئی شخص یک یک کرکے گنے تو قطعاً انکی تعداد ہزار سے کہیں بڑھ جائیگی۔ افسوس آپکو واقعی کتابوں پر نظر نہیں کاش ہوتی تو کبھی ایسی پوچ تحریر آپکی نہیں ہوتی واحسرتا اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ چندے حضرات

نقل کرکے دکھادیں ورنہ اسکو شعبہ پر قیاس کرنے سے شرمندہ ہوں ‬◆

قولہ - شاملؔ "اگر واحد جیبی کا عمل ور آمد تشریعی یعنی بحکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتا تو والتہ فقہائے صحابہ علی الخصوص حضرت ابن عباس نے اس تشریع کو بدل کیوں دیا" ◆

اقول - واقعی واحد جیبی کا عملدر آمد تشریعی تھا اور فقہاے صحابہ علی الخصوص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس حکم نبوی کو ہرگز وہرگز نہیں بدلا ہے قولاً واقعاً برابر اسپر انکا عملدرآمد رہا یہ آپکی ابلہ فریبی و سخن سازی ہے - اہل مطلب فتویٰ حضرت ابن عباس سے اب بمراحل دور ہیں اہل مطلب انکی فتویٰ کا یہ ہے ملاحظہ کیجئے اور اپنی غلط فہمی پر محجوب ہوجئے **فتویٰ حضرت ابن عباس** - اخبرنا ابن جریج قال اخبرنی حسن بن مسلم عن ابن شہاب عن ابن عباس قال اذا طلق الرجل امرأتہ ثلاثا ولم یجمع کن ثلاثا قال فاخبرت طاؤسا فقال اشہد ما کان ابن عباس یراھن الا واحدۃ التعلیق المغنی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص۴۲۵ سنہ **ترجمہ** ابن شہاب سے ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں اور جمع نکیا (کیا معنے جلسات متفرقہ میں یا تین عدتوں میں جیساکہ طریقہ مسنونہ ہے دیں اور آنکو جمع نہ کیا یعنی اکٹھے یکبارگی یا ایک عدہ میں نہیں) تو وہ تینوں تین واقع ہونگی بغیر حلالہ اب وہ عورت اُس مرد طلاق دہندہ پر حلال نہیں ہوسکتی - راوی کہتا ہے کہ اس کی خبر میں نے طاؤس کو کی تو انہوں نے کہا کہ میں گواہ ہوں کہ حضرت ابن عباس ایسی تینوں طلاقوں کو جو مجموعاً واقع کیجادیں ایک ہی جانتے تھے اور یہ بات مجمع علیہا ہے یہی مطلب اور حضرات صحابہ کے فتاویٰ کا ہو کیونکہ جتنے فتاویٰ حضرات ممدوحین کے مروی ہیں اور جنکو آپنے بھی اپنے دعوٰی کے ثبوت میں نقل کیا ہے اُنکی یہی مطلب ہیں وہ نہیں کہ جنکو آپ نے سمجھا ہے ظاہر ہے کہ اُن سبھوں میں مجملاً "ثلاثاً" کا لفظ موجود ہے - یہ تفصیل جو اس فتویٰ حضرت ابن عباس میں آفتاب نیمروز کی طرح تاباں ہے کسی میں نہیں بناءً علیہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ فتویٰ حضرت ابن عباس کا اُن فتاویٰ مبہمات حضرات ممدوح کا بیان مفصل سمجھا دیا اقرب الی

ہے متعہ کے حرام منسوخ ہونے پر تو سارے حضرات صحابہ کا اتفاق مروی ہے اگر بعض
حضرات صحابہ وتابعین سے بوجہ خفی کے اُس کی حلت مروی بھی ہوئی تو ساتھ ہی اُسکی
ان حضرات کا اُس سے رجوع بھی بسند صحیح مروی ہے علاوہ اس کے کسی فرد بشر
حضرات علمائے محدثین ناقدین کا یہ قول نہیں ہے کہ مجوزین متعہ کی تعداد ہزار سے
قطعاً زائد ہے اجی ہزار کی تعداد تو بہت زیادہ ہے۔ ایسا بھی کسی نے نہیں کہا ہے۔ کہ
اُنکی تعداد دس بیس ہے۔ ادعاء اجماع تو امر آخر ہے سوائے روافض کے تمامی اہلسنت
حرمت کے قائل ومقر ومتفق ہیں بخلاف مسئلہ متنازعہ فیہا کے۔ پھر اس مسئلہ خاص کو
متعہ پر قیاس کرنا حماقت یقینی ہے۔ اب ہم اپنی تصدیق کے لئے حضرات مجوزین متعہ
سے اُنکی رجوع کو اُن سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین باتمکین کرتے ہیں ملاحظہ فرمادیں۔
حضرات صحابہ میں اسمار بنت ابی بکر وجابر بن عبداللہ وابن مسعود وابن عباس و
معٰویہ وعمرو بن حریث وابو سعید وسلمہ ومعبد دونوں لڑکے امیہ بن خلف کے تھے۔
جنہوں نے پھر رجوع کر لیا انمیں بعض حضرات تو وہ ہیں کہ جنکے اصل قول ہی کے سمجھنے میں
سمجھنے والے نے غلطی کی ہے اور خواہ مخواہ الزام حلت متعہ کی اُنپر لگا دی ہے حاشا
وہ نہیں کہتے کہ ہمارے نزدیک متعہ حلال ہے سبحانک ھٰذا بھتان عظیم علیھم
چنانچہ حضرت اسماء بنت ابی بکر کی نسبت نسائی میں مسلم کے طریق سے ہی وہ کہتا ہے
کہ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر کی خدمت میں پہونچا اور اُن سے متعہ کا حال دریافت کیا
تو کہنے لگیں کہ اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں نے کیا ہے۔ اسی
طرح اور اور حضرات مذکور الصدر سے مروی ہے بخوف اس امر کے کہ طوالت مخل ظرافت تحریر
ہے اختصار کرتا ہوں اور مشہور قائلین باباحۃ المتعہ میں سے حضرت ابن جریج ثقیہ کہ ہیں
پر اُن سے بھی ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں رجوع نقل کیا ہے کہ ابن جریج نے اہل بصرہ سے
بعد اس کے کہ اباحت متعہ میں اٹھارہ حدیثیں انکو بیان کر سنائیں فرمایا کہ تم لوگ گواہ رہو
کہ اس قول اباحت متعہ سے اب میں نے رجوع کر لیا۔ مجیب صاحب اگر سچے ہیں تو اسی
طرح کسی شخص حضرات علمائے محدثین ہمارے ناقدین وفقہائے ماہرین کے قول بسند صحیح

مسئلہ طلاق و نکاح کا مخفی رہنا بیشک بعید از قیاس ہے۔ چہ جائیکہ منسوخ و غیر منسوخ
کا بھی علم نہ ہو یہ اور ابعد ہے۔ علاوہ ازیں تین برس حضرت عمر کے زمانہ میں اسپر علدرآمد
کا اکیوا قرار ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ اتنے زمانہ تک لوگ اس کے عامل رہے اور کسی
فرد بشر کے منہ سے یہ بات نہ نکلی کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ تعامل اسپر نا جائز و حرام ہے
اور فرد بشر بھی کون حضرات صحابہ جو بہ نعوت رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے یقینی معہود فی
الناسخ ہیں۔ اور نیز قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت
لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیہم فامضاہ علیہم برہان قوی ہے اسپر کہ یہ مسئلہ طلاق
ثلاثہ جملہ واحدہ والا متروک العمل فیما بین الناس علی عہدہ بھی نہ تھا۔ منسوخ چہ معنی دارد
ہاں اتنی بات کہ جسقدر کثرت انکے زمانہ میں ہوئی انکے اوپر کے دونوں زمانوں نبوی و
صدیقی میں نہیں تھی نہ سہی۔ اور یہ امر آخر ہے۔ اگر یہ منسوخ ہوتا تو یہ فرمان حضرت عمر
کا اگر ہم جاری کرتے اسکو انپر ہرگز نہ ہوتا۔ یہ قول حضرت ممدوح کا صاف کہہ رہا ہے
کہ یہ فرمان آپنے من عند نفسہ جاری کیا ہے۔ وجدان ناسخ پر نہیں۔ اب جو کوئی امکان
نسخ اسکا گمان باندھے وہ نادان ہے قابل خطاب اہل خبرت نہیں۔ نووی شرح صحیح مسلم
میں ہے قال المازری وقد زعم من لا خبرۃ لہ بالحقائق ان ذلک کان ثم نسخ قال
وھذا غلط فاحش لان عمر لم ینسخ ولو نسخ وحاشاہ لبادرت الصحابۃ الی انکارہ
وان اراد ھذا القائل انہ نسخ فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذلک غیر ممتنع ولکن
یخرج عن ظاھر الحدیث لانہ لو کان کذلک لم یجز للراوی ان یخبر ببقاء الحکم فی خلافۃ
ابی بکر وبعض خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ فان قیل فقد یجمع الصحابۃ علی النسخ فیقبل
ذلک منھم قلنا انما یقبل ذلک لانہ یستدل باجماعھم علی ناسخ واما انھم
ینسخون من تلقاء انفسھم فمعاذ اللہ لانہ اجماع علی الخطاء وھم معصومون من ذلک
فان قیل فلعل النسخ انما ظھر لھم فی زمن عمر رضی اللہ عنہ قلنا ھذا غلط ایضا
لانہ یکون قد حصل الاجماع علی الخطاء فی زمن ابی بکر والمحققون من الاصولیین
لا یشترطون انقراض العصر فی صحۃ الاجماع واللہ اعلم (نووی صحیح مسلم مطبوعہ لکھنؤ)

تفصیل کسی کو کیا حق ہے۔ کہ
الصواب عند اولی الالباب بھی لاریب ہوسکتا ہے بغیر
یہی مباہات سے ما فی الضمیر اپنا مراد لے۔ اسی کا نام ترجیح بلا مرجح ہے اور یہ جائز نہیں
اگر آپ مرد میدان ہیں تو زیادہ نہیں ایک ہی دو فتوے بنقل صحیح حضرات صحابہ رضوان
اللہ علیہم اجمعین سے سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باین تفصیل کہ طلاق ثلاثہ بلفظ
واحد میں انت طالق انت طالق انت طالق کرکے یا بلفظ واحد انت طالق ثلاثا کرکے
واقع کیجا دیں تو بھی ثلاثہ مغلظہ واقع ہونگی نقل کریں تو لاریب آپ کا تھوپنا کلام
بیں صرف آپکی سمجھ یا آپ جیسی اور خوش فہموں کی سمجھ بمقابلہ فتوی حضرت ابن عباس
وغیرہم حضرات صحابہ کے ہرگز قابل قبول نہیں ہوسکتی فتامل فاذا ثبت ھذا فبطل
دعوٰک ان ابن عباس بدل حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبحانک ھذا بہتان
عظیم علیہ واللہ شانہ اعلیٰ وارفع من ھذا لقد قف شعری کیف تکلمت بہذہ الکلمۃ

قولہ رابعًا۔ ممکن ہے حکم واحد رجعی کا منسوخ ہوگیا ہو*

اقول۔ یہ قول آپکا آپکی خوش فہمی پر برہان قوی ہے اجی جب یہ منسوخ ہو
ہوگیا تھا تو علاوہ عہد نبوی کے پھر پوری عہد خلافت حضرت صدیق اکبرؓ اور تین برس
خلافت عمرؓ میں عمل در آمد حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اسپر بدستور
اس کے کیا معنے۔ اختلاف جو اس مسئلہ میں جاری ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
فتوی دینے پر اور یہ اختلاف اسوقت سے لیکر آجتک برابر چلا آرہا ہے اور حضرت
صدیق کی خلافت مہینہ پندرہ روز تو تھی نہیں جو اس کہنے کی گنجائش ہوتی کہ شاید
اس مختصر زمانہ میں یہ مسئلہ مخفی رہا۔ اجی دو برس کئی مہینہ کوئی ایسا قلیل زمانہ ہیں
دیکھو یہی زمانہ قلیل زمانہ خلافت حضرت صدیق میں کتنی کارروائیاں ہوئیں جو
اہل سیر پر وہ کالشمس فی نصف النہار ہیں ہمیں شک نہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ
خلافت کی نسبت کہ البتہ قلیل ہے پھر اگر عہد نبوی اور زمانہ خلافت حضرت صدیق
اکبرؓ و تین برس زمانہ خلافت عمرؓ فاروق کو ملایا جاوے تو اس مسئلہ خاص میں تعامل
حضرات صحابہ کا یقینی بہت زیادہ زمانہ نکل آویگا۔ پھر اتنے زمانہ تک ایسے متردد

اور نیز یہ بھی ثابت کر دکھایا گیا کہ بعد اتر نے آیت الطلاق مرتان کے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والی کے واحد ہی ہونیکا حکم برابر عہد نبوی و صدیقی و تین برس زمانہ خلافت فاروقی میں بلا ریب جاری رہا۔ آپکے اس قول سے چاہیئے کہ لوگ آپ کے دام فریب میں اب آجاویں۔ ممکن نہیں بلکہ آپ بفضلہ تعالیٰ پہچانے گئے۔ تاڑنے والے تاڑ گئے۔ اگر آپ سچے ہیں تو جیسا ہیں نے ثابت کر دکھایا۔ ثابت کر دکھائیے۔ فمن ادعی خلاف ذلک فعلیہ البیان بالبرھان۔

قولہ۔ خامساً۔ عموم آیت کی تخصیص دلیل ظنی سے جائز نہیں ہے بخصوصہ ایسی حدیث سے جو شاذ و نادر ہو۔

اقول۔ اول تو یہ آیت فان طلقها سے عموم مفہوم مراد لینے میں آپکی خوش فہمی اوپر ثابت کر دکھائی گئی۔ دوسری آپ کے منہ سے یہ بات کیونکر نکلتی ہے کہ عموم آپ کی تخصیص دلیل ظنی سے جائز نہیں ہے۔ ابھی عموم آپ کی تحقیق متواترات سے تو اتفاقاً جائز ہے۔ اس سے آپکا انکار محض آپکی جہالت و غباوت پر برہان قوی ہے حضرات ائمہ اربعہ تو عموم قرآن کی تخصیص خبر واحد سے بھی جائز بتلاتے ہیں بلکہ آپکے مذہب حنفیہ میں تو تخصیص قرآن کی عقل و قیاس سے بھی جائز ہے۔ اب ذرا اس طرف توجہ کیجئے اور عبارات کتب فقہ و اصول معائنہ فرماکر گریبان میں منہ ڈالکر غیرت کو کام میں لائیے۔ اسپر یہ دعویٰ کہ ہمارا رسالہ الغیاث مشترات کی دیوار ہے **ٹک دم لیجئے**۔ آپکے رسالہ **الغیاث** کی بھی انشاء اللہ تعالیٰ حسب مسلک تحقیق عنقریب گہری خبر لیجاتی ہے۔ ہوشیار ہو جئے۔ امام شعرانی نے منہج میں لکھا ہے قد اجمعت الامۃ علی ان السنۃ قاضیۃ علی الکتاب ولیس الکتاب بقاض علی السنۃ کذا نقل قول الرسالۃ **ترجمہ** تحقیق اجماع کیا ہے امت نے اس بات پر کہ تحقیق سنت قاضی و فیصلہ کرنے والی ہے قرآن پر اور نہیں ہے قرآن قاضی اوپر سنت کے ایسا ہی نقل کیا ہے اسکو دراسات میں انتہی۔ اور ابن حاجب نے مختصر الاصول میں اور عضد نے اس کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ تخصیص عام قرآن کی متواتر کے ساتھ تو بالاتفاق جائز ہے لیکن خبر واحد کے ساتھ پس جائز رکھا ہے

صفحہ ۲۰۲) ترجمہ کہا مازری نے جسکو اہل حقائق کا پتہ نہیں وہی ایسا گمان کرسکتا ہے
کہ یہ مسئلہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والا ابتدا میں تھا پھر منسوخ ہوگیا اور یہ اس کی غلطی محض
ہے اس لئے کہ حضرت عمرؓ نے اسکو منسوخ نہیں کیا ہے۔ وحاشا اگر وہ اسکو من عند نفسہ
منسوخ کرتے تو حضرات صحابہ اس کے انکار کی طرف البتہ ضرور مبادرت کرتے۔ اور
اگر اس قائل نسخ کی یہ غرض ہے کہ مسئلہ آں حضرت کے عہد مبارک میں منسوخ ہوگیا ہے
تو یہ بات ہوسکتی تھی لیکن ظاہر حدیث سے نکل جاتی ہے اور منقطع ہوجاتی ہے کیونکہ اگر
ایسی بات ہوتی تو رادی حدیث مذکور کو یہ بات جائز نہ تھی۔ کہ خبر کرتا ساتھ باقی رہنے
اس حکم کے کل زمانہ خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ اور بعض زمانہ یعنی تین برس خلافت
عمر رضی اللہ عنہ میں پھر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ حضرات صحابہ جو نسخ پر اجماع کرتے ہیں
تو یہ اجماع انکا مقبول ہوتا ہے ہم کہتے ہیں کہ ہاں یہ اجماع انکا اسواسطے مقبول ہوتا
ہے کہ انکے اجماع کے سبب وجود ناسخ پر استدلال کیا جاتا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ
من عند انفسہم کسی چیز کو منسوخ کرتے ہیں سو معاذ اللہ وہ اجماع انکا ہرگز مقبول نہیں ہوسکتا
اسواسطے کہ یہ اجماع علی الخطاء ہے اور حالانکہ وے حضرات اس سے معصوم ہیں (پس
ان حضرات معصومین سے اجماع علی الخطاء ہوسکتا ہی نہیں تو قبول کیسا) پھر اگر یہ کہا جائے
کہ شائد یہ نسخ زمانہ عمرؓ میں انپر ظاہر ہوا ہو (جیسا کہ مجیب صاحب کا یہی قول ہے) تو ہم
کہینگے کہ یہ بھی غلط ہے۔ اسواسطے کہ اس صورت میں بھی تو اجماع خطاء پر حضرت ابی بکر کے
زمانہ میں حاصل ہوگیا۔ حالانکہ محققین اصولیین انقراض عصر کو صحت اجماع میں شرط
نہیں کرتے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

اب ناظرین منصفین ملاحظہ فرماویں کہ امکان نسخ بہ نسبت مسئلہ مذا مجیب صاحب
کے کیسا ہباء منثورا ہوگیا فللہ الحمد علی ذالک +

قولہ۔ جواب یا نسخ بطور تنزل و تسلیم کے ہے ورنہ ہمارے نزدیک تو بعد اترنے
آیت الطلاق مرتان کے طلاق ثلاثہ رجعی کبھی نہیں ہوئی +

اقول۔ جس عنوان سے آپ امکان نسخ کے قائل ہوں۔ اسکا جواب ابھی او پر گذر چکا

قولہ - خود راوی الحدیث ودیگر فقہائے صحابہ نے تین طلاق کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا - بلکہ خلفائے راشدین نے بھی پوری بحث رسالہ اغاثہ میں آویگی +

اقول - خود راوی الحدیث حضرت ابن عباس و جملہ فقہائے حضرت صحابہ مثل حضرت علی و عبداللہ ابن مسعود و عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم نے بر خلاف حدیث ابن عباس کے فتویٰ دیا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلفائے راشدین میں ہونا اظہر من الشمس فی نصف النہار ہے چنانچہ انکی تصدیق مختصر طور سے اوپر گذر چکی ہے - اب پوری بحث انکی انشاء اللہ تعالیٰ رسالہ اغاثہ لاہل الغیاث میں آویگی - تب ناظرین منصفین کو بلافریب کا جناب مجیب صاحب کی پورا درجہ یقین کا حاصل ہوگا +

قولہ - جو لوگ فقط حافظ ابن قیم و شوکانی کے کہنے پر ان کے قولہ ثبت ثبت کی دلیل ہے +

اقول - اول تو ساری عبارت مجیب صاحب کی تحریر کی تابع تحریف ہے - پر یہ انکی عبارت ماشاء اللہ لاریب مجیب صاحب کے مبلغ علم کی بہت قوی دلیل ہے - ناظرین ! ذرا مجیب صاحب کی اس تحریر کو توجہ کی نگاہ سے ملاحظہ فرما دیجئے میں نے صرف انکی غلط فہمیوں اور بلا فریبیوں کے انکشاف کی طرف توجہ کی ہے اگر انکی تحریر کی طرف توجہ کرتا تو لاریب یہ جواب طویل الذیل ہوکر مخل توجہ اہل انصاف ہوتا - بنا بریں مقصود رد جواب کی طرف توجہ کیا - در حقیقت اپنے دوسرے برادران حق پسند کیلئے چھوڑ رکھا - اور مجیب صاحب چونکہ خود محض مقلد جامد ہیں - بنا بر نعوذ ہے المرء یقیس علی نفسہ دوسروں کو بھی مقلد جامد تصور کرنے لگے - سو واضح ہو کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے واحد رجعی ہونیکا حکم و آیت و احادیث و فتاویٰ صحابہ سے نکلتا ہے قصور ہے تو آپکے فہم و بصارت کا - پہلے آپ اس کے علاج کی طرف توجہ کریں بعد دیکھئے کیسی سوجھ نصیب ہوتی ہے والا فلا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ •-

اسکو ائمہ اربعہ نے - عبارت اسکی یہ ہے ملاحظہ فرمائیے - **عبارت مختصر الاصول - والعضد** - ان تخصیص عام القرآن بالمتواتر جائز اتفاقا واما بالخبر الواحد فقال بجوازہ الائمۃ الاربعۃ انتہی اور **تلویح** میں لکھا ہے - لان المخصص ہو العقل کان العام قطعیا فی الباقی لعدم ورود الشبہۃ لان ما یقتضی العقل اخراجہ فہو خرج وغیرہ باق معلوم کما فی الاستثناء انتہی **ترجمہ** اگر مخصص قرآن محض عقل ہو تو عام باقی افراد میں قطعی رہیگا واسطے نہ ہونے موقع شبہہ کے اس لئے کہ جسکو نکالنا چاہتی ہو وہی نکلیگا اور سوا اس کے اس میں باقی رہیگا جیسا کہ پہلے تھا مثل استثناء کے انتہی - **مجھکو تعجب ہے** کہ مجیب صاحب کے منہ سے ایسی بے تکی بات کیوں نکلتی ہے - کیا مجیب صاحب کو اپنی کتب مذہب کی بھی خبر نہیں - لا حول ولا قوۃ الا باللہ خیال کیجئے ایسی حدیث سے شاذ نادر ہو - آپکی خوش فہمی ہے - خیر آپکے مبلغ علم پر تو انشاء اللہ تعالیٰ مجکو عبور حاصل ہے - پر آپ تکو حضرات نیر کنندگان جواب کا بھی اجہل الناس ہونا واضح طور سے معلوم ہوگیا -

اندھا راجہ چوپٹ راجہ والا قصہ ہوگیا - ان ناخدا ترسوں کو بھی ذرا خیال نہ ہوا کہ ہم کیا کرتے ہیں - اصل وجہ یہ آن پڑی کہ وے خود بیخبر دوسرے کو کیا سوجھا دیں جہالت کی مٹی خراب - تقلید نے انکو اندھا کردیا اور اندھی تقلید اسی کا نام ہے سچ ہے تقلید فتن شدہ گمراہی - اور حدیث فی الباب کو شاذ و نادر کہنا مجیب صاحب کی خوش فہمی اور اصول حدیث کے نہیں پڑھنے پر برہان قوی ہے **میں کہتا ہوں** یہ حدیث شاذ نہیں ہے - جی شذوذ تو اسکا نام ہے کہ - روایت کنندہ غیر ثقہ خلاف روایت ثقات کے روایت کرے اور اگر کوئی ثقہ راوی کسی حدیث کی روایت میں متفرد ہو اور ثقات نے اس کے خلاف میں کوئی روایت نہیں نقل کی ہے - تو اس کو شاذ نہیں کہیں گے اور اگر فرض کرلو کہ تفرد کے معنے کرکے اسکو کوئی شاذ بھی کہہ دے اور یہ اصطلاح مقرر کرلے تو یہ اصطلاح اسکی موجب رد اس روایت کی نہیں ہوسکتی ہے اور نہ اسکی گنجائش ہی اس مسئلہ جدید کو ہے فتامل اور کیا کہوں +

ذهب جماعة من الائمة الى جواز الجمع في الحضر للحاجة من غير عادة - وهو
قول ابن سيرين واشهب من اصحاب مالك وحكاه الخطابي عن القفال
الكبير من اصحاب الشافعي عن ابي اسحاق المروزي عن جماعة من اصحاب
الحديث واختاره ابن المنذر ويؤيده ظاهر قول ابن عباس اراد ان لا يحرج
امته فلم يعلله بمرض ولا غيره والله اعلم جسکو انہوں نے بجواب قول ترمذی
کہا ہے یہ عبارت نووی مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کی صفحہ ؟ میں مرقوم ہے اسکا خیال
نہیں کیا - اور اس صورت میں توقیت بھی باطل نہیں ہوتی ہے - ایسا سمجھنا آپ کی
خوش فہمی ہے - ہاں اس کی عادت کرنے میں البتہ اسکا خوف ہے - اور حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہ کا قول اراد ان لا یحرج امتہ اسکا مؤید ہے - اب بعد اعتراف
تعامل حدیث جمع بین الصلاتین آپکو خوش ... اس پر بھی آپ اگر ترک عمل ہی گاتے
جاویں تو آپکی ہٹ دھرمی ہے پھر تحقیق کا نام آپ کے منہ سے محض نا موزون ہوگا
پس اگر کوئی شخص اس حدیث صحیح جمع بین الصلاتین پر کبھی عمل کر لیگا تو موجب ملامت
نہ ہوگا اور نہ اس سے توقیت صلوٰۃ باطل ہوگی +

قولہ - عمل صحابہ بھی جو نہایت حریص اتباع سنت تھے منجملہ علل عدم مقبولیت کی
ہے - ورنہ اصحاب پر الزام مخالفت نبی لازم آتا ہے اور یہ ممتنع ہے +

اقول - ابھی ترک عمل کیسا بلکہ مسئلہ ثلث فیہ میں تو تعامل حضرت صحابہ علی وجہ
الاستمرار پایا جاتا ہے چنانچہ الفاظ احادیث مسئلہ (انما کانت الثلث تجعل واحدة
على عهد النبي صلى الله عليه وسلم الحديث وان الثلاث كانت تجعل على عهد رسول
الله صلى الله عليه وسلم الى الواحدة الحديث اور قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ قد استعجلوا
في امر كانت لهم فيه اناة الخ) شواہد عدل ہمارے مدعا کے تعامل صحابہ علی وجہ
الاستمرار کے ہیں - اب جو اس کے تعامل میں شک کرے وہ لا ریب سفیہ و غبی ہے -
ایسے سفیہ و غبی کی بات کا کوئی جواب نہیں - جب یہ بات معلوم ہو گئی تو حدیث طلاق
ثلاثہ کی جو صحیح مسلم میں مروی ہے بسبب تعامل حضرت ابن عباس و دیگر حضرات فقہائے

دیکھو آیت مَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا اور حدیث رکانہ و
ام رکانہ والی اور حدیث ابن عباس اور فتوی حضرات صحابہ حضرت علی و حضرت
ابن مسعود وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمارے ثبوت دعویٰ کے شواہد عدل ہیں
اب بھی اگر آپ الزام تقلید جامد کے محض سفاہتًا بخیال المرء یقیس علی نفسہ اس
جانب کو لگاویں تو آپکی واقعی سفاہت ہے۔ بس اس لاعلاج مرض کا آپکی اللہ
ہی کے اختیار میں علاج ہے اور کیا کہوں۔ اللہ پاک آپ کو فہم سلیم عطا فرماوے
آمین ثم آمین +

قولہ۔ ایک بات اور غور کے قابل ہے کہ مجرد صحیح حدیث ہونے کے سبب
قابل عمل نہیں۔ جبتک کہ عمل درآمد فقہائے صحابہ بھی موافق نہولے +

اقول۔ اہل انصاف ذرا مجیب صاحب کی سخن سازی وابلہ فریبی کو خیال کریں
بس غرض انکی اس تقریر سے یہ ہے کہ حدیث طلاق ثلاثہ والی تو صحیح یقینی ہے پر فقہائے
صحابہ کا اسپر عمل نہیں ہے۔ بنا برقابل عمل نہیں رہی۔ سچ ہے سے دروغ گورا حافظہ
نباشد۔ ادپر تم **خود اقرار کرچکے ہو** کہ حضرت ابن عباس اور اُن کے شاگرد
طاؤس کا اسی پر عملدرآمد ہے۔ اور بعض دیگر اہل سنت بربنائے حدیث صحیح مسلم۔
الحدیث واحد رجعی کے قائل ہوئے۔ متاخرین سے حافظ **ابن قیم** و تقی الدین
ابن تیمیہ رح اسی کی طرف مائل ہوئے۔ اور اہل ظاہر بھی مغلظہ نہیں سمجھتے۔ پھر عدم
تعامل فقہائے صحابہ آپنے مونہہ سے گانا قول بالتناقض و دروغ گوئی نہیں تو کیا ہے
کبھی یہ کام شایان اہل تحقیق ہے۔ اور کہاں یہ مسئلہ طلاق والا اور کہاں حدیث جمع بین
الصلوتین فی الحضر من غیر خوف ولا مطر والی ابھی مسئلہ متنازعہ فیہا تو وہ مسئلہ ہے
کہ عہد نبوی سے لیکر آجتک برابر اُس پر تعامل موجود ہے۔ اسکا انکار گویا آفتاب نیمروز
کا انکار ہے۔ باقی رہی حدیث جمع بین الصلوتین والی وہ بھی متروک العمل نہیں ہے۔
آپنے صرف ترمذی کے قول پر اعتماد کرکے اُس کو متروک العمل کہدیا اور نووی شارح
صحیح مسلم کے اس قول اما حدیث ابن عباس فلم یجمعوا علی ترک العمل بہ اور

تقریظ مشتمل بر فتاوی علمائے عظام بابت طلاق ثلثہ جلسہ واحدہ

حامداً ومصلیاً علیٰ رسولہ الکریم محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد۔

ناظرین رسالہ ہٰذا کی خدمت سراپا برکت میں عاجز ہیچمدان ابو تراب عبد الرحمن گیلانوی بہاری نہایت ادب سے ملتمس ہے کہ میں نے ۱۰ صفر روز دوشنبہ ۱۳۵۲ھ کو یہ رسالہ (مصنفہ جناب فیض مآب مکرم ومعظم فاضل اجل کامل اکمل ناقد لنظیر فی عصرہ عدیم المثیل فی دہرہ مولانا وبالفضل اولانا حضرت مولوی ابو صالح علی حسن صاحب لازلت شموس ایام فیوضہ بازغۃ گیلانوی بہاری عظیم آبادی) خود مصنف سے پایا۔ اور کتاب کو اول سے آخر تک نقلاً نقطاً دیکھا ماشاء اللہ مصنف مدظلہ نے مسئلہ طلاق ثلثہ واقعہ جلسہ واحدہ کے حجی ثابت کرنے میں موافق داب محققین کے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ رسالہ ہٰذا علامہ ابن قیم وعلامہ ابن تیمیہ کے تحقیقات جدیدہ کا مخزن اور تحریرات نادرہ کا معدن ہے۔ انصاف پسند حضرات کو اس مسئلہ کی حقیت کے اعتراف بغیر کوئی چارہ نہوگا۔ لطف تو یہ ہے کہ زمانہ کی روش کے مطابق فریق مخالف کے اعتراضی الفاظ اور تعریضی عبارات کا جواب بانچہ الفاظ میں دیا گیا ہے۔ کہ شائستہ وبایستہ دل آزار جملے اور ناشائستہ کلمات سے احتراز کلی برتا گیا ہے۔ ارباب انصاف غیر اہل علم کو بھی اس رسالہ کے دیکھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ حق بجانب کون فریق ہے۔ یہ رسالہ جس فتوے کا جواب ہے۔ اس کے مفتی ہمارے محترم مولوی ابو النصر صاحب رئیس گیلانوی ہیں۔ ہمارے محترم مفتی صاحب نے مذہب حق کے مفصل بیان کرنے میں اغماض فرمایا ہے۔ اور حق الوسع دلائل قائلین حجیت طلاق ثلثہ کے لکھنے سے چشم پوشی کی ہے اگر مجھے طوالت کا خوف نہوتا تو نوشتہ کے طور پر ان مقامات کا حوالہ دیدیتا۔ میرا جہاں تک خیال ہے مفتی صاحب نے غلطی سے ایسے فتوے لکھا ہے۔ مجھ کو امید ہے کہ اس رسالہ کے معائنہ کے بعد آپ اپنے فتویٰ سے رجوع فرما کر

صحابہ قطعی مجیب صاحب کے نزدیک بے قابل العمل ہوگئے۔ ورد وطلقت جسکو مجیب صاحب نے اپنی خوش فہمی سے موجب تعارض علی حدیث الباب گردانی تھی کافور ہوگئی۔ الحمدللہ والمنۃ للہ علی ذالک +

قولہ۔ اس سے یہ نہیں سمجھا آتا ہے کہ گر برخلاف طریقہ سنت کے طلاق دیجاوے تو طلاق ہی واقع نہ ہوگی +

اقول۔ یہ کون کہتا ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ ہاں یہ بات باستشہاد شواہد حدیث نبوی و تعامل حضرات صحابہ و من بعدہم الی یومنا ہذا کہا جاتا ہے کہ طلاق ثلاثہ جلسۂ واحد بلفظ واحد کے واحد رجعی واقع ہوگی طلاق دہندہ کو حق ہے کہ اس عورت سے رجوع کرلے حلالہ کی ضرورت نہیں آپ جو ان ہر سہ طلاق کے مغلظ ہونے کے قائل ہیں سو یہ قول آپکا محض بے دلیل ہے اپنے دعوی پر جو آپنے کچھ دلائل پیش کئے ہیں وہ تعصی تار عنکبوت سے بھی ضعیف اور کمزور ہیں چنانچہ اسکو خوب واضح طور سے میں ثابت کرچکا ہوں اور پھر بھی کچھ آپکے رسالہ الغیاث کے جواب میں لکھکر پیشکش کرونگا +

ھذا آخر الکتاب وحکم اللہ وھو اعلم بالصواب

حررہ العبد الضعیف الراجی رحمۃ ربہ ذی المنن علی حسن ابن السید محمد علی جیلانی البہاری العظیم ابادی +

اطلاع ضروری

ناظرین صفحہ ہذا کے ساتھ صفحہ ۳۱ پڑہیں صفحہ ۲۹ اور ۳۰ کو حذف سمجھیں۔ صفحہ ۳۱ کا شروع ہے "تقریظ مشتمل"

حالت طہر میں دیا کہ تجھکو تین طلاق ہے۔ اس صورت میں زید زوجہ اپنی کو اندر عدت کے رجوع درمیان شریعت محمدی کے کرسکتا ہے یا نہ بخصوص اہلحدیث کے نزدیک

سائل سوال کی غرض اس سوال سے یہ ہے کہ عوام الناس سائل کو بناحق تنگ و دق کررہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ سوائے حلالہ کے زید پر زوجہ اس کی کسی مذہب میں حلال نہیں ہوسکتی ہے۔ مگر یہ مذہب فرقہ باطلہ اہل بعض اہلحدیث کے کہ جو فرقہ ناجیہ سے نہیں ہے۔ حسبتاً للہ جواب اس کا موافق اہل سنت والجماعت اہلحدیث کے تحریر فرمایا جائے۔

امام فخر الدین رازی جو صاحب تفسیر کبیر ہیں۔ اور امام ابن تیمیہ و ابن قیم و امام شوکانی و باقی جو لوگ کہ ان کے ہم خیال ہیں۔ اہل سنت و الجماعت سے ہیں یا فرقہ باطلہ۔

سائل غلام اللہ خان مظلوم عظیم آبادی بہاری۔ تاریخ ۱۲ محرم روز دوشنبہ ۱۳۳۸ھ

الجواب

زید نے جو اپنی زوجہ کو تین طلاقیں اکٹھی دیں۔ اس سے وہ گنہگار ضرور ہوا اس کو اس سے توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔ اور تینوں طلاقیں بھی جو اس نے دیں نہیں پڑیں۔ بلکہ صرف ایک ہی رجعی طلاق پڑی جس میں وہ اپنی اس زوجہ مطلقہ سے مدت کے اندر رجعت کرسکتا ہے اور اگر عدت کے اندر رجعت نہ کی۔ تو بعد عدت اس سے بتراضی طرفین جدید نکاح کرسکتا ہے اور امام فخر الدین رازی و امام ابن تیمیہ و حافظ ابن قیم و امام شوکانی اور جو لوگ ان کے ہم خیال و ہم مقال ہیں۔ سب اہل سنت جماعت ہیں صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۷۷ میں ہے ان ابا الصہباء قال لابن عباس اتعلم انما کانت الثلاث تجعل واحدۃ علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وثلاثا من امارۃ عمر فقال ابن عباس نعم اہ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد عبد اللہ

امیدیہ ۔ ۱۳۳۸

غلطی کی تلافی فرما دینگے یہ ستین فتوی بہت سے دو رسالہ رک ہیں ایک تو یہ کہ وہ لوگ اہل شرک و بدعت کو ۔۔۔ معاون ہیں جیسا کہ ہمارے محترم مفتی صاحب کو بھی ۔۔۔ اعتراف ہے۔ اور غیر حق کے ۔۔۔ قول کا کوئی ۔۔۔ نہیں کما لا یخفی ۔۔۔ فی کتب الاسلام دوسرے یہ کہ ۔۔۔ لوگ ۔۔۔ مسائل ۔۔۔ تحقیق ۔۔۔ جس کا عالم ندوہ و گنگوہ کو ۔۔۔ ایسے لوگوں کے اقوال ۔۔۔ کی غرض اس رسالہ کی تصنیف سے یہ ہے کہ جو شخص اپنی زوجہ کو ۔۔۔ واحدہ میں ۔۔۔ دیوے گا تو صرف ایک طلاق واقع ہوگی یہی مذہب صحیح ہے

چنانچہ مصنف کی اس غرض کی تائید میں علمائے کرام کے فتاوی ۔۔۔ نقل کر دیتا ہوں جس کسی کو ۔۔۔ یا اعتراض ہو ۔۔۔ حضرت ۔۔۔ غریب خانہ پر اگر دیکھ لیویں۔

یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ ۔۔۔ مصنف ۔۔۔ تقریظ کا کام دیا۔

نوٹ

موقعہ موقعہ سے جہاں کہیں فٹ نوٹ ہوں ۔۔۔ جناب ۔۔۔

والسلام خیر الختام ۔۔۔

فتویٰ

نقل فتوی جناب مولنا مولوی حضرت حافظ عبداللہ صاحب مدظلہ

مدرس اول مدرسہ احمدیہ آرہ

(جو ۱۲ محرم ۱۳۲۶ھ کو میرے پاس پہونچا تھا)

ما قولکم دام فضلکم بیچ اس مسئلہ کے ۔۔۔ اپنی مدخولہ ۔۔۔ طلاق ۔۔۔

اور زمانہ مین حضرت ابا بکر صدیق کے اور تین برس زمانے مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین طلاق جلسہ واحدہ مین دیکر رجعت کر لیتے تھے وہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہین یا داخل۔ وہ لوگ سُنی ہونگے یا غیر سُنی۔ مفتی صاحب کو لازم ہے کہ کتب حدیث سے جواب لکھین۔ ہم مقلد مذہب حنفی کے ہین۔ کتب حنفیہ سے مجھکو جواب ملنا چاہیے خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے فتویٰ کو ہم چاہتے ہین۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے اذا صح الحدیث فهو مذهبی۔ اور مجرد قیاسات ہم نہین مان سکتے ہین۔

سائل حسان علیخان بنگالی۔ تاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ

الجواب

مین سوال کے سیاق و سباق سے سائل کی غرض جان گیا۔ یہ عجیب سائل ہے کہ خود سوال سے اُس کی معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ طلاق سے خوب واقف ہے جب سائل حنفی مذہب ہے اور یہہ جانتا ہے کہ نزدیک ائمہ اربعہ کے تین طلاق ایک جلسہ مین دیجائے یا جلسات متفرقہ مین طلاق مغلظہ ہوگی۔ اور اثر مغلظہ کا یہ ہے کہ اباحت وطی کو زائل کر دیتی ہے۔ وہ عورت محض اجنبیہ ہو جاتی ہے جس طرح قبل نکاح کے تھی ہو جاتی ہے بلکہ تھوڑی اجنبیت شدید ہو جاتی ہے۔ کہ نکاح بغیر حلالہ کے جائز نہین ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وطی عن الاجانب کو زنا کہتے ہین۔ تو اب یہ سوال پیدا کرنا کہ اولاد جو بعد اس وطی کے اس عورت مطلقہ سے پیدا ہونگی۔ حرامی ہونگی۔ یا حلالی۔ نہایت تعجب خیز ہے کیونکہ اولاد جو زنا سے پیدا ہوتی ہین اسکا حکم سب پر ظاہر ہے۔ ہان یہ بات البتہ قابل غور ہے کہ ایسے شخص پر جو تین طلاق دیکر رجوع کرکے اس عورت سے صحبت کیا۔ حد زنا شرعی ہوگا یا نہین۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ حدود شرعی سزائے مقررہ ادنی شبہ مین ساقط ہو جاتا ہے۔ شبہ کا نفع ہمیشہ مدعا علیہ کو ملتا ہے ادرءوا الحدود بالشبهات حدیث مین آیا ہے۔ چونکہ اہل اسلام سے بعض لوگون کی یہہ رائے ہے کہ تین طلاق ایک جلسہ مین واحد رجعی ہوگی۔ گو وہ رائے بسبب شذوذ و بےدلیل ہونے کے غیر معتبر ہے

فتویٰ

نقل فتوےٰ اول جناب مولانا مولوی عبد الحفیظ صاحب سوگدہی

مع مواہیر علمائے محققین اہل حدیث جو ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ کو میرے پاس پہونچا

سوال

زیدنے ہندہ سے نکاح کیا۔ بعد خلوت صحیحہ کے زید نے دفعتاً تین طلاق اپنی زوجہ کو دیا۔ زید کو یہہ بہی معلوم تہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے دفعتاً تین طلاق دینے سے ایک طلاق ہو جاتی ہے اور ائمہ اربعہ کا مذہب بہی اُس کو معلوم تہا۔ کہ وہ طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے۔ اس صورت مین زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے رجوع کرلیا۔ ہندہ سے خلوت صحیحہ کرنا شروع کردیا بعد رجوع کے زید کی بی بی ہندہ سے لڑکا پیدا ہوا۔ سائل کی غرض اس سوال سے یہہ ہے کہ زید اور ہندہ پر حکم سنگسار کا از روئے قرآن اور حدیث صحیح رسول اللہ صلعم کے دیا جاویگا یا نہین۔ اگر یہہ حکم ہووین تو کس آیت اور کس حدیث سے ہے۔ اُس کے پتہ سے بہت ٹھیک مطلع فرمایا جاوے۔ اور اگر اُن دونون کا حکم واسطے سنگسار کے نہ ہووے تو اُن دونون یعنی آیت اور حدیث صحیح کا پتہ صاف صاف تحریر فرمایا جاوے۔ کہ سائل کو تسکین ہو وے اور وہ لڑکا جو اُن سے پیدا ہوا ہے حلالی ہوگا یا حرامی۔ ایسا جواب صاف صاف تحریر فرمایئے۔ کہ پہر سائل کو ضرورت کسی سے پوچہنے کی نہ پڑے۔ اور سائل یہہ بہی پوچہتا ہے کہ موافق حدیث صحیح مسلم کے نبی صلعم و ابوبکرؓ اور تین برس زمانہ مین حضرت عمرؓ کے جو لوگ طلاق دیکر کے رجوع کرلیتے تہے ان کی اولاد حرامی سمجھی جاوے گی یا حلالی۔

جو لوگ موافق حدیث صحیح مسلم کے تین طلاق دفعی کو ایک طلاق سمجھتے ہین وہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہین یا داخل فی الاسلام ہین۔ اگر داخل فی الاسلام ہین تو سُنی ہین یا غیر سُنی۔ اور پہر تہا اس سوال کے جو لوگ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین

صلے اللہ علیہ وسلم نے تین طلاق دیکر پھر رجوع کر لینے کا حکم دیا ہے۔ اور کسی صحابہ کے عہد سرورِ کائنات و خلافت حضرت ابو بکرؓ میں یہہ منقول نہیں ہے کہ کسی صحابی نے تین طلاق دیکر پھر رجعت کر لیا تھا۔ اور یہہ بہم ثابت ہے۔ اگر کسی نے رجوع کیا ہے تو سائل اُسکا نام بتلاوے تو جواب دیا جاویگا۔ حضرت رکانہ[1] کا واقعہ مختلف طور سے مروی ہے حدیث مسلم والی مشکل المعنی ہے۔ کیونکہ اس حدیث[2] سے مطلقاً تین طلاق تین طہر میں دیجاوے یا ایک طہر میں واحد رجعی ہونیکا حکم نکلتا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ وجود طلاق مغلظ کا معدوم ہو جائے۔ اور یہ باطل ہے۔ پوری بحث اس کی کتاب اغیاث میں لکھی ہوئی ہے۔ اُس میں دیکھ لینا چاہیے۔ حدیث صحیح مسلم کی پوری تحقیق و جواب اغیاث میں دیا گیا ہے۔ پھر بھی اسی بحث پر واحد رجعی کا قائل رہنا نہیں چاہیے۔ تین طلاق جلسہ واحدہ کو رجعی خیال کرنے سے مسلمان کافر نہیں ہوگا۔ بلکہ اس بدعت کا مرتکب ہوگا۔ اہل تشیع کے یہاں تین طلاق ایک جلسہ میں دینے سے بروایت مشہورہ ایک

---

[1] رکانہ کے واقعہ میں اختلاف صرف لفظ کا ہے کسی میں البتۃ کا لفظ ہے اور کسی میں ثلاثاً کیا ہے کے الفاظ سے جو حدیث مروی ہے اُس کی ایک تاویل یہہ ہے کہ اہل مدینہ البتۃ سے ثلاثاً مراد لیتے ہیں۔ بات بگڑی۔ آپکا یہ اختلاف پیش کردہ اُٹھ گیا۔ اب تو رکانہ کا واقعہ صاف ہو کر پھر اچھا ہو گیا۔ اور اس پر بھی اگر خاطر مبارک کی تسکین نہو تو یوں سمجھیے کہ رکانہ کی حدیث بلفظ طلق رکانۃ امرأتہ البتۃ ضعیف اور لائقِ ہی ہے جیسے قصہ طے ہوا۔ اہل انصاف غور فرمائیں۔ لہرحق ظاہر کرنے میں اغماض کسی کا نام ہے۔ اعلام الموقعین ملاحظہ فرمایئے۔

[2] یہہ حدیث علی الطلاق تین طلاق کو ایک نہیں کہتی۔ یہ بھی رفع الریبۃ یا مرزائی سے چشم پوشی ہے۔ جناب مفتی صاحب! وہ تین طلاقیں جو عورت کو اجنبی بنا دیتی ہیں۔ وہ تو جناب باری کے فرمان اور حضور نور صلعم کے فتوی سے ثابت ہی ہیں۔ فطلقوھن لعدتھن۔ اور حضرت ابن عمرؓ کو ہر طہر میں طلاق دینے کا حکم دینا۔ آپ اس حدیث کو خواہ مخواہ اُس فرد طلاق مغلظ سے متعلق کرتے ہیں۔ مغلظہ کا حکم الگ ہے۔ رجعی کا حکم الگ۔ ارباب انصاف! اسی طرح مفتی صاحب نے اُس میں بھی جسکا یہہ سارا جواب ہے امر حق کے بیان فرمانے میں اغماض فرمایا ہے۔

لیکن سزائے مقررہ کے اسقاط کے لئے اسی قدر اختلاف کافی ہے۔ جیسا کہ وطی بالمتعہ بالاتفاق اہل سنت حرام ہے لیکن چونکہ بعض اہل اسلام کا اس مین اختلاف ہے اس لئے اس مین بھی حد ساقط ہے میرے پاس اس وقت کتاب فقہ کی موجود نہین ہے۔ اس لئے سرسری طور پر عبارت حاشیہ تفسیر مظہری کی لکھی جاتی ہے۔ امام محمد موطا مین فرماتے ہین کہ (قال محمد المتعة مكروهة فلا ينبغي فقد نهى رسول الله صلعم فيما جاء في حديث وقول عمر لو كنت تقدمت فيها لرجمت انما صنعته من عمر رض على التهديد وهو قول ابي حنيفة و عامة فقهائنا - المحلى) اور بھی اُس مین ہے (اختلف اصحاب مالك هل يحد واطي في نكاح للمتعة انتهى المحلى) اور سائل نے جو یہ پوچھا ہے کہ دوبرس تک خلافت حضرت عمر کے جو لوگ طلاق دیکر رجوع کر لیتے تھے۔ اُنکی اولاد حلالی ہوگی یا حرامی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث[1] مسلم والی سے یہ بات ثابت نہین ہوتی ہے کہ نبی

[1] مفتی صاحب نے یہان پر اپنی دانست مین ایک عقلی مگر ناحق جواب یہ دیا ہے کہ بر تقدیر تسلیم حدیث صحیح مسلم رجعت پر تعامل صحابہ کا پایا نہین جاتا۔ یا اتفاق آن حضرت صلعم کا پتہ نہین لگتا ہے۔ ارباب انصاف غور فرمائیے کہ یہہ جواب کہانتک اہل تحقیق کے نزدیک وقعت رکھتا ہے۔ مفتی صاحب! جب آپ کو یہ حدیث تسلیم ہے۔ تو اس کے متعلق مجھکو صرف اتنی بات کہنی ہے۔ کہ حدیث ما نحن فیہ دو حال سے خالی نہین۔ یا تو سوال وجواب کی کیفیت مین کسی موقعہ پر ذکر کی گئی ہے یا فی الواقع کسی طلاق دہندہ نے خاص طور سے سوال کیا ہے جس کے جواب مین یہہ حدیث سنائی گئی ہے۔ ہر دو صورت مین سائل کو رجعت کرنیکا مسئلہ بتایا گیا ہے۔ پہلی صورت مین تو الفاظ حدیث ہی سے تعامل صحابہ کا ہر ایک اہل علم سمجھ سکتا ہے۔ رہی دوسری صورت۔ اس مین بھی سائل کے رجعت کر لینے کا قیاس غالب اور صحیح ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص کوئی مسئلہ خاص اپنے بارہ مین پوچھتا ہے تو موافقت کے جواب پر پابند رہتا ہے۔ اور جو اُسکے جواب پر عمل ہوتا ہے پس بہر صورت تعامل کا ثبوت ہے۔ اور اتفاق نبوی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا کہ خلیفہ اول کے پورے عہد خلافت اور خلیفہ دوم کے دو برس زمانہ خلافت مین تینون طلاقین واقع جلسہ واحدہ ایک شمار ہوتی تھین۔ اب ناظرین منصفین سمجھ گئے ہونگے مفتی صاحب کے اُس فتوی کے محقق اور غیر محقق ہونیکا اندازہ کر لین جو ہوا ہاتھ رسالہ ہو۔ ۱۲۔

فتویٰ

الجواب ہو الموفق للصدق والصواب
وما توفیقی الا باللہ

مفتی اول نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ صداقت سے دور ہے۔ بےشک یہ مسئلہ
متنازع فیہ ہیں خلیفہ ثانی کے وقت فقط تین کے ایک پہر میں ہونے پر حرمت کا دیا گیا
اور اس ہی رائے پر حضرت عمر کے صحابہ و بعض اہل بیت عمل ہوگئے۔ مگر کسی نے جبکہ
حضرت نبی اکرم رسول محترم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس طور پر نہیں روایت کی کہ جو طلاق
ثلثہ کے جلسہ واحد یا طہر واحد میں دیا جاتا تھا اس کو حکم طلاق مغلظہ کا دیتے تھے۔ گو کوئی روایت
ایسی پائی بھی گئی تو ضعف سے خالی نہیں ہے۔ اور ضعیف حدیث عند المحدثین دلیل شرعی
نہیں ہوتی۔ اور خلیفہ ثانی کا فتوے مبنی ہے محض رائے پر کہ انہوں نے کسی مصلحت وقت کے لحاظ
سے تھی۔ آخر جب وہ مدعا جو کہ اس رائے سے سوچا تھا نہیں حاصل ہوا تو بہت نادم ہوئے
جیسا کہ مسند امام عمر میں مذکور ہے۔ اور حافظ ابوبکر اسمعیلی نے مسند عمر میں
قال عمر ما ندمت علی شیء ندامتی علی ثلث ان لا اکون حرمت الطلاق ... فی
اغاثۃ اللہفان ... ان قول سے حضرت عمر کے صاف ندامت ظاہر ہوتی ہے ...

۱. ... مذہب اہل السنۃ والجماعۃ ... تفسیر کی عبارت مشتمل
برہان ... تعلیق کی منصف ... کے ساتھ
تفسیر ... صاحب ... علماء دین
وقوع طلاق ثلثہ جلسہ واحدہ ... تسلیم ... فرمایا۔ ثبت ان ...
اولا و ثانیا ... الطلقات وعلی ... یختلف ...
ثم القائلون بعدم الوقوع اختلفوا علی قولین الاول وہو اختیار کثیر من علماء الدین
انہ لو طلقہا اثنتین او ثلاثا لا یقع الا واحدۃ وہذا القول ہو الاقیس لان النہی
یدل علی اشتمال المنہی عنہ علی مفسدۃ راجحۃ والقول بالوقوع سعی فی ادخال ...

طلاق واقع ہوگی۔ کتاب روضۃ البہیہ شرح معۃ الدمشقیہ کتب شیعہ میں ہے: ولو فسر الطلقۃ بازید من الواحد کقولہ انت طالق ثلثا لغا التفسیر ووقع واحدۃ لوجود المقتضی وھو انت طالق (انتھی) اور کتاب شرائع اسلام میں ہے: ولو فسر الطلقۃ باثنتین او ثلاث قیل یبطل الطلاق وقیل یقع واحدۃ کقولہ انت طالق ویلغو التفسیر وھو اشھر روایات) چاہیئے کہ اس خیال سے باز آوے۔ وہ موافق فتاوی فقہائے صحابہ مثل حضرت عمر و ابن عمر و عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود و حضرت عثمان و حضرت علی وغیرہم رضی اللہ تعالے عنہم کے و جمہور مجتہدین و محدثین کے مغلظہ ہونیکا یقین کرے اور مذہب شاذہ کو جو محض بے دلیل ہے باز آوے۔ سائل نے جو اس مسئلہ جزئی پر کہ اولاد اسکی حلالی ہوگی یا حرامی۔ عبارت قرآن و حدیث کی طلب کیا ہے۔ ہر ہر مسئلہ جزئی پر قرآن مجید و حدیث پیش کرنا آسان نہیں ہے۔ ورنہ اگر کوئی پوچھے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو باوجود طلاق دینے بطریق مسنون کے یعنی تین طہر میں طلاق دیکر پھر رجوع کرکے صحبت کرے تو آیا اس سے لڑکا جو پیدا ہوگا وہ حلالی ہوگا۔ یا حرامی۔ خاص اس مسئلہ جزئی کو کسی آیت و حدیث سے ثابت کرنا چاہے تو یہ مشکل ہوگا۔ بلکہ ایسے باب میں یہ ہے کہ بعد طلاق مغلظ ہو جانے عورت کے وطی کرنا اُس سے زنا ہے۔ اور اولاد جو اُس سے پیدا ہونگی وہ حرامی ہونگی۔

محمد ابو النصر — ھذا ھو التحقیق عندی واللہ اعلم بالصواب۔

{ مفتی مذکور سے پوچھا گیا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے (بلکہ اہل بدعت کا ہم خیال ہوگا) اس سے کیا مراد ہے آپکی۔ مفتی صاحب نے جواب دیا غیر اہل سنت والجماعت ہو }

ف اہل تحقیق برائے خدا انصاف فرمائیے۔ کیا یہ الفاظ ایک محقق شخص کے مونہہ سے نکل سکتے ہیں؟ کیا مفتی صاحب کو معلوم نہ تھا کہ اسلام کے دو زبردست ستون ابن تیمیہ و ابن قیم طلاق ثلاثہ واقعہ مجلس واحدہ کو ایک طلاق کہتے تھے۔ نہیں معلوم ضرور تھا مگر ناحق نویسی کا فرض تھا کہ زبان سے کبھی حق بات نہ نکلنے دیوے۔ جناب مفتی صاحب یہ تو ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ بغفرانہ نے ابن تیمیہ کی مدح کا جوہر کہہ چند لفظوں میں بیان کیا ہے۔ اور دونوں کے اہل سنت ہونیکا ان لفظوں میں اقرار کیا ہے کہ ان کا

فی علوم الحدیث [illegible] شاد النقاد [illegible] یخرج روایتہ و اینہ
فیہ واخرجہ ابو یعلی وصححہ وصرح کلہم من روایۃ محمد بن اسحاق عن داؤد بن حصین
عن عکرمۃ عن ابن عباس وقد حمل العلماء مثل ھذا الاسناد فی عدۃ من الاحکام
انتہی مختصراً بقدر الحاجۃ۔ اور پوری تحقیق اس حدیث کی دیکھنا ہو تو شمس الحق صاحب کے
تعلیق المغنی میں عمدہ ہے بیشک جو تعلیق المغنی کو دیکھے۔ غرض یہ امر ظاہر ہو گیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں طلاق ثلاثہ کا حکم واحدہ میں داخل ہوتا تھا اس کو خبر نہیں
دیتے تھے اور یہی قاعدہ ان حضرت کے وقت میں رہا جیسا کہ دیکھو ابن عباس نے
فرمایا کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر رضی
طلاق الثلاث واحدۃ۔ اگر یہ قاعدہ تمام آنحضرت کے وقت میں نہیں ہوتا تو حضرت
ابن عباس بصیغہ استمراری کان الطلاق نہیں فرماتے۔ بلکہ یوں کہتے قد یکون الطلاق
کیونکہ اس میں کذب وافترا لازم آتا ہے۔ اور یہ ان کی شان سے بعید ہے کہ رسول اللہ
صلعم پر افترا پردازی کریں۔ حاشا وکلا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایسا شخص رسول پر
جھوٹ بولے۔ نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ تو بلاشک یہ مرغوب و صحیح ہو گیا کہ رسول
صلعم وخلیفہ اول وخلیفہ ثانی کے تین برس تک حضرت کا فتویٰ یہی تھا پس جب
مجھے رسول مقبول کا فتویٰ مل گیا تو زید عمر بکر کے [illegible] مطلب نہیں لقولہ تعالیٰ
وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ ھذا ھو الحق المبین۔ پس جب ان تینوں
ولی اقوال کا مخبر حدیث ہو اختیار کثیر من علماء الدین ہے تو بلا شک طلاق ثلاثہ جلسہ
واحدہ میں بھی شمار کی جاوے گی۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

حررہ السید محمد عبد الحفیظ سورجگڈھی۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۱ سنہ

غفرلہ [illegible] سید محمد [illegible]
سید محمد [illegible]
خادم شریعت [illegible]
سید محمد نذیر حسین

ھذا الجواب صحیح
بیشک دین کا مقتضی یہی ہے جو مولانا موصوف نے تحریر فرمایا ہے
عبد الحق عفی عنہ

[illegible]

حرمت کا فتویٰ دیتے تھا۔ اس قسم کا معاملہ خلافت میں [illegible] وقت کا لحاظ کر کے بہت کیا جیسا کہ کتب تواریخ و سند [illegible] ہوتا ہے کما لا یخفی علی الماهر بالفن۔

کنز العمال میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک عورت کے [illegible] کیا [illegible] میں کہ اس نے اپنے غلام سے نکاح کیا تھا۔ عن الحسن [illegible] عمر بن الخطاب [illegible] تزوجت عبدھا فعاقبھا وفرق بینھا وبین عبدھا [illegible] انتہے۔ پس اس واقعہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ [illegible] مصلحت وداعی ضرورت کے کر دیا کرتے تھے۔ اور اس قسم کا معاملہ [illegible] ان کے مسند کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں حرمت کا فتویٰ نہیں دیا گیا چنانچہ حدیث ابو رکانہ کی جسکو امام احمد نے بسند صحیح اپنی مسند میں [illegible] شاہد ہے اس امر پر کہ رسول صلعم نے طلاق ثلثہ کو جو [illegible] رجعی کا دیا تھا اور اس حدیث کی سند بہت صحیح ہے [illegible] کہتے ہیں۔ وہ دوسرے طریق سے مروی ہے [illegible] امام احمد نے اپنے مسند میں درج کیا ہے [illegible] نے اٹھا دیا ہے۔ وعن ابن عباس [illegible] فقال انی طلقت ثلاثا قال قد علمت راجعها [illegible] طلق ركانة امرأته في مجلس واحد ثلاثا فحزن عليها [illegible] وفي سندها ابن اسحاق وفيه مقال كذا في بلوغ المرام [illegible] ابن حجر نے محمد بن اسحٰق کو متکلم فیہ بتایا۔ لیکن [illegible] کہ میں نے اس کی تحقیق کی ہے کہ لوگوں کا قدح صحیح نہیں [illegible] وعمل کیے ہے۔ اور ایسی ایسی روایتوں پر لوگوں نے بہت [illegible]

تلك للفسق [illegible]

اس قول کے بنا پر [illegible]

اور ایضاً قرآن مجید سے استدلال کئے ہیں کہ تین طلاق سے [illegible] طلاق مغلظہ ہو جاوے گی

قول مفتی :۔ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب ذرا غور تو کیجئے کہ آپ کی نظر سے صحیح مسلم کی گذری ہے یا نہ ہے اگر نزدیک وہ حدیث آپ کی نظر سے ضرور گذری ہوگی مگر اس وقت غصہ کی وجہ سے خیال نہیں ہے مسلم کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ حضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور دو برس زمانہ میں حضرت عمر رضہ کے جو شخص اپنی بی بی مدخولہ بہا کو دفعتاً تین طلاق دیتا تھا تو وہ طلاق ایک شمار کی جاتی تھی۔ اس قول سے مولوی یعقوب صاحب بہت ہی غصہ ہوئے ہیں۔

قول یعقوب :۔ اور فرمانے لگے کہ حدیث صحیح مسلم کی صحیح نہیں۔ وہ تو موضوع ہے یا منسوخ اسکا کیا اعتبار۔

قول مفتی :۔ مولوی صاحب ذرا غور کرکے الفاظ زبان سے نکالیں [illegible] معلوم کیا ہے یہہ واہی تباہی باتیں نہیں ہیں کہ جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ ذرا خیال کرکے الفاظ بیان فرماویں اس حدیث کو تو جب سے آج تک کسی مسلمان کو موضوع کہتے نہیں سنا ہے سوا آپکے ارشاد کے و [illegible] محققین کے نزدیک وہ حدیث نہ تو موضوع ہے نہ منسوخ نہ مضطرب بلکہ وہ حدیث نہایت صحیح ہے [illegible] محققین کے نزدیک مولوی صاحب ذرا غور تو فرمائیے اگر وہ حدیث [illegible] مذہب [illegible] موضوع یا منسوخ ہوتی تو محققین صحیح مسلم کو صحیح نہ کہتے بلکہ اسکا کوئی دوسرا نام رکھا جاتا۔ جناب مولوی صاحب نے [illegible] کو نہیں ملاحظہ فرمایا کہ بعض علماء متقدمین نے گیا [illegible] موافق آپکے دعوی کے لایا ہے اُن سب کو علامہ ابن قیم نے موافق اصول حدیث کے ہیچ و باطل کر دکھایا اور حدیث صحیح مسلم کو صحیح ٹھہرایا اور طلاق ثلثہ کو واحد کو ایک طلاق رجعی ٹھہرایا عند المحققین قول علامہ ممدوح کا نہایت صحیح و درست ہے۔

[illegible] صورت میں مسائل یہ پوچھتا ہے کہ کس آیت کے درمیان تین تین طلاق دفعتاً دینے سے طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے۔ البتہ قرآن مجید میں الطلاق مرتان آیت ہے کہ

فتوی

نقل فتوی ثانی مولانا مولوی محمد عبد الحفیظ صاحب سوہاجگدہی

جو ۳ محرم ۱۳۱۶ھ کو میرے پاس پہونچا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو دفعتاً تین طلاق دیدیا یعنے یون کہا کہ اپنی بی بی ہندہ کو تین طلاق ایک وقت دیدیا اب زید نادم ہوکر بکر مفتی کے پاس آیا۔ اور اُس نے کہا کہ مین نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دفعتاً دیدیا ہے۔ اب مین اس کو رجوع کرسکتا ہون یا نہ مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہان رجوع کرلے یہی شرع محمدی ہے۔ زید نے تو اپنی زوجہ کو رجوع کرلیا۔ مگر بکر اور یعقوب مین جنگ وجدال شروع ہوگیا۔

قول یعقوب:۔ یعقوب نے بکر کو ضال مضل ٹھہرایا اور کہا کہ تو بڑا گمراہ ہے کہ تو نے زید کو بدفعلی کروایا ہے اس واسطے کہ قرآن مجید اور حدیث رسول صلعم مین یہہ ہے کہ تین طلاق دینے سے زوجہ زوج پر حرام ہوگئی۔ رجوع ہرگز دوبارہ جائز نہین ہے۔

قول مفتی:۔ بکر نے یعقوب کے جواب مین عرض کیا کہ آپ غصہ نہ فرماوین بلکہ آپ مجھہ کو نصیحت کے طور پر فرماوین کہ فلانی آیت کے درمیان مین یہہ مضمون ہے کہ جو شخص دفعتاً تین طلاق دیدیوے اُسپر زوجہ اُس کی حرام ہوجاتی ہے یا کسی حدیث صحیح کے درمیان مین یہہ لفظ رسول صلعم کا آپ دکھاوین کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ اپنی زوجہ کو یون کہے انت طالق ثلاثاً دفعة واحدة وہ زوجہ اس پر حرام ہوجاتی ہے تب ان دو دلیلون کو نہین بالدلائل الاقوی لاویگا۔ یہہ غصہ آپکا آپکے واسطے سکینہ ہے مولوی یعقوب صاحب اس تقریر کو سنکر آگ بگولا ہوگئے۔

قول یعقوب:۔ اور فرمانے لگے کہ فتح القدیر وغیرہ کتب حنفیہ مین احادیث متعددہ آئی ہین

جلسہ واحدہ میں دی تو ایک ہی طلاق صحیح بدعت ہونیکے نزدیک شمار کی جاویگی جیسے
آیت قرآنی۔ علاوہ اس ہی مذہب کو مختار اہل بیت و اکثر علمائے دین کا فرمایا ہے۔ بالجملہ
قول بکر کا صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کے موافق ہے اور قول یعقوب جو ہما وجدنا
علیہ آباءنا کے تحقیق سے کوئی مس بحث نہیں اور یہ قول انکا کہ یہ لوگ ضال
ومضل ہیں یہ جہالت و گمراہی ہے۔ بڑے بڑے علماء کرام مذہب حنفیہ نے ان لوگوں
کی تعریف بیان کی ہے۔ چنانچہ ابن حزم کی تعریف صاحب [illegible] و [illegible] نے کی ہے۔
واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

حررہ السید محمد عبد الحفیظ عفی عنہ سورجگڈھوی ا محرم [illegible]

مجیب حق

سید محمد عبد الحفیظ | سید محمد عنایت حسین | سید محمد عبد السلام | سید محمد ابو الحسن | محمد عبد الغفور [illegible]

---

* جواب فتاوی ابوتراب عبد الرحمن بن مولانا الحاج محمد عبد اللہ صاحب مد فیضہ۔ تمہید یہ
ہے کہ مولانا مولوی عبد الحفیظ صاحب سورجگڈھی حال مقیم دہلی نے سوال نمبر دوم کا
جواب اس تحقیق سے لکھا ہے کہ شاید و باید۔ جزاہم اللہ جزاء حسنا۔ طلاق ثلاثہ مرۃ واحدہ
کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیاستاً اور تہدیداً مغلظہ قرار دیا تھا۔ در اصل حکم کے وقت کثرت
ایقاع طلاق ثلاث بطریق غیر ماموربہ کا انسداد چاہا تھا۔ ناظرین منصفین کے تسکین قلب
کے واسطے بحوالہ معتبرہ منقولہ عبارات کتب نقل کرتا ہوں۔ سردست مجھے یہ بات کہنی ہے
کہ حدیث صحیح مسلم کے آخری الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کو بھی طلاق
ثلاث جلسہ واحدہ متعلق واحد ہی کے نتوے ہونیکا اقرار تھا۔ مگر کثرت ایقاع ثلاث
ماموربہ کے خلاف اپنے زمانہ میں دیکھکر حضرت فاروق نے چاہا کہ ماموربہ کے موافق تعامل لوگوں کا
ہونا چاہئے۔ اور چونکہ اس کا انسداد مصلحت وقت کے بنا پر تغلیظ طلاقت ثلاثہ واقعہ جلسہ
واحدہ کے سوا ہونا مشکل تھا لہذا یہ حکم جاری فرمایا کہ تین طلاقیں جو ایک دم سے جو لوگ
دیویں گے سو تینوں ہونگی۔ اس حکم کا سیاست اور تہدید پر مبنی ہونا ہمارے علمائے احناف کو بھی

بعد بار ثالث کے زوج کو اختیار زوجہ کو رجوع کرنے کا دیا ہے۔ اور اگر حدیث صحیح کا بھی پتہ فرمایا جاوے کہ دفعتًا تین طلاق دینے سے طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے اور سائل یہ بھی پوچھتا ہے کہ حق بجانب مولوی یعقوب صاحب کے ہے یا بجانب مفتی بکر کے۔ حسبۃً للہ اسکا جواب محاکمہ کے طور پر لکھ کر مع مہر زیبا کے بعد علمائے محققین کے مواہیر سے مزین فرما دیں۔ ایسا نہ ہو کہ دو ملانوں میں مرغی حرام کا مسئلہ صادق ہونے سے اس میں ہم ناواقفوں کا بہت نقصان ہے۔ مولوی یعقوب صاحب نے اکثر زبان سے ارشاد فرمایا ہے کہ ابن تیمیہ و ابن قیم و امام شوکانی مثل مثل تبع تابعین ... بعد ... الافراد ہم تو ان کو پیشوا اپنا امر حق میں سمجھتے ہیں۔ بینوا بالدلائل تؤجروا عند اللہ فی جنۃ الفردوس الاعلیٰ۔

سائل محمد یعقوب علی خان صاحب ... تاریخ ۲ ذیقعدہ روز ... سنہ ۱۳۱۵ھ

الجواب

متبعین سنت نبویہ و مستفیدین احادیث مصطفویہ پر مخفی نہ رہے کہ قول مفتی بکر کا حق و راست ہے صحیح مسلم کی حدیث اور نص قرآنی بکر کے قول کا مؤید ہے۔

قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان الخ التطلیق الشرعی تطلیقۃ بعد تطلیقۃ علی التفریق دون الجمع والارسال دفعۃ واحدۃ ولم یرد بالمرتین التثنیۃ لکن التکریر کقولہ تعالیٰ ثم ارجع البصر کرتین ای کرۃ بعد کرۃ وکقولہم لبیک وسعدیک۔ وہذا التفسیر قول من قال الجمع بین الثلاث حرام وزعم ابو زید الدبوسی فی الاسرار ان ہذا ہو قول عمر وعثمان وعلی وابن عباس وابن عمر وعمران بن الحصین وابی موسی الاشعری وابی الدرداء وحذیفۃ ثم من ہؤلاء من قال لو طلقہا ثنتین او ثلاثا لا یقع الا واحدۃ وہذا ہو القیاس واختارہ کثیر من علماء اہل البیت لان النہی یدل علی اشتمال المنہی عنہ علی مفسدۃ راجحۃ والقول بالوقوع سعی فی ادخال تلک المفسدۃ فی الوجود انتہی ما فی التفسیر النیشاپوری

پس قول سے صاحب تفسیر نیشاپوری کے خوب واضح ہوا کہ اگر دو طلاق یا تین طلاق

روایت ہے کہ زمانہ رسول صلعم میں اور زمانہ حضرت ابوبکر میں اور دو برس خلافت
حضرت عمر رضہ تک تین طلاق ایک ہی شمار کی جاتی تھی۔ اور دوسری روایت اُسی [illegible]
صحیح مسلم میں یوں ہے۔ عن ابی الصہباء قال لابن عباس اتعلم انما کانت الثلث
تجعل واحدۃ علی عہد النبی صلعم و ابی بکر و ثلاثا من امارۃ عمر فقال ابن عباس
نعم۔ اس روایت کا بھی خلاصہ وہی ہے۔ اور مسند امام احمد صفحہ ۲۶۵ جلد اول میں ہے
عن عبد اللہ بن عباس رضہ قال طلق رکانۃ بن عبد یزید اخو بنی مطلب امرأتہ ثلاثاً
فحزن علیہا حزنا شدیداً قال فسألہ رسول اللہ صلعم کیف طلقتہا قال طلقتہا
ثلاثا فقال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلک واحدۃ فارجعہا ان شئت
قال فراجعہا فکان ابن عباس یری انما الطلاق عند کل طہر۔ یعنی رکانہ بن عبد یزید
اخو بنی المطلب نے اپنی عورت کو ایک ہی مجلس میں تین طلاق دی۔ پس بہت مغموم
ہوا۔ ابن عباس نے کہا پس پوچھا اُس کو رسول اللہ صلعم نے کہ تو نے اُس کو کس طرح طلاق
دی تو اُس نے کہا کہ میں نے اُس کو تین طلاق دی تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک ہی جلسہ میں
کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو یہ ایک ہی ہے۔ تیرا جی چاہے رجوع کر لے۔ ابن عباس نے
کہا کہ اُس نے رجوع کر لیا۔ پس ابن عباس ہر طہر میں طلاق دینے کو روا رکھتے تھے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ابن عباس کا یہی مذہب تھا۔ کہ ہر طہر میں ایک
طلاق واقع ہوتی ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب نے جو بعض آثار صحابہ کے نقل کیے ہیں

اس روایت سے حضرت فاروق [illegible] صاف معلوم ہوتا ہے۔ علامہ [illegible]
[illegible] البرہان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے مذہب میں دو [illegible] ہیں
[illegible] تغلیظ دوسرا قول ہے کہ تین طلاق [illegible] واحدہ [illegible]
[illegible] محمد بن مقاتل [illegible] ابی حنیفہ رح [illegible] فی روایۃ [illegible] واحدۃ۔
[illegible] و انا [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] علی بن ابی طالب و عبد الرحمن بن عوف و زبیر [illegible]
[illegible] قرطبہ [illegible] بن خذرا [illegible] عبد السلام

نقل محاکمہ

مابین مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی عبد السلام نبیرۂ جناب میاں صاحب محدث دہلوی

مولوی عبد السلام پوتے جناب میاں صاحب نے لکھا ہے کہ طلاق ثلاثہ سے طلاق رجعی ایک مراد ہوتی ہے اور مولوی رشید احمد صاحب نے اس کے خلاف لکھا ہے۔

(محاکمہ درمیان مولوی عبد السلام اور مولوی رشید احمد گنگوہی)

الجواب

جو جواب مولوی سید عبد السلام نے لکھا ہے۔ موافق احادیث مرفوعہ کے ہے۔ صحیح مسلم صفحہ ۴۷۷ جلد اول میں ہے عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر وسنتین من خلافة عمر رض طلاق الثلاث واحدة انتہی مختصر

مسلم سے۔ چنانچہ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مطبوعہ مطبع روم صفحہ ۳۲۶ میں ہے۔ واعلم ان فی الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم یحکم الا بوقوع واحدة الی زمن عمر رض ثم حکم بوقوع الثلاث لکثرته بین الناس تہدیداً انتہی۔ و طحطاوی نے قہستانی سے لکھا ہے۔ انہ کان فی الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم یحکم الا بوقوع واحدة الی زمن عمر رض ثم حکم بوقوع الثلاث سیاسة لکثرته بین الناس انتہی ما فی الطحطاوی۔ کذا فی التمرتاشی و جامع الرموز۔ منتخب کنز العمال صفحہ ۲۸۳ جلد ۳ میں ہے عن الحسن ان عمر بن الخطاب کتب الی ابی موسی الاشعری لقد هممت ان اجعل اذا طلق الرجل امراته ثلاثا فی مجلس ان اجعلها واحدة ولکن اقواماً جعلوا علی انفسهم فالزم کل نفس ما الزم نفسه من قال لامراته انت علی حرام فهی حرام ومن قال انت بائنة فهی بائنة ومن قال انت طالق ثلاثا فهی ثلاث رواه ابو نعیم فی الحلیة [illegible] انتہی۔ ناظرین منصفین دیکھئے

اصل حقیقت [illegible] [illegible]

محمد ابراہیم غفر لہ و لوالدیہ [illegible]

الجواب

مولوی صاحب [illegible] [illegible] [illegible] گردیم اختلاف مسئلہ [illegible] [illegible] [illegible] بیفایدہ درین مسائل صورت [illegible] [illegible] کہ بر تحریر مخالف خود پابندی مذہب [illegible] خواہند [illegible] مذہب محدثین اند و عمدہ ترین از فرق اسلام اند [illegible] مذہب اہل حدیث مستقیم [illegible] [illegible] وجواب مخالفین را دلدل خود جای نہ دہند۔

الکاتب رفیع الدین - ۱۲ محرم سنہ [illegible] ھ

نقل خط وسوال میر سخاوت حسین صاحب گیلانوی اور جواب خط وسوال از طرف مولنا مولوی رفیع الدین صاحب شکرانوان۔

جو ۲۷ محرم سنہ ۱۳۱۶ھ کو میرے پاس پہونچا

[illegible] سخاوت حسین گیلانوی بعزیز [illegible] جامع المعقول والمنقول [illegible] جامع المعقول والمنقول محی السنۃ و قامع البدعۃ [illegible] محمد سعید اللہ صاحب پنجابی گیلانوی [illegible] [illegible] کتاب [illegible] میں بیان کیا ہے کہ محمد بن مقاتل کہتے ہیں کہ یہ تو سنی طلاق ثلاثہ ایک طلاق [illegible] [illegible] ایک قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ کا ہے اور امام احمد کا بھی ایک قول ہے [illegible] بھی واقع ہوتی ہے۔ اور اسی کی موید ہے عبارت ابن تحیہ حاشیہ بیضاوی مطبوعہ استنبول کی جو ذیل قول بیضاوی الجمع بین الطلاقتین والثلاث بدعۃ کے ہو

و دلیل حدیث حنیفہ صاحب کو پہنچی تھی … لہم … ہدایہ میں نقل کیا ہے۔ قول
صحابی جو عندنا … شی من السنۃ … کا قول ہمارے نزدیک
حجت ہے جب تک … ہے … ابو داؤد
میں ابن عباس کا فتوی … موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ محمد سعید عفی عنہ　　　۱۰ شعبان ۱۳۲۰ھ

نقل خط مولوی ابراہیم صاحب بن سید وزیر علی صاحب گیلانوی اور جواب خط از طرف مولنا مولوی رفیع الدین صاحب شکرانوان

جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ … تحقیق
الطلاق الثلاث والعیاث کے پڑھنے سے جو … ہوا … مغنی
وغیرہ … مولوی … نیل الاوطار
… باب الطلاق میں … فرماتے ہیں … واحدۃ
رجعیۃ وھذا ھو المنقول عن بعض … وابن مقاتل
وھو احد القولین فی مذھب مالک وبعض اصحاب احمد ونصر ھذا المذھب … تیمیۃ
فی تصانیفہ … فی کتابہ زاد المعاد واغاثۃ اللھفان وغیرھما
… وبسط الکلام فیہ … الحاصل … ثلاثۃ
واقع … حدیث … اس کے خلاف میں کوئی حدیث … متصل
… اغاثۃ اللھفان کے مطالعہ کے بعد … ثلاثۃ
… ہیں رہتا ہے
تحقیق … الطلاق الثلاث … مولوی … دار …

لیکن حکم حدیث شریف کا یہی ہے کہ طلاق رجعی ہے۔

واللہ اعلم کتبہ شفیع الدین نگرنوان

جواب خط

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواب آپکے مسئلہ مسئولہ کا فقیر نے مفصل تحریر کرکے روانہ کرتا ہون حق بات وہی ہے جو حدیث شریف مین ہے باب تسبیح میرے پاس نہین ہے۔ شفیع الدین۔

فتویٰ

نقل فتوے مولانا مولوی حمید اللہ صاحب قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ جو ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ کو میرے پاس پونچا

حامداً ومصلیاً

کیا ہے حکم شرع شریف کا نزدیک علمائے شریعت اس مسئلہ مین کہ مثلاً زید نے اپنی زوجہ مدخولہ بہا کو دفعتاً یون کہا کہ تجھکو تین طلاق ہے یا یون کہا کہ انت طالق انت طالق انت طالق ایک مجلس مین۔ اب دونون صورتون مین زید کی زوجہ زید پر حرام ہوجاوے گی۔ حلالہ کی ضرورت پڑیگی یا زید اس کو رجعی سمجھ کر اندر عدت کے رجوع کرسکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

۲ ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ

الجواب

بعد حمد وصلوۃ کے واضح ہو کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ طلق رکانۃ امرأتہ فی مجلس واحد ثلاثا فحزن علیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا واحدۃ سبل السلام جلد دوم صفحہ ۹ یعنی رکانہ نے اپنی زوجہ کو مجلس واحد مین تین طلاقین دین پھر غمگین ہوئے اور آن حضرت صلعم کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا

والاصول محی السنة وقامع البدعة جناب مولانا مولوی رفیع الدین صاحب دام
ظلکم علینا وعلی سائر المسلمین۔ بعد سلام کے یہ دوست میرے پاس ملک بنگال سے
[illegible] تمہارے پاس [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible] تم سے ملاقات بہت [illegible] جناب میر عابد صاحب
صاحب کے کاموں سے چھٹی نہیں ہے۔ امیدوار ہوں کہ خاتمہ بالخیر کی دعا کرو۔ کہ آخرت
نصیب ہو۔

مکرر اینکہ غیر تسبیح مجکو حرج ہے اگر آپکے پاس موجود ہو تو ایک عنایت فرمادیں۔

تاریخ ۱۵ محرم روز دوشنبہ [illegible] ہجری

فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ زید نے
زوجہ اپنی مدخولہ بہا کو تین طلاق دفعةً دیدیا۔ اب زید نادم ہے دو وجہ سے ایک تو
یہ کہ [illegible] قرآن وحدیث کے خلاف کیا۔ دوسرے یہ کہ زوجہ محبوبہ [illegible] ہاتھ سے چلی گئی
اب یہ سائل علمائے محمدیہ سے پوچھتا ہے کہ ہنوز وہ زوجہ عدت میں ہے۔ زید اسکو
رجوع کرسکتا ہے یا حلالہ کی ضرورت ہے جو حکم قرآن وحدیث کا ہے تحریر فرمایا جاوے

سائل دوست محمد خان بنگالی۔ ۱۷ ذی الحجہ [illegible]

الجواب

صورت مذکورہ بالا میں موافق سنت رسول صلعم اور [illegible] ایک
طلاق واقع ہوتا ہے اس شخص کو حق رجعت کا اندر عدت کے ہے ضرورت حلالہ کی نہیں
ہے۔ اور فقہا اس مسئلہ میں خلاف ہیں بعض [illegible] کی کتب معقولات میں مذکور ہے

وہ عبارت یہ ہے [illegible]
[illegible] جمع بل قال طالق طالق وطالق دفعة واحدة وقعت واحدة لكن
يقع واحدة رجعية [illegible] والله اعلم بالصواب

پاس یا عدہ میں رہتے [illegible] طلاق [illegible] رجوع [illegible] صورت [illegible]
کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔
۵ ربیع الثانی [illegible] ھ

الجواب

واضح ہو کہ ایک جلسہ میں تین طلاق دینے کی صورت میں صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے۔ عن ابن عباس [illegible] کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیھم فامضاہ علیھم۔ اور چونکہ صورت مذکورہ میں صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے جیسا کہ اوپر ثابت ہوا۔ لہذا یہ طلاق رجعی ہوتی ہے۔ اور جب ایک جلسہ کی تین طلاق کی یہ حقیقت ہے جو اوپر مذکور ہوئی ہے۔ تو زید کی طلاق بھی چونکہ اسی قسم کی ہے لہذا یہ طلاق بھی ایک ہی واقع ہوگی اور رجعی ہوگی۔ باقی [illegible] رجوع کرنا [illegible] اس وقت ممکن ہے کہ عدت باقی ہو کیونکہ رجوع نام ہے طلاق رجعی کے بعد عدت [illegible] اپنی بیوی مطلقہ کو پھر رکھنے کا بعد عدت عقد جدید کی ضرورت ہے [illegible] طلاق رجعی میں عدت گذر جانے کے بعد اگر کوئی پھر اپنی بیوی کو رکھنا چاہے تو عقد جدید کی ضرورت پڑتی ہے چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ۔ خلاصہ یہ کہ صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوگی مگر صرف ایک واقع ہوگی۔ اور رجوع بھی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ عدت باقی ہو۔ اور اگر عدت گذر گئی ہو تو پھر اپنے پاس رکھنے کیلئے نئے سرے سے نکاح کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

حررہ ابو محمد عبد الحق عفی عنہ

سید محمد ابوالحسن | سید محمد عبد السلام غفرلہ | سید محمد نذیر حسین

طلاقین ایک طلاق کے حکم مین ہین۔ اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ سبل السلام وغیرہ
مین بھی مذکور ہے۔ اور دیگر روایات سے اسکے صحیح ہونے کی تائید ہوتی ہے اور نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اور ابوبکر رضہ کے زمانہ مین اور تین برس تک عمر رضہ کی خلافت
مین برابر اسی بات پر فتوے رہا جیسا کہ صحیح مسلم اور ابوداؤد وغیرہ مین موجود ہے۔ پھر
جب لوگون نے اس مسئلہ مین جلدی اور بے پرواہی کرنی شروع کردی۔ اور تین طلاق
کو ایک سہل امر سمجھ لیا تب حضرت عمر رضہ نے مصلحت وقت اس باب مین یہ سمجھی کہ ایسی تین
طلاقون کو تین ہی کے حکم مین کردیا جائے۔ لہذا انہون نے ایسا فتوے جاری کردیا۔
بعد اُس کے بعض علماء یون فتوے دیتے رہے کہ ایسی تین طلاقین تین ہی کے حکم مین ہین
اور بعض یون فتوے دیتے رہے کہ ایک کے حکم مین ہین۔ چنانچہ یہ بحثین سبل السلام
ونیل الاوطار وشرح صحیح مسلم یعنی نووی مین اور روضۃ الندیہ وغیرہ مین مفصل
مندرج ہین۔ سو جنہون نے تین ہونیکا فتوے دیا انہون نے اسی مصلحت اور تنبیہ کو
مناسب سمجھا جسکو حضرت عمر رضہ نے سمجھا اور جنہون نے ایک ہونیکا فتوے دیا انہون نے
اصلی حکم کو بہتر اور اَولےٰ سمجھا اور فی الحقیقت اصل حکم یہی ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک
طلاق رجعی کے حکم مین ہین عدت کے اندر اندر تک خاوند کو اختیار ہے کہ رجوع کرلے
واللہ تعالی اعلم و علمہ احکم۔

حررہ العاجز حمید اللہ عفی عنہ ساکن سراوہ ضلع میرٹھ۔ (مہر: حمید اللہ)

۱۳ ربیع الثانی روز پنجشنبہ ۱۳۱۶ھ

فتوے

نقل فتوائے مولوی عبدالحق صاحب
جو ۱۳۱۶ھ کو میرے پاس پہنچا۔

کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے اپنی بی بی مدخولہ ہندہ کو تین طلاق

وهو من نوع تحريم [illegible] سوى [illegible] ٪
في اسفا [illegible] ذلك من [illegible] يختصرها فيه [illegible] ٧
جتهاد [illegible] سيئة من التحريمات [illegible]
قد حكي [illegible] عن جماعة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم ابن عمر [illegible]
وجابر وابن مسعود [illegible] عبد الرحمن بن عوف [illegible] وعلي [illegible]
وثلاث سنين من خلافته وقد ذكر [illegible]
من صحابة يزيد على الالف فصاعدا [illegible] وذهب شيخ الاسلام ابن تيمية [illegible]
[illegible] من بعض [illegible] فمن الصحابة من ذكر [illegible]
ومن التابعين طاؤس وعطاء واحمد بن عيسى وعبد الله بن موسى وعكرمة
[illegible] بن اسحاق [illegible] وغيرهم [illegible] بعض اصحاب مالك [illegible] ٧
[illegible] بعض حنفية كما حكي محمد بن مقاتل [illegible]
كلام في تخريج احاديث [illegible] الاحاديث والكتاب والسنة و [illegible]
[illegible]
[illegible]
وثلاث سنين من خلافة [illegible]
الى [illegible] انتهى

المجيب
قاله [illegible] ابو [illegible] عبد العزيز [illegible] شرقية
بهاولپور ٢ ربیع الثانی [illegible] ١٣١٣ھ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فتاوی ایک [illegible]

فتوٰی

نقل فتوے مولٰنا مولوی محمد عبد العزیز صاحب جو ۱۳۱۶ھ میں میرے پاس پہونچا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اختلف اقوال العلماء قديما وحديثا فيمن طلق امرأته ثلاثا بلفظ واحد فمنهم من
اوقع جميعها ومنهم من فرق بين المدخولة وغيرها ومنهم من انكر وقوعها [illegible] وجعل
ثلاث واحدة رجعية ولكل وجهة هو موليها وحجة . فمنها ما هو قوي ومنها صحيح
ومنها ضعيف . والراجح أن ما هو حديث صحيح رواه مسلم في صحيحه
عن معمر بن جريج عن ابن طاؤس عن ابيه عن ابي الصهباء انه قال لابن عباس
اتعلم ان الثلاث كانت تجعل واحدة على عهد رسول الله صلعم وابي بكر
وثلاثا من امارة عمر قال نعم الخ وهو مرموز في هذا الباب ومن شواهده
ما رواه ابو داود واحمد وابو يعلى من طريق محمد بن اسحاق صاحب المغازي
عن ابن عباس انه قال طلق ركانة بن عبد يزيد امرأته ثلاثا في مجلس فحزن عليها
حزنا شديدا فسأله النبي صلعم كيف طلقتها قال ثلاثا في مجلس واحد فقال انما
تلك واحدة فارجعها ان شئت فراجعها قال الشيخ ابن حجر في الفتح ان هذا الحديث
نص في المسألة لا يقبل التأويل الذي في غيره من الروايات [illegible] الحديث
عن رسول الله صلعم [illegible] فترى [illegible] الائمة كلهم لا خذ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ھو اللہ المستغاث

المغاث

لاہل الغیاث

مؤلفہ

مولنا مولوی علی حسن صاحب گیلانوی

مطبوعہ

مطبع اہلحدیث پریس امرتسر

ہو گئے ہیں۔

[illegible] کافی ہے [illegible] شرف [illegible] سال
اخیر میں صرف رتبہ کیمیہ مناسب تجویز [illegible] کے
خیال میں ہماری بڑی گزاری نامناسب [illegible] الفیات
کے خاتر کو [illegible] دیکھ جیا وہن [illegible] تالیف [illegible]
کی گئی ہے ان اگر اس خاک سے قوت [illegible] و خفیف
آداب نکو ہون تو حسبۃ للہ معاف فرمایئے

اب تمامی ناظرین منصفین سے التماس ہے [illegible] حال کی دعا
اپنے علم و خاص اوقات میں فرماتے [illegible] کو جزائے
خیر عنایت فرماوے گا۔

[illegible] ۱۲۸۳ھ

[illegible] ہون جو سوبکی و اور سب چیلون کی [illegible] [illegible] ولی شب بیہ
کی ب جال رہی پر مجھکو مشارالیہ کی [illegible] خیال [illegible] [illegible] [illegible]
قدم نہ بڑہانے کا چاہتا ہے [illegible] بقول [illegible]

بیچمہ ہی سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
بہ کل گفتگو نہ ڈبودی [illegible] [illegible]

والا معاملہ ہوا تا [illegible] والے [illegible] اچہا ہوتا [illegible] [illegible] لیجئے اگر مین
ایسا نہین ہون کہ کسی مسئلہ مین قلم فرسائی کرون [illegible] مسئلہ خاص مین [illegible]
بکرتے خیر جب وہ خودہی میشہ بیلے خود جا پہنچے تو ب [illegible] [illegible]
غلط فہمی مشارالیہ ان چند اوراق کا تذکرہ حسب [illegible] [illegible] [illegible]
من السلف والخلف لکہکر ہدیہ ناظرین باتمکین نصفت آگین کرتا ہون اور اللہ
رب العالمین سے توفیق خیر بانات طلب ہون وما توفیقی الا [illegible] [illegible] توکلت
و الیہ انیب وھو نعم المولیٰ ونعم النصیر ولا [illegible] [illegible]

التماس

حضرات ناظرین باتمکین رسالہ ہذا سے یہ ہے [illegible] [illegible] [illegible]
علی حسن بن سید امجد علی گیاوی بہاری سے سہو وخطا ہو [illegible] [illegible]
بنظر کرم اصلاح کو کام مین لاوین او عیب بینی و نکتہ چینی [illegible] [illegible] معیوب
ویں انداز نظر اہل انصاف سے اغماض وچشم پوشی [illegible] [illegible] [illegible]
قول کو قولہ اور اپنے قول کو اقول کرکے لکہتا ہون۔

قولہ زمانہ ہوا کہ ایک استفسار بنسبت طلاق ثلاث فی مجلس واحد کے
[illegible] جو ب نظر سے گذرا تہا جیسے مخالفت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
وجمہور صحابہ وتابعین بلکہ ثلث کا کرکے [illegible] [illegible] [illegible]
حضرت عبداللہ بن عباس [illegible] کان الطلاق علی عہد [illegible] [illegible]
[illegible] بکر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ امابعد ایک رسالہ موسومہ [illegible]
فی تحقیق الطلقات الثلاث مؤلفہ مولوی [illegible] جناب مولوی [illegible]
مرحوم گیلانوی کا میری نظر سے گذرا رسالہ کیا ہے [illegible]
ہے مولف نے حسب زعم فاسد اپنے [illegible]
یہہ ہے کہ وہ تار عنکبوت سے بھی [illegible]
مونہہ سے اپنی تعریف اسکو کہتے ہیں مشک [illegible]
واللہ اس قول سے اپنے وہ خود پہچانے گئے [illegible]

تامرد سخن نگفتہ باشد
عیب وہنرش نہفتہ باشد

اب اسکی تصدیق انشاء اللہ تعالے بعد ملاحظہ [illegible]
اہل انصاف کو پورے طور سے ہو جائیگی [illegible]
دہوکہ دہی عوام کالانعام کو کام فرمایا ہے [illegible]
زعم فاسد میں رسالہ صدق مقال تحقیق المعاث فی [illegible]
حضرت استاذی واستاذہ جناب مولانا ومرشدنا [illegible]
محمد عبداللہ صاحب گیلانوی دام اللہ فیضہ وبرکاتہ [illegible]
لکھا ہے چنانچہ نام اُن کے رسالہ کا اعیانات من المعاث [illegible]
اگرچہ مشارالیہ نے بظاہر اپنی جان بچانے کو رسالہ [illegible]
یہہ رسالہ کسی خاص رسالہ کا جواب نہیں واقعی بات [illegible]
اوسکا جواب نہیں بلکہ جواب سے صاف [illegible]
کتا [illegible]
[illegible]

لوگون کی مخالفت گو منقول ہو لیکن وہ مخالفت شذوذ ہے معتبر نہین ہے۔

اقول یہ تحریر مشار الیہ کی محض عدم تدبر پر شاہد عدل ہے ظاہر ہے کہ متنازع
فیہا کل مسائل طلاق نہین بلکہ صرف مسئلہ عدم وقوع ثلثہ بجملہ واحدہ ہے۔ پس اگر بالفرض
واقعہ تحریر مذکورہ بالا مشار الیہ کے بلفظ عدم تدبر پر شاہد عدل نہین تو ہے کیا
قولہ لیکن وہ مخالفت شذوذ ہے معتبر نہین۔ کو اہل بصیرت خیال فرماوین کہ یہ تحقیق
مشار الیہ کا برخلاف مذہب جمہور کے بعض بعض شاذ لوگون کی مخالفت گو منقول ہے
قابل اعتبار نہین اس واسطے کہ ہمارا یہ دعوے ہے کہ اس مسئلہ خاص مین کل عہد نبوی
اور صدیقی اور تین برس تک عہد خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مین کل حضرات
صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا اتفاق بسند صحیح موجود ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ
مشار الیہ کو بھی انصافاً بجز اعتراف کے صورت انحراف کی اس پر نظر نہین آتی اگر
محض تعصباً و عناداً وہ اس سے انکار کرین پر اس انکار سے اُن کی واقعی اہل بصیرت
پر چلیے کہ اثر حقانی وہ محجوب رہنا ممکن ہے۔ ابی کسی شپرہ چشم کے نقصان بصیرت سے
نور آفتاب عالمتاب کا نفس الامر مین منکدر نہین ہوتا ہے کہ اہل بصارت کی نگاہ مین
وہ ویسا ہی مجلی و روشن ہوتا ہے جیسا کہ ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور واقعی بات تو یہ ہے کہ اس مسئلہ خاص یعنی طلاق ثلثہ بجملہ واحدہ کے واحدہ
ہی محدود ہونے پر قلت تعامل الناس بکثرت تو خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ
خلافت مین پایا گیا اور یہی کثرت باعث تبدیل حکم سابق باجتہاد خود حضرت ممدوح
ہوئی اور یہ ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناۃ قول حضرت ممدوح
سے کالشمس فی النصف النہار تابان ہے اختلاف تو بالائے طاق ہے پھر قولہ اجماع
مذہب جمہور الخ ہمارا منشور نہین تو کیا ہے ایسے مسئلہ پر نسبت اجماع قدیم کیون نہ
قابل اعتبار و عمل ہوگا۔ مذہب جمہور مزعوم مشار الیہ بمقابلہ اس کے کیون نہین قابل
الترک و نامسموع ہوگا ضرور ہونا چاہیئے۔ باقی رہا یہ قول مشار الیہ کا کہ اسی بات پر [illegible]

کو فتوے طلاق رجعی کا دیا۔ انتہی۔

اقول یہان مشار الیہ نے محض جانب داری اور رابطہ قریبی کی خیال اختیار کی ہے اہل انصاف ذرا ملاحظہ فرماوین جب دیکھا کہ یون تو کوئی ہماری طرف توجہ نہین کریگا تو یہ فقرہ جمایا کہ مجیب یعنی حضرت مولف رسالہ لمعات سے اس مسئلہ خاص مین مخالفت ایمہ اربعہ کی کی ہے حاشا یہ سراسر دہوکہ دہی مشار الیہ کی ہے حضرت ممدوح نے واقعی بر بناے حدیث حضرت ابن عباس و بہ تعامل جم غفیر حضرات صحابہ علی عہد صلعم و عہد صدیقی و ثلاث سنین عہد عمری بلکہ باجماع قدیم و بہ توافق و تعامل حضرات تابعین و من بعدہم کے یومنا ہذا طلاق ثلثہ دفعہ جلسہ واحدہ کے واحد رجعی ہونیکا فتوے دیا اور واقعی حق بجانب حضرت ممدوح ہے مشار الیہ نے جو بزعم فاسد اپنے بجواب تحریر حضرت مخدوم ثبوت دعوی پر اپنے جو کچھ دلایل نقل کیے ہین وہ ہرگز و ہر آئینہ قابل التفات اہل بصیرت نہین چنانچہ اسکا انکشاف عنقریب اہل بصیرت پر ہوگا انشاء اللہ تعالے تب مشار الیہ کی دہتیری واقعی بخوبی واضح ہوگی اور حضرت مخدوم نے بہ نقل صحیح حضرات محدثین مثل حافظ ابن حجر عسقلانی و دیگر حضرات نقادین حدیث تعامل حضرات صحابہ مثل حضرت علی و عبد اللہ بن مسعود و غیرہم حضرات رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا نقل فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرات محدثین مشار الیہ جیسے العیاذ باللہ مقلد محض جامد نہین ہیں جو کوئی کور چشم کج بحث ایسے نقول صحیحہ کو بے سند تبلادے تو واقعی وہ ناواقف ہے ایسونکی ابلہ فریبی کی طرف ہرگز توجہ و التفات نکرنی چاہئے اور اُن کے دام تزویر مین نہ پہنسا چاہئے۔ حاشا و کلا ان حضرات ممدوحین سے بسند صحیح و متصل طلاق ثلثہ جلسہ واحدہ کے مغلظ ہونیکا فتوے ہرگز منقول نہین کما سیجی محلہ انشاء اللہ تعالے مشار الیہ نے جتنی روایتیں اُن حضرات سے نقل کئے ہین اُن مین محدثین کو کلام ہے چنانچہ اس کی تصریح عنقریب آتی ہے۔

قولہ بہ صفحہ ۳ مسائل طلاق مین برخلاف مذہب جمہور کے بعض بعض شاذ

کہ حیوں لاحق لا ما معہ ب اسکا انصاف ناظرین منصفین پر چہوڑ دیا وہ کچہہ بین
و دیکہہ انصاف فرماتے ہین۔

قولہ صفحہ ۲ سطر ۔ بلکہ جو جو صحابہ قبل ازین بسبب تمادی کے ہی کے قائل تہے
پہر رجوع کر گئے جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اقول۔ شاہ صاحب نے اپنے خیالات بیان نہ کیسی مشاقی پیدا کی ہے نہ آج ہی تک
چہپتی اس مسئلہ خاص کو تصنیفات صحابہ مین کس نے لکہا ہے اور کس نے حضرت
صحابی نے فرمایا ہے کہ پہلے مین ایسا فتوے دیتا تہا کہ طلاق ثلثہ جلسہ واحدہ ایک
واحدہ رجعی ہے پہر مین نے اس قول سے رجوع کر لیا اور اب فتوی دیتا ہون کہ
وہ تینون طلاقین مغلظہ واقع ہوئین وہ عورت مطلقہ طلاق دہندہ پر بغیر حلالہ
حلال نہین ہو سکتی اگر شاہ صاحب یا حوارین اُن کی تصریح و تفصیل سے مسئلہ ہذا کو
بنقل صحیح یا اعتراض متصلہ وہی منقول فرما دینگے تو واقعی واجب الاعزاز
بین الناس و ماجور عند اللہ ہونگے۔ بلکہ یہ پیشکش نعمت ہی ہوگی۔ اور نہین
تو جیسی ٹیڑھی نگاہ سے دیکہے جاوینگے سو معلوم ہے عیان را چہ بیان اور جو کچہ
لگے آویگا اُس کی تلخی وہین کہول جائے گی نمک دیتے۔

قولہ صفحہ ۳ سطر ۹۔ مذہب شاذ کی پیروی کرنیکی تو حجت نہین ہے۔

اقول جب مسئلہ پر تعامل کل حضرات صحابہ کا عہد نبوی و عہد صدیقی مین اور
دو تین برس خلافت فاروقی مین پایا جاوے اسکو شاذ و نادر کہنا انصاف نہین تو
کیا ہے ید اللہ علی الجماعۃ اسیکا نام ہے۔

قولہ صفحہ ۳۔ اوائل اسلام مین طلاق کی تعداد مقرر نہ تہی لوگ طلاق غیر متناہی
دیتے تہے اور پہر رجوع کر لیتے تہے جس سے عورتون کو نہایت حرج تہا تو اللہ جل شانہ
نے طلاق کو محدود فرمایا اور حکم دیا کہ جس عورت کو تین طلاق دیا دے وہ عورت
اس شوہر پر حرام ہوگی جب تک کہ دوسری شادی کرکے اس سے ہمبستر نہووے
اور دو طلاق تک حق رجعت شوہر کو رہتا ہے۔ حدیث قال النبی ددک عرفۃ

خلافت مین حضرت عمرؓ کے اجماع ہوگیا۔ کسی صحابہ سے اختلاف بعد اوس کے مروی
نہین باطل و اونکی خانہ سازبات ہے ہرگز اجماع نہین ہوا اوس وقت سے لیکر آجتک
اختلاف ہی اختلاف ہے اور اسکا مشار الیہ کو خود اقرار ہے کہ حضرت ابن عباس
اور اُن کے شاگرد طاؤس کا اسی پر عملدرآمد تھا پہر اجماع کیا۔ اگر اجماع ہوتا تو شیخ
بدرالدین عینی حنفی عمدۃ القاری شرح بخاری مین یہہ نہ فرماتے کہ طاؤس و ابن اسحٰق
اور حجاج اور ظاہریہ اس طرف گئے ہین کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین طلاقین
اکٹھی دیدے تو وہ اس پر ایک واقعہ ہوگی اور اُنہون نے اس مسئلہ مین ابی الصہبا
کی حدیث کے ساتھ استدلال کیا ہے اصل عبارت عربی عینی کی یہہ ہے ذھب طاؤس
وابن اسحاق والحجاج والظاھریۃ الی ان الرجل اذا طلق امراتہ ثلاثا معًا فقد
وقعت علیھا واحدۃ واحتجوا بالحدیث ابی الصہبا۔ انتہی۔ اور یہی مذہب عطا و
عکرمہ اور اکثر اہل بیت نبوی کا علی الاقوال ہے اور بہت سے علمائے دین نے اسکو
اختیار کیا ہے اور اسیکو امام فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر کے اندر بہت قرین قیاس
فرمایا ہے۔ اب ناظرین منصفین مشار الیہ کے اجماع کا اندازہ کرلین کہ یہان تک تو
ہے آیندہ یار باقی و صحبت باقی طرفہ تر ماجرا یہ کہ خود ہی قرن تابعین مین بعض جیدہ
حضرات سے قول بالرجعی مروی ہونے کے قایل ہین[ف] پہر قول بعدم معارضہ اجماع زمانہ
خلافت عمری حماقت نہین تو کیا ہے۔ برین عقل و دانش بباید گریست ؎

بات تو تمنے بنائی تہی یہان خوب مگر تہی جو بگڑی ہوئی قسمت وہی ویسی ہی رہی

اُن چند لوگون کو خارق الاجماع بنا ڈالا اب تو اسیکا نام ہے۔ جی جبکہ
جیدہ لوگ قابل اعتبار نہین تو کیا مشار الیہ جیسے لوگ قابل الاعتبار ہو سکتے ہین
ہرگز نہین جیدہ وہی کون طاؤس ابن اسحاق و حجاج و عطا و عکرمہ و اکثر اہل بیت
و دیگر بہت سے حضرات علمائے دین و امام فخرالدین رازی و حافظ ابن حجر
عسقلانی و دیگر حضرات محدثین رحمہم اللہ علیہم اجمعین ان بادبون کا یہی کام ہے

ف جیسا کہ صفحہ ۳ سطر ۹ امین لکھتے ہین کہ مگر بعض جیدہ لوگون سے جو قول بالرجعی مروی ہے وہ اجماع
سابق کا معارض نہین ہے

حالت حیض میں طلاق دی آنحضرت صلعم نے رجعت کرنے کا یا جیسا کہ عبد یزید نے
اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دی تھیں آپ نے باوجود اس کے کہ عبد یزید نے کہا کہ میں نے
اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں رجوع کرا دیا اگر طلاق ثلث علی الفور واحد ہی
مجموعاً تینوں مغلظہ واقع ہوتیں تو عبد یزید سے باوجود التجا کرنے کے رجوع نہ کراتے
اور یہ حدیث جید الاسناد ہے فتامل۔ اور ظاہر ہے کہ آپ بذریعہ وحی کے
اصل غرض و مطلب قرآن پاک سے آپ خوب واقف و ماہر تھے پس باوجود
عبد یزید سے اپنی رجعت کرا دینا بہت قابل غور ہے۔

قولہ صفحہ ۵ سطر ۱۵ اور جب تین طلاق دیا تو اس عورت کو بغیر نکاح کے
دوسرے شخص کے شوہر اول سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔

اقول ماشاء اللہ ماشاء اللہ مؤلف یہاں بڑے چالاک ہیں ہر جگہ طلقات ثلث
طلاق لکھ دیا کرتے ہیں آنکو مناسب ہے کہ ما نحن فیہ کو مفصلاً بیان کریں اور اسکے
متعلق جو حکم اللہ و رسول کا بسند صحیح غیر متکلم فیہ ہو لکھیں یہ مؤلف نے اچھی
نہیں اچھی ما نحن فیہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مجموعہً تین طلاقیں ایک ہی اپنی عورت
کو دے تو آیا یہ تینوں مغلظہ واقع ہونگی یا واحد رجعی آپ مغلظہ کے قائل ہیں تو آپکو
اس دعوی خاص پر دلیل صریح و مفصل لانا چاہیے یعنے اس دلیل میں آپکے
صاف و صریح طور سے مذکور ہو کہ تین طلاقیں جو مجموعاً علی الواحدہ یا فوراً
میں واقع کی جاویں وہ مغلظہ ہیں جداگانہ اگر طلاق دہندہ اس عورت
طلاق یافتہ و بغیر حلالہ کے رجوع نہیں کرسکتا ہے دیکھئے کہ آپ بجز اپنے خوش
فہمیوں کے اس دلیل قابل اعتبار نہیں الطلاق مرتان کے شان نزول سے کہ
ما نحن فیہ کی نسبت سراسر بے انصافی اور جانبداری ہے ان طلقات ثلث واقعہ
علیحدہ علیحدہ متفرقہ کا حکم البتہ سابقہ سے مخصوص ہے اور اس میں کسیکو کلام ہی
نہیں ... بلکہ کلام مفسرین سے بھی مفہوم ہوتی ہے چنانچہ تفسیر جلالین مطبوعہ
... صفحہ ... زیر آیت الطلاق مرتان یہ مذکور ہے: طلاق

ابن زبیر قال کان الناس فی بدء الاسلام … تفسیر مظہری

اقول اہل انصاف وراثت رابعہ کی دیانت کو خیال فرماوین کہ نقل عبارت تفسیر مظہری مین کیسی خیانت کی ہے اول تو عروہ بن زبیر بانی سے نون کو حدیث کہدیا دوسرے لفظ عروہ بن الزبیر کو عروۃ ابن زبیر بالعکس … لکھدیا تیسرے بعض … کی جگہ الشیٰ امراتہ من عند نفسہ بڑھایا چوتھے … جہان جگہ صرف … لکھدیا … بعد … کی جگہ بقصد مضارت تھا لکھدیا … اور فاذ طلق ثالث کی جگہ فاذ طلق ثلاثاً لکھدیا اور جس کو شک ہو تفسیر مظہری صفحہ ۲۳ سطر ۱۴ مین دیکھ لیوے … لا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ کی جگہ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ بنا دیا یہی دیانت محققین ہے اور جو چاہتے ہیں کہ نقل … نہا سے وہ بامرام ہون ہرگز نہین انشاء اللہ تعالیٰ وہ ناکام ہی رہین گے چنانچہ یہ عقدہ اللہ چاہے تو اہل نظر پر عنقریب منکشف ہوگا اور یہ عروہ والی روایت تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مطبع شیخ فتح الکریم کے صفحہ ۱۰۲ سطر ۲۱ مین موجود ہے جسکا جی چاہے اُس کو دیکھ لے اس روایت عروہ سے صاف آفتاب عالمتاب کی طرح ظاہر ہوگیا کہ ابتدا مین لوگ حسب دستور اگلی جاہلیت کے طلاق جو دیا کرتے تھے تو ایکبارگی نہین بلکہ بخیال عدت گذاری عورت کے متفرق عدتون مین دیتے تھے گروہ بغیر حصر و عدد دین اور اس دستور کو اُن کے اللہ رب العالمین نے اہل اسلام کے لیئے بھی قایم رکھا اور فرمایا فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ آیۃ ان آنی بات ہوئی کہ طلاق کو تین کے اندر محدود کردیا کہ تین طلاق متفرقات کے دینے کے بعد زوج کو حق رجعت نہین رہا طلاق ثلثہ جلسہ واحدہ یا بلفظ واحد کے لیئے یہ حکم مشکل … کا کہ طلاق ثلاثہ جس عنوان سے دیجاوے وہ مغلظ ہے واقعی تشریح … عند … و تحکم علی القرآن برایہ ہے اب مطلب یہ نکلا کہ طلاق … یونہی سو دینی چاہیئے جو کوئی بخلاف اس کے تینون طلاقین اکٹھی دے یا حالت حیض مین دے تو وہ حسب فرمان حضرت رسالت پناہی ایک رجعی گردانی جائیگی طلاق دہندہ کو ان دونون صورتون مین ضرور رجوع کرلینا چاہیئے حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنی زوجہ کو

کرتی تھیں [illegible] بوجہ مخالفت شریعت [illegible] نہیں اور بے شک شیٔ عند مفسد ہ جو پرستش ہوتی ہے یہ یقینی بات ہے جیسے ممنوعات شرعیہ [illegible] تامل [illegible] سکا جواب یہ ہے بعض اوقات اسکی تصدیق کیجئے [illegible] ہوتی ہے [illegible] کوئی پرتیا [illegible] یہ مسئلہ ہی ممنوع و حرام ہے جیسے استعمال شئے مفسد اوسکا [illegible] ہے جب نشہ ہو گیا تو کیسی کیسی خرابیاں [illegible] عقل میں خبطگی [illegible] ہے بیہودہ بکنا ہے درد سر لاحق ہوتا ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] بہت سی خرابیاں ہیں کیا یہ مفسدہ نہیں ہے شک ہے اب یہ بات کہ نہی فساد پر نہیں دلالت کرتی بحث [illegible] آل واقعی تو یہ ہے کہ نہی فساد پر یقینی دلالت کرتی ہے [illegible] چلے گئے کہاں تامل شرط ہے یہ ایسی مسئلہ تنازعہ فیہا کو خیال [illegible] ان کی مفسد واقعہ ہونے پر توئے دیکھیے کیا مفسد ہے اور واحد جی [illegible] ہے یہ کیسا نفع مفسد ہے [illegible] عیاں راچہ بیاں۔

قولہ بصفحہ ۵ سطر [illegible] روی ابو داؤد والنسائی من طریق یزید النحوی عن عکرمۃ عن ابن عباس قال فی قولہ تعالیٰ وبعولتھن احق بردھن فی ذلک ان ارادوا اصلاحا کان الرجل اذا طلق امرأتہ کان احق برجعتھا وان طلقھا ثلاثا فنسخ ذالک الطلاق مرتان۔

اقول یہ اثر ابو داؤد اور نسائی میں من طریق یزید النحوی عن عکرمۃ عن ابن عباس اصطلاح نہیں ہے بلکہ ابو داؤد مطبوعہ مطبع قادری دہلی کے صفحہ ۲۹۹ باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث میں یوں ہے حدثنا احمد بن محمد المروزی حدثنی علی ابن حسین بن واقد عن ابیہ عن یزید النحوی عن عکرمۃ عن ابن عباس قال والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن الآیۃ وذلک ان الرجل کان اذا طلق امرأتہ فھو احق

ای التطلیق الذی یرجع بعده مرتان ای اثنتان اور بعد اسکے یہ آیت
فان طلقها . تا یہ ہے کہ فان طلقها الزوج بعد الثنتین فلا تحل له من بعد الطلقة
الثالثة انتہی۔ اس عبارت تفسیر کشاف سے بخوبی ثابت و درخشان ہے کہ
حکم طلاق ثلاث واقع طلقات متفرقہ ہے۔ وہ تینوں طلاقیں جو مجموعہ بدفعہ واحدہ
جلسہ واحدہ میں یا نہ واحدہ واقع ہوں ہیں جیسے حکم ہے قرآن میں نہیں ہو مخوا حکم ماتحن فیہ کا اس آیت میں مخصوص الحکم ہو کر کانا
نشاء الحیف ہوئے ہیں تیرے مولانا فخرالدین رازی تحت تفسیر آیۃ الطلاق مرتان یوں فرمایا ہے فثبت ان
هذه الآية دالة على الامر بالتفريق التطليقات وعلى التشديد في ذلك ۱۲ امر
ولما ثبت فيه هذا القائلون بهذا القول اختلفوا على قولين الاول وهو اختيار كثير
من علماء الدين انه لو طلقها اثنتين او ثلاثا لا يقع الا واحدة وهذا القول هو الاقيس
لان النهي يدل على اشتمال المنهي عنه على مفسدة راجحة والقول بالوقوع سعي في ادخال
تلك المفسدة في الوجود وانه غير جائز فوجب ان يحكم بعدم الوقوع والقول الثاني قول ابی حنیفة رضی الله عنه
انه وان كان محرما الا انه يقع وهذا منه بناء على ان النهي لا يدل على الفساد ترجمہ یہ آیت الطلاق
مرتان دال اس بات پر کہ جو کوئی طلاق دے تو الگ الگ جلسوں یا عدتوں میں
دے اور اس آیت کے اس امر میں شدت و مبالغہ ہے۔ قائلین اس قول تفریق
طلاق کے دو قولوں مختلف ہو گئے پہلا قول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عورت کو دو
یا تین طلاقیں اکٹھی دیدے تو اس صورت میں وہ دونوں یا تینوں نہیں واقع
ہونگی بلکہ ایک ہی واقع ہوگی۔ اسکو بہت سے علماء دین نے اختیار کیا ہے اور یہ
قول بہت ہی قرین قیاس ہے اسلئے کہ نہی دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ منہی
عنہ مفسدہ راجحہ پر مشتمل ہے اور قول ساتھ وقوع طلاق کے صورت مذکورہ
میں کوشش کرنی ہے بیچ داخل کردینے اس مفسدہ راجحہ کے وجود میں اور یہ
جائز نہیں ہے تو واجب ہوا کہ حکم کیا جاوے ساتھ عدم وقوع طلاق کے
اور قول ثانی ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ صورت مذکورہ میں طلاق واقع
ہوجائیگی اگرچہ وہ ممنوع ہے اور یہ قول اس بنا پر ہے کہ نہی فساد پر دلالت

واضح رہے کہ وہ طلاق جو دیا کرتے وہ متفرق دنوں میں دیتے تھے [illegible]
اصل مسئلہ یہ تھا زمانہ نبیکا [illegible] اثر ابن عباس سے جو شان نزول [illegible]
میں مروی ہے پتہ نہیں لگتا [illegible] طلاق ثلاث [illegible]
[illegible] نکلا و نحن نسئلہ عن ذلک [illegible]
ثلاث متفرقات [illegible]
طلقھا بلفظ واحد کو ابھی تک باقی ہے [illegible] فعلیہ [illegible]
حکم کرنی اسکے ساتھ لگا دینا مشار الیہ کا مخل [illegible]
نفس ہے اب یہ لوگ قرآن میں بھی مہلت دینے لگے [illegible]
ملاحظہ فرماویں۔

قولہ بعنوانہ سطوہ۔ غرض کہ آیت الطلاق مرتان [illegible] اور شان نزول کو ملا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایقاع طلاق میں تعدد یعنے تین بار صیغہ طلاق کا دینا مشروط ہے لفظاً ہو یا معنے جو حاصل ہوتا ہے مجموعہ تین سے عام ازینکہ وہ مجموعہ تین طلاق کا بصیغہ اجمال ہو باین طور کہ یوں کہا جاوے کہ تجھکو تین طلاق دی یا بصیغہ تفصیل ہو باین طور کہ یوں کہا جاوے کہ تجھکو طلاق دی تجھکو طلاق دی۔

اقول ان ایقاع طلاق میں تعدد یعنے تین بار [illegible] صیغہ طلاق کا استعمال کرنا لفظاً بے شک شرط ہے اور آیہ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ کا یہی مفہوم ہے۔ گر تعدد [illegible] ایقاع طلاق کا شرط ہوتا تو حضرت رسالت پناہی صلعم بہ نسبت ابن عمر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ نہ فرماتے مرہ فلیراجعہا ثم لیدعہا حتی تطہر ثم تحیض حیضۃ اخری فاذا طہرت فلیطلقہا قبل ان یجامعہا او یمسکہا فتلک العدۃ التی امر اللہ ان یطلق لہا النساء [illegible] مسلم [illegible] بڑی مصلحت ہے وہ یہ کہ اگر اس عرصہ میں طلاق دہندہ کو اپنے اس فعل پر ندامت آئی اور رجوع کرنا چاہا تو بفراغت رہے [illegible] آباد و دولت زیادہ کی [illegible]

یراجعها وان طلقها ثلاثا فنسخ ذلک الطلاق مرتان الآیۃ انتہی یہ روایت نسائی
میں بھی ہے اگرچہ اوس میں اور بھی کئی آیتوں کی تفسیر تھی لیکن حضرت ابن عباس سے
اسی روایت میں موجود ہے اس قدر سے بھی اشارہ ہے کہ معنا نہیں نکلتا اس واسطے
کہ اثر ابن عباس سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ اصل شان نزول الطلاق مرتان کا یہ تھا
کہ حسب دستور رسم جاہلیت کے ابتدا میں مسلمانوں نے عدت میں تنگ کرنا عورتوں کو طلاق
جو دیتے تھے تو پھر رجوع کر لیا کرتے تھے عدت کی کوئی حد تھی نہ رجوع کا ٹھکانا
تھا مرد نے طلاق دیا اور عورت بیچاری عدت گذارنے بیٹھی تب عدت کا خاتمہ
پورا ہونے کو آیا جھٹ میاں صاحب نے رجوع کر لیا تب ان بیچاریوں کا بڑا ہی نقصان
تمام عدت ہی گذارتے رہنا ہوتی تھیں تب بعض بدذاتوں [illegible] نے
یہ ڈھنگ نکالا کہ جب مرد چاہے کہ عورت طلاق سے رجوع کرے تو وہ کہتیں قد
حضت الثلثۃ یعنے مجکو تینوں حیض آگئے [illegible] سے
نکاح کر لیا کریں تو اس میں معدودات پر [illegible] عورتوں کو یہ فرمایا
کہ طلاق والیاں تین طہر تک ٹھری رہیں اور دو مہینے کے جھٹ پٹ اس سے نکل کریں
اور جو اللہ نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے اس کو نہ چھپاویں یعنے حیض سے ہوں یا
حمل ہے اسکو ظاہر کر دیں تاکہ حق رجعت نفقہ کا باطل نہ ہو اور مرد لوگ ان سے رجوع کرلینے
کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ شرط یہ ہے کہ عورت کی ایذا رسانی
کی نیت نہو جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں کرتے تھے وہ یہ تھا کان الرجل یطلق امرأتہ
فاذا قرب انقضاء عدتھا راجعھا ثم طلقھا بعد مدۃ ثم طلقھا فاذا قرب انقضاء عدتھا
راجعھا ثم بعد مدۃ طلقھا یقصد بذلک تطویل عدتھا علیھا انتہی. معالم مختصرا
سطرنا - جب عورتوں کو حکم انتظاری کا ہوا اور مردوں کو حکم رجعت کا دلایا گیا تو یار
لوگ جھوٹ کر کھیلنے لگے یا تو جنہوں نے [illegible] طلاق دیں اور رجوع کریں تب
پھر اللہ صاحب نے رجعت کو دو طلاق میں محدود کر دیا اب ان دونوں کے آگے تیسری
کی نوبت آگئی تو رجعت ختم [illegible] جبکہ یہ صلاح اب چھٹی نہیں لیکن

یہ تفریق بین الطلقات الثلاث فی العدۃ من عندہ نہیں ہے بلکہ ابو رکانہ شاہد حقیقی و مجازی دونوں ہے۔ دیگر روایات سے ہو اگر طلاق مختلف طرح دی جائے گی یعنے مجموعاً دو یا تین طلاقیں اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو دیگا تو وہ واحدہ رجعیہ ہونگی اور اُسکے مرتکب کو حکم رجعت سنایا جائیگا جیسا کہ ابن عمر اور رکانہ ابن عبد یزید کے ساتھ کیا گیا۔ مزید اطمینان کے واسطے رکانہ بن عبد یزید والی حدیث نقل کی جاتی ہے مسند امام احمد جلد اول کے مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۶۵ سطر ۲۶ میں ہے حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا سعد بن ابراھیم ثنا ابی عن محمد بن اسحٰق حدثنی داؤد بن الحصین عن عکرمۃ مولی ابن عباس عن ابن عباس قال طلق رکانۃ بن عبد یزید اخو بنی مطلب امرأتہ ثلثاً فی مجلس واحد فحزن علیہا حزناً شدیداً قال فسألہ رسول اللہ صلعم کیف طلقتہا قال طلقتہا ثلثاً قال فقال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلک واحدۃ فارجعہا ان شئت قال فرجعہا فکان ابن عباس یری انما الطلاق عند کل طہر اگر اس حدیث کو بوجہ محمد بن اسحاق کے ضعیف کہا جاوے تو غلط ہے کیونکہ شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور مولانا عبد الحی مرحوم لکھنوی نے امام الکلام میں اور امام بخاری نے جزء القراءۃ میں انکی توثیق کی ہے۔ اور اس میں زیادہ تر مقصود کتاب اللہ نہیں بلکہ امتثال حکم اللہ و رسول ہے زیادت چاہتے وارد جس شرط رجعت و وجوب تفریق طلقات ثلاثہ مع التراخی ہے کیا مطلب جبتک کہ طلاق دہندہ صیغہائے طلاق کو تین بار مع التراخی یعنے درمیان ایقاع طلاق کے مہلت دیکر استعمال نکریگا تب تک حکم طلاق اس عورت پر مرتب نہوگا یعنے وہ عورت منقطع اسکی زوجیت سے باہر نکلیگی آیۃ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ و آیۃ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ الآیۃ کا یہی مفہوم ہے جب ہر معاملہ طلاق میں اصل اعتبار تعداد کا ہر نعمت میں ہو تو ایسے ہو سکتا نہیں تو تعدد تب ضرور ہونا چاہئے فمن ادعی خلاف ذلک فعلیہ البیان بالحجت

تو مسند کے سند میں اس بات میں عذر نہیں ہے کہ جس میں طلاق دیا ثلثاً

دے تو از بس بہتر اور اگر بعض تفریق بھی اسکو منظور نہ ہو تو بھی اسمین بجز نہ
ندامت وحسرت نہو گی بخلاف صورت ثلاثہ دفعہ کہ اُسمین شرع نے تدارک
حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اگر حکم واحد ہی کا ہوتا تو بہتر
کہ ثلاثہ کا افسد ہونا اسی سبب سے آنحضرت رحمۃ للعالمین نے یہ حکم صادر فرمایا صلی
اللہ علیہ وسلم دکل معلوم است بہ من الف مرۃ باقی رہا تعدد معنوی سو تعدد
نہین اگر اُسکا اعتبار عند الشرع ہوتا تو آنحضرت خلاف اُسکے ہرگز رجعت کا حکم نہ
دیا اختلاف ہرگز وجہ نہ ہوتا فتامل ولا تکن من الغافلین اور مجوعہ تین کا جب
بصیغہ تفصیل استعمال کیا جاویگا جیسا کہ مشار الیہ نے اُسکو بیان کیا ہے تو وہ تعدد
لفظی ہو جاویگا معنوی نہ باقی رہیگا یہ مشار الیہ کی خوش فہمی ہے کہ لفظی کو معنوی سمجھے
گئے اور یہ بات اونکے قول الے پر بھی روشن ہے ایسی ایسی بیہودہ تقریر جو بیک دیکھا
رسالہ الغیاث دیوار بشدا نسے پاک ایسے واسطے یا کوئی بہت کہنا بہت مناسب ہے
ہان اتنی بات تو ضرور ہے کہ وہ مجموعہ جو تفصیل وار جلسہ واحد مین مستعمل ہوا ہے بوجہ
اتحاد مجلس وعدم التفریق مجموعہ نہ باقی رہیگا بلکہ ایک گردانا جاویگا ورنہ یہ مخالف مراد
شارع علیہ السلام ہے من خند نفسہ نہین ہے عبد یزید اور اسکے بیٹے رکانہ کا واقعہ
شاہد عدل ہے پیر مشار الیہ کی سخن سازی بمقابلہ اُسکے کیا قابل قبول ہو سکتی ہے
ہرگز نہین اہی رموز سلطنت خویش خسروان دانند حکومہ علیہ کو بجز تسلیم چارہ نہین
ایسے مواضع مین سخن سازی موجب حرمان ہوتی ہے آنکھ کھولو ہوشیار ہو جاؤ
اور آیت فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ سے مطلق طلاق مراد لینی مشار الیہ کی
خوش فہمی ہے اور اسکا جواب اوپر گذر چکا ہے وہان دیکھ لین۔

قولہ بصفحہ سطر ۱۲ تین عدت مین طلاق دینے کو شرط حرمت کہنا زیادتی ہے
کتاب اللہ مین منصوص ہے۔

اقول تین عدت مین طلاق دینے کو شرط حرمت کی نسبت بتانا مشار الیہ کی محض غلط
بات ہونا تو ظاہر ہے۔ یعنی طلاق نے احد کے ہونے دوی و نقص ہے ۔۔

یطلق ثلاثا۔ یعنے ترتیب واحسن الطلاق [illegible] قروء کے [illegible] حکم ہوا کہ جب کوئی تین طلاق دیا چاہے تو تین الگ الگ طہروں میں طلاق دے [illegible] پھر ایسے بدیہات کا انکار گویا آفتاب پر خاک ڈالنا ہوگا [illegible] من الغ فلیں جب عدۃ بمعنے قرء ہوئی اور لفظ ذوالحل المعین بمعنے طہر وحیض دونوں کو ہے تو پھر طلاق فی الحیض کو بھی مسلمات سلف نے طلاق فی العدۃ نہ کہنا جانبداری نہیں تو کیا۔

قولہ صفحہ ۷ سطر ۱۲۔ لیکن مغلظہ ہونے میں تین طہر یا تین جلسہ میں دینے کو شرط درست قرار دینا یہ شرط من عندنفسہ ہے کسی آیت قرآنی یا حدیث رسول سبحانی سے یہ شرط نہیں نکلتی ہے

اقول۔ ان طلقات ثلاثہ کے مغلظہ واقع ہونے میں تفریق تو ضرور درکار ہے۔ آیت الطلاق مرتان اسیکو مقتضی ہے باقی رہا تعدد آوان تفریق سو وہ بھی آیت [illegible] [illegible] مثل الشمس فی نصف النہار روشن وہویدا ہے اگر شپرہ چشم کو سوجھائی نہ دے تو اس کو واقعی نور آفتاب عالمتاب کا کچھ نہیں نقصان ہے تو اس کی بصارت کا عیب ہے اور یہ نقص نور آفتاب کو منظور نہیں ہے

[illegible] چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

[illegible] طلاق [illegible] مسنون [illegible] وافضل تو ضرور ہے [illegible] خلاف اسکا بدعت [illegible] کوئی نہیں [illegible] شارالیہ کی خانہ ساز بات [illegible] آیت قرآنی [illegible] حدیث [illegible] تفریق [illegible] طلاق [illegible] [illegible] الطلاق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ [illegible] [illegible] [illegible]

مکمل ہے الخ

اقول آیت طلاق مرتان مین ذکر طہر تو واقعی نہین ہے الا ذکر تو ضرور ہے کہ صیغہ طلاق کو یکے بعد دیگرے کرکے استعمال کرنا چاہیے لفظ مرتان اسکو پکار پکار کر کہہ رہا ہے باقی رہی یہ بات کہ طلاق فی العدۃ ہونی چاہیے یا فی الطہر جیسا کہ مشار الیہ نے بیان کیا ہے سو اسکے واسطے آیت اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا العِدَّۃَ الآیۃ تحکم کر رہی ہے اور ظاہر ہے کہ بعض آیت بعض کی بیان واقع ہوتی ہے ان دونوں آیتون کے ملانے سے تفریق فی الطلاق اور ایقاع اسکا فی العدۃ تو یقینی نکل آتا ہے اور اسکا انکار بدیہیات کا انکار ہوگا اور نیز کورچشمی منکر کی ثابت ہوگی اور یہ بھی مسلم ہے کہ احادیث نبوی صلعم آیات قرآن کی تفسیر واقع ہوتی ہین اسکا انکار بھی ٹیڑھی کھیر ہے یا لوہے کا چنا غالباً مشار الیہ اسکا انکار نہ کرینگے اگر کاش تعصباً کریں بھی تو ارباب بصیرت کے نزدیک صاف پہچانے جاینگے غور کرنیکا مقام ہے اگر آیت اذا طلقتم النساء فطلقوہن لعدتہن مین تعداد عدت مقصود باری عز اسمہ ہوتی تو آنحضرت صلعم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بنسبت حضرت عبد اللہ بن عمر یہ نفرماتے مرہ فلیراجعہا ثم لیمسکہا حتی تطہر ثم تحیض حیضۃ اخری فاذا طہرت فلیطلقہا قبل ان یجامعہا او یمسکہا فانہا العدۃ التی امر اللہ ان یطلق لہا النساء اس سے آفتاب نیمروز کی طرح تابان ہے کہ تعدد عدت کو بھی معاملہ طلاق مین دخل ہے ورنہ اس فرمانے کی کچھ کوئی ضرورت نہ تھی اور ظاہر ہے کہ ایک طلاق تو اسی حیض والی ہوئی کہ جس سے رجوع کرایا گیا باقی اوروں کے واسطے یہ اجازت دیگئی کہ اس حیض کے بعد پھر جو حیض آوے اور اسکے بعد جو طہر ہو اس مین انکو اختیار ہے کہ بقیہ طلاق دین یا روک رکھین وہ عدت کہ جسکے اندر اللہ رب العالمین نے عورتون کو طلاق دینے کی اجازت دی ہے یہی ہے اب بھی جو کوئی کورچشمی باطن تعدد عدت کا انکار کرے تو تعصب [illegible] کی بے حکم طرف توجہ نہ کرنا چاہیے تفسیر معالم [illegible]

فراہا ذ حفظوہ قید [illegible]

طلاق میں تفرق آوان ہو اگرچہ صاف وصریح لفظوں میں ایک جگہ یہ مدعا نہ بیان کیا گیا تو کیا ہوا اجی یہ تو مسلم ہے کہ بعض آیت بعض کی بیان واقع ہوئی ہے۔ اور اس قسم کی آیتیں قرآن پاک میں بکثرت موجود ہیں بخوف طوالت اُنکو یہاں نقل کرنا مناسب نہیں جانتا ہوں کیونکہ طوالت مخل نظر ناظرین ہے اور اصل غرض اس ناچیز کی یہ ہے کہ ناظرین منصفین رسالہ ہٰذا کو ملاحظہ فرماویں اور حق و ناحق میں تمیز فرماکر داد حق دیں علاوہ مسئلہ طلاق کے ایک نماز ہی کے باب میں جسقدر آیتیں ہیں اُنکو خیال کر لیجئے اسکا بخوبی اندازہ ملسکتا ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

قولہ بصفحہ ایضاً سطر ۹۔ حالانکہ آیت میں الطلاق مرتان مذکور ہے۔ مرتان کے معنٰی اردو میں دو بار کے ہیں نہ دو جلسہ و نہ دو مدت کے۔

اقول۔ اس تقریر پر شارالیہ کی مجکو از حد ہنسی آتی ہے کیا موٹی سمجھ کا آدمی ہے اسپر دعوی تحقیق ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اجی اس دو بار کے معنے سے ایک اور دو میں تقدم و تاخر عن احدہما مفہوم ہوتا ہے کیا معنے پہلو وجود مرتبۂ اول کا اُس کے بعد وجود مرتبہ ثانیہ کا مع التالی و تاخر خارج میں پایا جائے تب اُسکو اردو میں یا اردو زبان میں دو بار کہینگے بے اسکے دو بار نہیں کہہ سکتے اور وجود دوسرے کا بعد اول کے جو ہوگا تو اُس میں جدائی زمانہ کی ضرور پائی جائیگی اور یہ جدائی عام ازین کہ تھوڑی دیر میں پائی جائے یا بعد کچھ مدت کے اور ادنٰی مدت تفرق جلسات ہے بہر تقدیر تفرق آوان اس سے ضرور مفہوم ہوا اور تالی بھی پائی گئی اور علاوہ اس کے قرآن پاک میں اس قسم کی آیتیں بہت موجود ہیں منجملہ اُنکے یاایها الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلاث مرات من قبل صلوۃ الفجر و حین تضعون ثیابکم من الظهیرۃ ومن بعد صلوۃ العشاء الآیۃ (سورۂ نور پارہ ۱۸ رکوع ۱۴)

یہ آیت شریفہ صاف وصریح ہے اس بارہ میں کہ ہر بار میں تفریق ضرور چاہیئے۔ ایکبار صبح کو دوسری بار دوپہر کے وقت تیسری بار بعد صلوۃ عشا کے۔ اب اسکو انکا ترجمہ کو بیشک شخص واقع کہ ثابت کہہ سکتے ہیں۔

نظر توجہ وغور سے اس کو ملاحظہ فرماویں اور داد حق دیویں۔ تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مطبع شاخ فتح الکریم بمبئی کے صفحہ ۱۰۲ سطر ۱ میں بذیل آیۃ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا مرقوم ہے کانوا یفعلون فی الجاھلیۃ کان الرجل یطلق امرأتہ فاذا قرب انقضاء عدتھا راجعھا ثم بعد مدۃ طلقھا یقصد بذالك تطویل العدۃ علیھا۔ انتھی۔ ترجمہ جاہلیت میں یہ کیا کرتے تھے کہ کوئی شخص اگر طلاق دیتا تھا اپنی عورت کو اور جب اُس کی عدت کا زمانہ قریب پہنچنے کے ہوتا تو اُس سے رجوع کر لیتا پھر کچھ بعد اُس کو چھوڑ دیتا پھر اُس کو طلاق دیتا پس جب اس کی عدت کا زمانہ قریب پورے کے پہونچتا تو رجعت کر لیتا پھر بعد کچھ مدت کے طلاق دیتا ارادہ رکھتا تھا ساتھ اسکے درازی عدت کا اوپر عورت کے۔ پوری ہوئی عبارت معالم التنزیل کی۔ یہ عبارت صاف وصریح دال ہے اسپر کہ وہ لوگ طلاق الگ الگ عدتوں میں دیا کرتے تھے سو اس دستور کو اللہ نے قایم رکھا اور فرمایا اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ۔ اُنکے یہاں طلاق غیر متناہی تھی تو عدت بھی ویسی ہی غیر متناہی تھی اسلام میں طلاق محدود ہوئی تو عدت کیوں نہیں محدود ہوگی۔ ابھی یہاں تو اب تقابل اُنکے دستور کا لیا گیا ہے پھر تعدد عدت وتفرق اوان کا انکار خبط در خبط نہیں تو ہے کیا ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملا ۔۔۔ کار طفلاں تمام خواہد شد

مشا مالیہ کی حالت وسیع علمی تو بفضلہ تعالے اس ناچیز کو خوب معلوم ہے مجھکو حضرات مقرظین رسالۃ الثبات کی حالت پر سخت افسوس ہو کہ ان لوگوں نے کیوں اندھے راجہ کے چوپٹ نگری میں بود و باش اختیار کی ہے ؎

وزیرے چنیں شہریارے چناں ۔۔۔ جہاں چوں نگیرد قرار از چناں

قولہ صفحہ ۷ سطر ۱۴۔ اگر فی الواقع وقوع طلاق ثلاثہ میں تفرق مجلس جدیدہ شرط ہوتی نہ تعدد صیغہ طلاق الیٰ آخر قولہ تو آیت یوں ہوتی الطلاق فی المجلستین او عدتین فامساك بمعروف الخ

اقول یہ دعوے ایقاع طلاق ثلاثہ میں تفرق اوقات [illegible] تعدد صیغہائے طلاق [illegible] امر ہے اور [illegible] پتا ہے [illegible] آیت قرآنی کا یہی مفہوم ہے معاند

عین ہمارا مدعا ثابت ہو گیا والحمد للہ علی ذٰلک صح۔ عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است ◆

قولہ بصفحہ ۹ سطر ۹۔ کسی آدمی نے اگر کسی کو ایک ہی دفعہ الگ الگ تین روپیہ ایک جلسہ میں دیا تو دینے والے کا یہ کہنا کہ ادیت ثلاثۃ دراہم لغتًا و عرفًا صحیح ہو گا ◆

اقول ۔ اس مثال کو مسئلہ طلاق پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ ایقاع طلاق میں تفرق آوان حسب فرمان خالق دو جہان ضروری ہے اُسی امر ضروری کے فقدان کے سبب وہ ہر سہ طلاق جو کہ مجموعہ واقع کیجاویں واحد بھی حسب اجازت حضرت رسالت پناہی گردانی جاتی ہیں اور بالفرض اُن ہر سہ مجموعہ پر حیثیت المجموعہ لازن اُنکی اطلاق لفظ ثلاث کا آنہ کریں تو اس سے برآمد مدعا مثبتہ ہرگز نہیں ہو گا کیونکہ اُنکی ایقاع میں تفرق اوان جو ثلاثہ مرات مرۃ بعد مرۃ کا حاصل ہے پایا نہیں گیا اور اللہ تعالےٰ نے انہیں مرات کے خیال سے مرتان فرمایا ہے۔ اور بوجہ فقدان اوان ہی کے حضرت نے عبد یزید کو حکم رجعت سنایا ورنہ نہیں تو خلاف حکم وحی کا آپ پر الزام عائد ہو گا اور یہ بہت بڑی سوء ادبی بحضرت جناب رسالت پناہی ہے۔ عاذنا اللہ تعالیٰ عن ذٰلک اور صورت مذکورہ بالا میں اوس شخص اعاکننہ دراہم کو ادیت ثلاثۃ دراہم بثلاث مرات کہنا لغتًا یا عرفًا ہرگز صحیح نہو گا بلکہ ایک ہی جگہ ایک مشت تینوں روپیہ دیدیا کہنا پڑیگا یا یوں کہے کہ ایک ہی جگہ تینوں روپیہ ایک ایک کر کے دیدیا تو اس سے ثبوت مرات کا مرۃ بعد مرۃ کر کے نہوا اور یہی غرض ہماری ہے۔ اردو زبان کے عرف و لغت میں بھی اسکو یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں شخص نے تینوں روپیہ کو تین دفعہ کر کے دیا اگر کوئی اس کو تین مرتبہ کہیگا تو وہ پاگل گنا جائیگا پھر پاگل کی بات تو قابل اعتبار نہیں کیسے باشد ◆

قولہ بصفحہ ایضًا مذکورہ بر حاشیہ سطر یا اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ندرت ثلثہ حذف بقرات تو کیا نذر پر تین گائے کا ذبح کرنا لازم نہو گا ؛ ضرور لغتًا و عرفًا و شرعًا تین گائے کا ذبح کرنا لازم ہو گا ◆

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت شارح حقیقی عز اسمہٗ نے جو اس لفظ کو استعمال کیا ہے تو کس معنی کر کے اور کس کے مقابلہ میں اسکو یہاں استعمال کیا ہے تو شان نزول کو خیال کرنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت شارع نے اسکو معنی بُعد مدت بمقابلہ تعامل الناس فی الابتدا کے استعمال فرمایا ہے اور نیز دوسری آیہ اسی کے مفہوم کو بتلا رہی ہے پس ہم خواہ مخواہ مجبور کئے گئے کہ معنی ثانی یعنی بُعد مدت مراد لیں اور یہ تعدد جلسات و عدت دونوں کو شامل ہے پس جب یہ بات ثابت ہو گئی تو آیہ الطلاق مرتان سے تعدد جلسات و تعدد عدت مرۃ بعد اخریٰ کیوں نہ مراد لیں کون چیز اسکو مانع ہے بنا برعلیہ بخلاف اسکے جو کوئی اپنی بی بی کو ایک جلسہ میں تین طلاقیں بالاجمال یعنی انت طالق ثلاثا یا بالتفصیل انت طالق انت طالق انت طالق دے تو بوجہ اتحاد مجلس و عدم اتحاد آوان لغتاً و عرفاً وہ عورت مطلقہ ثلاثہ نہیں کہلائیگی بلکہ آن ہر سہ مجموعہ طلاق کو موافق حکم شرع واحد ہی گردانا جائیگا تو اب شرعاً بھی وہ تین نہیں باقی رہی بوجہ اتحاد مجلس ایک گردانی جائیگی پھر وہ عورت مطلقہ ثلاثہ کیونکر کہلائیگی ہاں بحکم من عند نفسہ و تشریع جدید عن رایہ کا تو جواب نہیں۔ ہم مشار الیہ کی سمجھ سے حیران ہیں جب وہ صاف بیان کر رہے ہیں کہ کہ اس میں شک نہیں کہ طلاق مسنونہ یہی ہے کہ طلاق ثلاثہ مغلظہ کو تین طہر میں ایک ایک کر کے دے اور یہ طریقہ مسنونہ مسلمہ انکا ہے تو پھر اس طریقہ مسنونہ کو بھی کیوں نہیں تسلیم کرتے کہ جو کوئی جلسہ واحدہ میں مجموعہ تینوں طلاق اپنی زوجہ کو دے تو وہ واحد ہی ہوگی اس سنت کے قبول کرنے میں کیا زہر ہلاہل ملا ہے کہ جس سے وہ کوسوں بھاگتے ہیں کیا یہ تو من ببعض و نکفر ببعض نہیں ہے؟

مذہب ہے۔ **تہذیب** جب مشار الیہ کے نزدیک آیت فطلقوھن لعدتھن میں مطلقاً طلاق فی العدت کا حکم ہے تقید عدت کی نہیں تو پھر طلاق ثلاثہ مغلظہ کو تین طہر میں ایک ایک کر کے دینے کو طریقہ مسنونہ تسلیم کرنا کیا جا جباری نہ ہوگی؟ اور اس تسلیم سے انکے سارے تقاضے باطلہ انکے خود انہیں کے ... سے لغو و باطل ہو گئے انہیں اقرار کرنا پڑا کہ تفسیر القرآن بما خطلبہ ہے اور آنکہ ... تسلیم ... ...

ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ مریض و مسافر کو حالت مرض و سفر میں روزہ رمضان کے
افطار کا اختیار ہے تو لفظ قضا کرنیکا استعمال ایسے موقع میں مشار الیہ کی ہمہ دانی پر
برہان قوی ہے اسواسطے کہ استعمال لفظ قضا کا اُس مقام میں کیا جاتا ہے جہاں کہ تکلیف
موقت کو غیر وقت میں اُس کے ادا کریں وهذا اظهر على من له ادنى فهم في العلم
پھر ایسے ہمہ دان و خوش فہم کی تحریر و تقریر کیوں نہ قابل الرد ہوگی ضرور ہونی چاہیے
اور حالت مرض و سفر میں مریض و مسافر کو روزہ افطار ہی کرنا چاہیے روزہ سفر میں
رکھنا نیکی کا کام نہیں ہے سفر میں روزہ رکھنے والا نافرمان ہوتا ہے حضرت رسالت پناہی
بھی فرماتے ہیں اسی بنا پر حضرت ابن عباس و ابی ہریرہ و عروہ بن زبیر و علی بن حسین
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایسے روزہ کو جائز نہیں رکھتے اسکے مرتکب پر حکم قضا
فرماتے ہیں اختیار چہ معنی وارد پس اس سے بہت صاف و بین طور پر معلوم ہوگیا
کہ روزہ حالت سفر کا قابل الاعتبار عند الشرع نہیں اگرچہ عرفا و لغتا اسکو روزہ کہیں
اگر ہوتا تو ليس من البر الصيام في السفر و اولئك العصاة کا فرمانا اور قضا کی ضرورت
نہ ہوتی اب اس عدم الاعتبار کو جس لفظ میں تعبیر کرو ہو سکتا ہے اسی پر قصر صلوٰۃ کو
تصور کرو اسواسطے کہ قصر اکثر کے نزدیک واجب ہے اور مقابلہ اکثر کے بعض کی بات
قابل سند نہیں یہی قول حضرت عمر و علی و ابن عمر و جابر و ابن انس رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین کا ہے اور یہی قول حسن و عمر بن عبد العزیز و قتادہ کا ہے اور امام مالک
و اصحاب الراے بھی یہی کہتے ہیں پھر یہ اختیار مشار الیہ نے نہ معلوم کونسے الفاظ آیت
قرآنی سے سمجھا ہے الفاظ قرآنی ومن كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر الخ
سے صاف ظاہر ہے کہ مریض و مسافر کو رمضان شریف میں افطار ہی چاہیے اور آیت
وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من
امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا الآية اختیار کی بالکل مستاصل
ہے پھر یا وجود ان کے بحکم اختیار لاریب تشریع جدید اپنی نفسہ و تحکم محض و ....
برا ہے اور یہ حرام ہے اور بالفرض اگر ایسا ہی ہوتا تو جیسے اور اور مقاموں میں خدا ب

اقول - بھلا مشارالیہ یہ تو بتلا دیں کہ ایفاے نذر ناذر نذر کو کس عنوان کرے آیا ایک ہی مرتبہ ایک ہی وقت تینوں گائیوں کو ذبح کرے یا آدان دو دفعات متفرقہ میں بر تقدیر قبول شق ثانی کیونکہ بے اسکے ہو ہی نہیں سکتا اب ناذر کو مشارالیہ کیا کہینگے اور اسپر کیا حکم صادر کریگے عرفاً یا لغتاً جو کہیں اُسی کو میری طرف سے جواب کریں ابھی حضرت بے تسلیم مہلت فیما بین مرات چھٹی نہیں خالی سخن سازی سے اپنی کام نہیں چلیگا - یقین جانو کہنا نذر او صاحب الغیاث کا ثلاثۃ بقرات کہنا انکی عربی دانی کی واضح اور بین دلیل ہے ٭

قولہ ایضاً بصفحہ سطر ۱۴ - احکام کے دو قسم ہیں ایک وہ حکم جو فقط بندہ ہی کے فائدہ کے واسطے مشروع ہوا ہو جیسا روزہ رمضان مریض و مسافر کو قضا کرنیکا اختیار ہے نماز سفر میں قصر کرنیکا حکم ہے طلاق ثلاثہ جلسات متفرقہ میں دینا مسنون ہے یہ سب احکام فقط بنظر دفع حرج بندگان مقرر کئے گئے ہیں اگر کوئی اس انعام الٰہی کو اپنے ہاتھ سے کھودے مریض و مسافر رمضان میں روزہ رکھے سفر میں پوری نماز ادا کرے تو کیا اُسکا روزہ و نماز فاسد و باطل سمجھا جائیگا ہرگز نہیں اُسی طرح اگر کوئی تین طلاق جو تین عدت میں دینا چاہئے تھا ایک ہی جلسہ میں دیدے تو طلاق ضرور پڑیگی الیٰ آخر قولہ دوسرا حکم تعبدی ہے اُس میں بندہ کا فائدہ ظاہر طور پر متصور ہو یا نہو الخ

اقول - اس تقریر سے مشارالیہ کے واضح دلائل ہے کہ روزہ رمضان مریض و مسافر کو بعد مرض و بعد سفر کے حالت صحت و اقامت میں ما فات من صوم رمضان کا ادا کرنا واجب و ضروری نہیں حالانکہ یہ بات اُنکی بالکل نص خلاف قرآن و حدیث و اجماع امت ہے مریض کو بعد مرض حالت صحت میں اور مسافر کو بعد سفر حالت اقامت میں ما فات [illegible] رمضان کا ادا کرنا ضروری و واجب ہے [illegible] کان مریضا [illegible] فعدۃ من ایام اخر [illegible] اور احادیث نبوی کا بھی [illegible]

طلاق تو وہ دے ہی چکے تھے ایک طلاق یا دو طلاق میں تو رجعی ہی ہیں اسمیں استفسا
کی ضرورت کیا حضرت عمر و اُنکے صاحبزادہ حضرت عبد اللہ کو اتنی بات بھی معلوم
نہ تھی کہ ایک یا دو طلاقیں رجعی ہیں کیا اُس وقت آیت الطلاق مرتان نازل نہوئی
تھی ہوئی تھی تو یہ استفسار البتہ تعجب کا مقام ہے اور نیز حضرت رسالت پناہی کا
ابن عمر کے واقعہ طلاق فی الحیض کو ایک شمار کرنا اور یہ فرمانا کہ اُنکو رجوع کر لینے کو
کہو اور کہو کہ اُنکو چھوڑ دیں یہانتک کہ پاک ہو جاوے پھر دوبارہ حائضہ ہولیں جب
اس دوبارہ حیض سے پاک ہو جاوے تو چاہئے کہ قبل از مجامعت اُس سے اُس کو
طلاق دیدیں یا روک رکھیں اللہ نے جس عدت میں عورتوں کو طلاق دینے کو کہا ہے
وہ یہی ہے اسی حدیث میں ہے کہ عبید اللہ نے اپنے اُستاذ نافع سے کہا کہ وہ طلاقیں
کیا کی گئیں بجواب اُس کے نافع نے واحدۃ اعتد بہا فرمایا۔ برہان قوی ہے
اس بات پر کہ وہ طلاقیں ایک سے زائد تھیں ایک کو ایک گیا شمار کیا تھا اور زائد محتمل
الطرفین ہے یعنی دو و تین دونوں اس سے مفہوم ہو سکتی ہیں اگر دو ہی مراد لیں
تو بھی استفسار حضرت عمر تعجب سے خالی نہیں تو لا محالہ تین کا مفہوم یقینی ہوگا اور یہی
اس قول عبید اللہ قلت لنا فع ما صنعت التطلیقۃ قال واحدۃ اعتد بہا (رواہ مسلم)
سے اور بعض روایتوں سے بھی ثابت ہے چنانچہ نووی نے بھی اسکا اقرار کیا ہے کہ وقع
فی بعض روایات حدیث ابن عمر انہ طلق امراتہ ثلاثا فی الحیض ولم یحتسب بہ (ای لم
یحتسب بالثلاث بل جعل واحدۃ) انتھی پس جیسے روزہ حالت سفر کا صورۃً روزہ
تو ہے پر ثواب اُسکا بوجہ عدم البر غیر ثابت ہے بلکہ مرتکب اُسکا نافرمان قرار دیا گیا
ویسا ہی یہ طلاق ثلاث جو مجموعۃ جملہ واحدۃ میں واقع کی گئیں طلاق تو کہلائیں پر بوجہ
خلاف ماموربہ کے ایک گردانی گئیں تین نہ رہیں تو اب ایسی صورت میں سنت کے
اندر کوئی شبہہ ہو سکتا ہے ہرگز نہیں اور خلاف سنت دونوں کو شامل ہے خواہ تینوں
حیض میں تینوں اکٹھی واقع کیجاویں یا طہر میں ۔

قولہ صفحہ ۹ سطر ۴ و ۵۔ مگر ایقاع طلاق میں تعدد صیغہ نہ فی کہ جو محل نہ ہو جیسا کہ

باری نے لفظ فلیس علیکم جناح فلا جناح علیکم وغیرہ وغیرہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں غالباً یہاں بھی اُسکا استعمال فرماتا اور جب اُسکا استعمال اُسنے نہیں فرمایا تو اب حکم اختیار من عند نفسہ نہیں تو ہے کیا - اب یہ لوگ قرآن پاک میں بھی منجانب خود تراش خراش کرنے لگے یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ھذا من عند اللہ میں جو وعید وارد ہے اُسکا خیال نہیں کرتے اللھم احفظنا من ھذا الفعل القبیح ان قصر دة فی السفر کی نسبت البتہ بعض ائمہ نے (جیسے امام شافعی) اختیار کو سمجھا ہے یہ یہ مشار الیہ کے لئے مفید مدعا نہیں اسواسطے کہ اس میں تو انکو خروج عن مذہب لازم آئیگا اور اسکو غالباً وہ نا مطبوع خاطر خود سمجھتے ہیں پھر باوجود اسکے امام شافعی صاحب نے قصر ہی کو افضل بتلایا ہے اب بر بنائے مذہب اکثر اور اس قول کے قصر صلوٰۃ فی السفر واجب و افضل دونوں ٹھیرا تو ترجیح و فوقیت اسی کو ہونی چاہیئے نہ اتمام کو اور الراجح اعلیٰ من المرجوح مشہور ہے فتامل

ہمکو تعجب ہے کہ مشار الیہ نے باوجود دعویٰ ہمہ دانی کے ایسی بے تکی کیوں لکھی اب اسکو اہل بصیرت خوب سمجھینگے - باقی رہی یہ بات کہ اگر کوئی شخص تین طلاقیں تین عدت میں بطریق مسنونہ نہ دے ایک ہی جلسہ میں تینوں اکٹھی دیدے تو آیا یہ تینوں قابل الاعتبار کیا معنے مغلظہ عند الشرع ہیں یا نہ - مشار الیہ اس کے تو یقینی قائل ہیں کہ ایسی طلاقیں غیر مسنونہ ہیں رہی یہ کہ یہ واقع ہوجائینگی بلکہ ضرور لیکن اس عویٰ پر انکی کوئی دلیل قوی یعنی آیت قرآنی یا حدیث صحیح مرفوع متصل الاسناد غیر ما تکلم فیہ نہیں ہے ہاں آثار موقوفہ علی الصحابہ تو ضرور ہیں پر وے بمقابلہ احادیث مرفوعہ لاریب قابل العمل نہوں گے - اُن میں اکثر آثار تو ایسے ہیں کہ جنمیں لفظ ثلث مجملاً مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ عموم لفظ سے تخصیص بلا مخصص ظاہر مراد نہیں ہوسکتی اور بعض کے تفہیم مطلب میں مشار الیہ کی غلطی ہے - اب میں کہتا ہوں کہ طلاق بدعی لاریب عند الشرع قابل الاعتبار تو ہیں پر مغلظ نہیں ہیں ہوتیں تو پھر رجعت کی ضرورت بسبب عدم التغلیظ کو پکار پکار کر دکھلا رہی ہے حضرت ابن عمر سے اسی واسطے رجوع کرایا گیا -

کالشمس فی نصف النہار تاباں ہے سخن سازی چلے تو کیونکر چلے وہ اسکا پورا جواب اوپر
گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیں ہاں وہ تعدد جو بخلاف طریق ماموربہ کے مستعمل ہوا وہ بیشک
قابل الرد ہے اسکو اوپر ثابت کر دکھایا وہاں دیکھو اور حق مانو +

قولہ بصفحہ ۴ سطر ۱ ف اگر مرتان سے جو آیت الطلاق مرتان میں مذکور ہے
تراخی و مہلت بین طلاقین لازم ہو اور طلاق ثلاثہ بغیر تراخی و مہلت غیر موثر و معتبر ہو
جیسا کہ مخالفین نے سمجھا ہے تو لازم آتا ہے کہ لعان میں بھی جس میں تلفظ شہادات
بالله اربعہ مرات شرط ہے بین کل شہادتین تراخی و مہلت بجلسات متفرقہ لازم ہو
حالانکہ لعان میں تراخی بالاتفاق غیر معتبر ہے ۱ھ

اقول۔ ہاں لفظ مرتان سے لاریب تراخی و مہلت بین الطلقات لازم ہے
مرتان کا استعمال لغت عربی یا دیگر لغات الناس میں اسی چیز کے لئے ہوتا ہے
کہ جسکا وجود مرۃ بعد مرۃ کرکے پایا جاوے چنانچہ تعامل الناس فی الجاہلیۃ و فی
الابتداء اسکا شاہد عدل ہے اور اسکا مشارالیہ کو بھی اعتراف ہے یہ تجاہل عارفانہ
کیسا انکے پیر و مرشد جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں ذیل
آیہ الطلاق مرتان فرماتے ہیں وفیما قال مرتان دون طلقتان دلالۃ علی کراھۃ
الطلقتین دفعۃ واحدۃ فان کلمۃ مرتان تدل بالعبارۃ علی التفریق وبالاشارۃ
علی العدد واللام للجنس ولیس وراء الجنس شئ فکان القیاس ان لا یکون
الطلقتان المجتمعتان معتبرۃ شرعاً واذا لم یکن الطلقتان معتبرۃ لم یکن الثلث
مجتمعۃ معتبرۃ بالطریق الاولی لوجودھما فیہا مع زیادۃ الی قولہ والمعتبرۃ
التطلیق الشرعی تطلیقۃ بعد تطلیقۃ علی التفریق فی الاطہار دون الجمع انتہی
ما فی التفسیر المظہری صفحہ ۳۳۴ سطر

اور طلاق ثلاثہ بغیر تراخی بے شک غیر معتبر ہے موثر ہی ہوتی تو رجعت کی
ضرورت کیا تھی اور یہ اختلافات آج تک اس مسئلہ خاص میں کیوں واقع ہوتا اور
[illegible]

بھی ایک جلسہ میں طلاق دے تو بھی طلاق مغلظہ نہ پڑیگی حق مراجعت باقی رہتا ہے تو
پھر حدیث[1] شان نزول کا کیا مطلب ہوگا ؟

اقول۔ بے فائدہ بات بنانے کی ضرورت ؟ ! اجی یہ کون کہتا ہے کہ تعدد محدود کو
جو حسب تعلیم شارع ہو دخل نہیں بے شک ہے۔ یہ مشار الیہ کی دھوکہ دہی ہے۔ کہ
مطلق تعدد صیغہ طلاق بولکر بیچارے عوام کالانعام کو اپنے دام فریب میں پھنسانا چاہتے
ہیں یاد رکھئے کہ لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ معروف و مشہور قول ہے۔
آپکی ابلہ فریبی بکارآمد ہرگز نہیں ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ۔ ہمکو تعجب ہے کہ نص صریح
کے ہوتے ہوئے مشار الیہ یہ سخن سازی کیوں کرنے لگے افسوس صد افسوس
پھر سنئے ایقاع طلاق میں تعدد صیغہائے طلاق کو بطریق ماموربہ بے شک دخل ہو
کیا معنے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین طلاقیں متفرق جلسوں یا عدتوں میں بغیر حالت
حیض میں دیگا تو وہ عورت اُس کے نکاح سے نکل جائیگی اب اُس طلاق دہندہ کو
اُس عورت مطلقہ سے کوئی لگاؤ نہ باقی رہا محض بے تعلق ہوگئی بے حلالہ پھر وہ عورت
اسکی زوجیت میں نہیں[2] آسکتی اور شان نزول آیت الطلاق مرتان کا تو یہی مطلب
ہے کہ ابتدا میں جو لوگ تعدد صیغہائے طلاق کو مع الزیادتی بغیر حصر و عدد کے استعمال کیا
کرتے تھے اور رجعت کرلیا کرتے تھے جناب باری نے اس حرکت سے اُنکو باز رکھا
اور تعدد کو رجعت کے لئے دو کے اندر محدود کردیا اور تغلیظ کیلئے تین کے اندر اعداد
ایقاع طلاق کا ڈھنگ بھی بتلا دیا اور صاف فرمایا کہ اس دو بار طلاق کے بعد
اگر تیسری بار کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دیگا تو اب وہ عورت اُس طلاق دہندہ
کیلئے بے حلالہ حلال نہیں ہوسکتی۔ مشار الیہ کی خانہ ساز بات اُس وقت اُن کے
لئے مفید پڑتی جبکہ شارع سے کوئی تفصیل و تشریح پائی نہ جاتی یہاں تو تفصیل

---

[1] [illegible] کا تخصیص و تقیید آیت مطلقہ عامہ کی بلا مخصص و مقید کے [illegible] ہے ؟ •

[2] [illegible] آیت مذکورہ [illegible] موجود ہے [illegible] مشار الیہ کے فہم [illegible] ہے پھر [illegible]

[illegible]

قولہ بصفحہ ایضاً سطر ۶۔ کم سے کم طلاق ثلاثہ بلفظ واحد کی طلاق ثلاثہ کے مرتبہ میں تو ضرور ہوگی اور طلاق کنائی عند الشرع معتبر ہے ۔

اقول ۔ جب تغلیظ طلاق ثلاثہ واقعہ بلفظ واحدہ کے واسطے کوئی دلیل قوی قابل الحجۃ آنکو نملی حسب مدعا اپنے نملی تو یہ بات بنانے لگے سو بحمدہ تعالیٰ اسمیں بھی وہ ناکام ہی رہے مشار الیہ کو ابھی تک صریح و کنایہ کی شناخت کی تمیز نہیں ہے تو پھر تحقیق کسی مسئلہ کی کیا کرینگے تحقیق کا تو بڑا مرتبہ ہے طلاق ثلاثہ واقعہ بلفظ واحدہ کو طلاق کنایہ بجز احمق اور کون کہیگا ہاں اعتدی یا حبلک علی غاربک کہتے تھے جا اپنا راستہ لو یا میرا سلام لو اسی قبیل اور بہت سے الفاظ میں لاریب یہ طلاق کنایہ ہوسکتی ہیں بخلاف اس لفظ کے کہ تین سے تحکیم تین طلاق میں یہ تو کنایہ نہیں اسکو کنایہ کہنے والا بیشک جانبدار ہے ۔

قولہ ایضاً بصفحہ مذکور سطر ۱۹۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انت طالق ثلاثاً ایسی طلاق ہے جسمیں بغیر حلالہ کے نکاح حرام ممنوع ہے بوجہ اتمام والے ہے ۔

اقول انت طالق ثلاثاً جب طلاق ثلاثہ مغلظہ پر دلالت بھی کرتا ہے یقینی نہیں ہوتی تو پھر اس اختلاف کی ضرورت ہی کیا تھی یہ اختلاف صاف بتلا رہا ہے کہ انت طالق ثلاثاً طلاق ثلاثہ مغلظہ محرمہ ممنوعہ میں داخل نہیں چہ دیدہ آنکہ تو محض ناپرساں حال ہے اب دوسرا معنے یعنی رجعی کیوں نہیں مراد ہوگا ضرور ہوگا خصوصاً ایسی حالت میں کہ حضرت شارع نے خود اسکو رجعی قرار دیا اور اسی قرارداد پر حضرات صحابہ کا عمل درآمد آپکی حیات برکت آیات میں اور حضرت صدیق اکبر کے عہد خلافت میں اور دو یا تین برس عہد خلافت فاروق میں پایا گیا اور پھر اسوقت سے لیکر آج تک برابر اس میں اختلاف ہی چلا آ رہا ہے تو اب طلاق رجعی کا بھی نہیں مراد لینے کون چیز مانع ہے کوئی نہیں فتامل ۔

قولہ صفحہ ۱۱ سطر ۱۴۔ یا حلالہ کا ذکر کی تینوں بنیاد بن آئمہ ... تعداد شمار کو طلاق مغلظہ مانتے ہیں ۔

کچھ ضرور نہیں کہ جب مسئلہ طلاق میں تراخی لازم ہوئی تو لعان میں بھی تراخی ضروری ہو یہ مولف الغیاث کی خام خیالی و غلط فہمی ہے کہ دونوں مسئلوں میں اتحاد سمجھ لیا ہے آیت قرآنی صاف دلالت کر رہی ہے اس بات پر کہ ان دونوں مسئلوں میں ہرگز اتحاد نہیں دیکھو یہاں الطلاق مرتان ہے اور مسئلہ لعان میں فشہادۃ احدھم اربع شہادات باللہ الآیۃ مذکور ہے اربع شہادات باللہ باربعہ مرات نہیں ہے۔ آنکھوں میں دھول ڈالنا اسی کو کہتے ہیں۔ پھر بغیر فرق اجمال و تفصیل دونوں کو ایک گرداننا جہالت نہیں تو ہے کیا۔ علاوہ بریں یہاں تراخی کی ضرورت ہی کیا ہے اگر یہاں تو فراق ہی مقصود اعظم ہے بخلاف طلاق کے کہ اس میں بھی فراق مراد ہو مگر اس میں شک نہیں کہ بعد ایقاع طلاق کے ندامت بھی ضروری ہوتی ہے اور یہی باعث ہے اسکا کہ طلاق میں تراخی ضروری ہو اللہ رب العالمین تو اپنے بندوں کی حالت سے خوب واقف و خبردار ہے اسی لئے فرمایا کہ جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دیا چاہو تو الگ الگ مدتوں میں دو کہ شاید خدا تعالیٰ فیما بین زن و شو اتفاق پیدا کر دے دیکھو تراخی کیسی ضروری و مصلحت آمیز چیز نکل آئی اب اسکا انکار بجز احمق ادنیٰ عقل والا آدمی بھی نہیں کر سکتا بلکہ اہل بصیرت کا تو بڑا رتبہ ہے۔

قولہ صفحہ ۴۳ سطر ۷ جیسا کہ فان طلقها فلا تحل له الخ میں حکم تغلیظ ثلاثہ مذکور ہے۔ عام ازیں کہ وہ طلاقیں ایک جلسہ میں دی جائیں یا جلسات متفرقہ میں ◆

اقول آیۃ فان طلقها الآیۃ میں حکم تغلیظ مجموعہ طلاق ثلاثہ کا ہرگز مذکور نہیں۔ ہاں یہ البتہ مذکور ہے کہ اگر بعد دونوں طلاق رجعی کے تیسری بار طلاق دیگا تو اب اس تیسری طلاق کے واقعہ بعد مرتین کے وہ عورت طلاق یافتہ اُس مرد طلاق دہندہ کے لئے بغیر حلالہ حلال نہیں خواہ مخواہ عموم کو بے وجہ مشار الیہ محض بپاس سخن پروری [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ◆

الاحکام کی عدم ممنوعیت میں جو مثال صاحب الغیاث نے بیان کی ہے وہ بھی مشار الیہ کے خوش فہم ہونے پر شاہد عدل ہے مثلاً بادشاہ کا یہ حکم کہ ہزاروں مجرموں کو قتل کرو نفس الامر میں ایک ہی حکم ہے کہ جسکا اصدار بادشاہ سے آن واحد میں افراد متعددہ پر ہوا لیکن ایقاع اسکا تعمیلاً لامر السلطان فاعل واحد ماموریہ سے آن واحد میں افراد متعددہ مواقع وقوع پر لاریب محال ہے تو اسمیں بھی حق بجانب ابن قیم علیہ الرحمہ ہے اسکو اجتماع مثلین فی الاحکام سمجھنا صاحب الغیاث ہی کا کام ہے شاباش کیوں نہیں -

قولہ صفحہ ۱۵ سطر ۱ - لفظ انت طالق ثلاثا میں گو خارج میں لفظا طلاق مکرر نہیں پائی گئی لیکن مفاد طلاق مکررہ یعنی حرمت مغلظہ کے پائے جانے میں کوئی استحالہ بھی نہیں ہے اصل اعتبار معنی کا ہے الفاظ تو قائم مقام معنے کے ہیں لفظ سے جو معنی سمجھا جائیگا اسی پر حکم دیا جائیگا +

اقول جب بہ اقرار صاحب الغیاث جب انت طالق ثلاثا میں لفظا طلاق مکرر نہیں پائی گئی تو مفاد طلاق مکررہ یعنی حرمت مغلظہ کیونکر پایا جائیگا اسواسطے کہ النص یحمل علی ظاہرہا مجمع علیہا جملہ ہے پھر اب بھی استحالہ میں کسی کو کلام ہو سکتا ہے ہرگز نہیں علاوہ بریں اگر انت طالق ثلاثا سے مفاد طلاق مکررہ یعنی حرمت مغلظہ کے پائے جانے میں استحالہ متصور نہوتا تو حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم رکانہ بن عبد یزید کو حکم رجوع کر لینے کا نہ فرماتے اور حضرات صحابہ و تابعین وغیرہم حضرات الی یومنا ہذا کا اس حدیث پر عمل درآمد نہوتا فتامل وتدبر

قولہ صفحہ ۱۶ سطر ۹ - امام فخر الدین رازی کا یہ قول رکیک ہے جسکو صاحب منحہ نے نقل کیا ہے - لان النہی یدل علی اشتمال المنہی عنہ علی المفسدۃ راجحۃ والقول بالوقوع سعی فی ادخال تلک المفسدۃ فی الوجود انتہی ما فی تفسیر الکبیر

اقول - قول امام فخر الدین رازی کا ہرگز رکیک نہیں یہ آپکی خوش فہمی ہے یا تعصب کہ ایسا قول امام کے قول کو جو اعتبار کے ثقات علماء الدین ہے جب آپنے

اقول طلاق کنائی کی بیخ و بنیاد کیوں اکھڑے انت طالق ثلاثا کو طلاق کنائی سے کیا نسبت ہے۔ اور طلاق ثلاثہ بفم واحد فی مجلس واحد مغلظہ کیوں مانی جائے اس کے لئے آپ کوئی دلیل قوی مسکت للخصم بہی پیش کرینگے یا فقط زبانی جمع خرچ۔ بھلا یہ تحکم آپکا بغیر پیش آوری دلیل قوی قابل الحجۃ کے نزدیک ارباب بصیرت کے کیا قابل التفات ہوگا ہرگز نہیں۔ مصرع

دعویٰ بلا دلیل قبولِ خرد نہیں

قولہ بصفحہ ۱۴ سطر ۱۴۔ تین طلاق بکلمہ واحدہ دینے میں اجتماع مثلین کا استحالہ لازم نہیں آتا۔ جیسا کہ ابن قیم نے کہا ہے اجتماع مثلین احکام میں ممنوع نہیں ہے۔

اقول۔ ابن قیم علیہ الرحمہ نے کہاں کہا ہے کہ اجتماع مثلین فی الاحکام ممنوع ہے جو جواب اُس کے آپنے یہ فرمایا کہ اجتماع مثلین احکام میں ممنوع نہیں ہے یہ محض بغرض دہوکہ دہی بیچارہ عوام کالانعام کے آپنے لکھ مارا حالانکہ اصل غرض ابن قیم علیہ الرحمہ سے آپ بمراحل دور ہیں انہوں نے اجتماع مثلین من الفعل کو البتہ محال کہا ہے۔ چنانچہ ناظرین منصفین کے ملاحظہ کے خیال سے اصل قول ابن قیم علیہ الرحمہ کو نقل کرتا ہوں وہ یہ ہے واما المرتان من الفعل فمحال اجتماعھما فی زمن واحد فانہما مثلان واجتماع المثلین محال الخ اور یہ واقعی بات ہے کہ اجتماع دو فعل ہم مثل کا زمان واحد میں فاعل واحد سے بیشک محال کیا معنی بلکہ محال تر ہے مثلاً کسی شخص نے کسی شخص سے کہا کہ زید کو یہ چیز دو دفعہ دو تو اس صورت میں وہ شخص اس شی مامور بہ کو آن واحد میں دو دفعہ کرکے زید کو نہیں دیسکتا آپ سے بڑی غلطی ہوئی کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واقعہ بکلمہ واحدہ کو طلاق ثلاثہ واقعہ بمرات ثلاث تصور فرمایا اپنی غلطی کا تو پتہ معلوم نہیں اور خواہ مخواہ ابن قیم علیہ الرحمہ کی خردہ بینی کا شوق حضرت آفتاب دوزہ کا بہی کہیں مقابلہ ہوا ہے جو آپ کیا چاہتے ہیں ایں خیال است ومحال ست وجنوں۔ ہاں۔ چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد۔ کی تصدیق تو ہوگئی اور اجتماع مثلین فی

ضرور پایا جاتا ہے کہ کیسی ہی طلاق ہو بعد گذر جانے عدت کے گو بائنہ ہی ہو جائے
اتو طلاق تو پڑا مغلظہ نہیں +

اقول الحمد للہ آخر مولف صاحب نے حق کو مان لیا اور تین طلاق واقعہ
جلسہ واحدہ کے عدم مغلظہ یعنی واحدہ رجعی ہونیکا اقرار کیا چلو مدعی کے قول سے
فیصلہ ہو گیا۔ مصرع :۔ عمرت دراز باد کہ حق را گفتہ
اس نئی تحریر سے انکی ساری تحریرات کا خاکہ اڑ گیا ۔

قولہ صفحہ ۱۳ سطر ۱۹ ۔ حدیث اول حضرت عویمر عجلانی کی ہے کہ جسکو بخاری و
مسلم و امام مالک الخ

اقول بعد لعان کے اس حدیث حضرت عویمر عجلانی سے کئی باتیں مفہوم ہوتی
ہیں اول تو یہ قول حضرت عویمر کا کذبت علیہا یا رسول اللہ ان امسکتہا صاف
دال ہے اس بات پر کہ حضرت عویمر سے بعد فراغ تلاعن انکا ذکر ضرور ہوا
کہ تم اپنی زوجہ کو زوجیت سے اپنے خارج مت کرو جانے دو رجوع کر لو جبھی تو
حضرت عویمر نے کذبت علیہا الخ فرمایا ورنہ اس کے کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی
اور پھر طلاق دینے کا قصد کیا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بعد طلاق دہی
عویمر کے سکوت فرمایا تو اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ تین طلاقیں جو مجموعۃً بدفعۃ واحدۃ
ارسال کیجاویں تو مغلظہ واقع ہونگی مولف الغیاث کی خوش فہمی ہے جو اس سے
تغلیظ سمجھے ہیں حضرت نے جو سکوت فرمایا اس کی اصل وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ
آپ نے سمجھا کہ جب عویمر نے ایک دفعہ بات قبول نہ کیا پھر دوبارہ کس مونہہ سے
کہوں اور نہ ماننے تو مثل خلاف شان ہے ایسے موقع میں آپ سکوت
نہ فرماتے تو کیا کرتے علاوہ بریں رجعت تو وہاں ہوتی ہے جہاں منجانب زوج
خواہش پائی جاوے اور یہاں تو بالکل نفرت ہی نفرت ہے اب عویمر اگر اظہار خوشی
کرتے اور حضرت حکم رجعت نہ سناتے تو البتہ سازی بکار آمد ہوتی والا فلا اور
عویمر نے جو قبل نہ صدور امر از جانب حضرت رسالت پناہی تینوں طلاقیں اکٹھی واقع

مدعا کے خلاف پایا تو رکیک کہہ دیا کیا صاحب تحقیق اسی کا نام ہے ہرگز نہیں ہاں تقلید جامد تو یہ یقینی ہے۔ امام فخرالدین صاحب اپنی تفسیر کبیر جلد ثانی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۷۴ سطر ۱۰ میں بذیل آیہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ثبت ان هذه الآية دالة على الامر بتفريق الطلقات وعلى التشديد في ذلك الامر والمبالغة فيه ثم القائلون بهذا القول اختلفوا على قولين الاول وهو اختيار كثير من علماء الدين انه لو طلقها اثنين او ثلاثا لا يقع الا الواحدة وهذا القول هو الاقيس لان النهي يدل على اشتمال المنهي عنه على مفسدة راجحة والقول بالوقوع سعي في ادخال تلك المفسدة في الوجود وانه غير جائز فوجب ان يحكم بعدم الوقوع والقول الثاني وهو قول ابي حنيفة رحمه الله انه وان كان محرما الا انه يقع وهذا منه بناء على ان النهي لا يدل على الفساد ترجمہ پس ثابت ہوا کہ آیہ (الطلاق مرتان) دلالت کرتی ہے اوپر اس امر کے کہ طلاق دینے میں تفریق بین الطلقات ضرور چاہئے۔ اور اس امر میں شدت و مبالغہ ہے۔ پھر جو لوگ کہ تفریق طلاق کے قائل ہیں انکے دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ اگر کوئی دو یا تین طلاقیں اکٹھی کسی عورت کو دیدے تو وہ ایک ہی واقع ہوگی یہ قول بہت سے علماء دین کا ہے اور یہی قول بہت قرین قیاس ہے کیونکہ نہی دلالت کرتی اس بات پر کہ منہی عنہ شامل ہے اوپر مفسدہ راجحہ کے اور قول بالوقوع کوشش کرتا ہے اس مفسدہ کے اندر داخل کرنے میں حالانکہ یہ جائز نہیں تو واجب ہوا کہ حکم کیا جاوے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دو یا تین طلاقوں کا اکٹھی واقع کرنا اگرچہ ممنوع محرام ہے مگر واقع ہو جاتی ہے اس بنا پر کہ نہی فساد پر نہیں دلالت کرتی اور یہی قول امام ابوحنیفہ رحمہ کا ہے انتہی۔

اور یہ بات کہ نہی فساد پر نہیں دلالت کرتی اسکا جواب ہم اوپر دے چکے ہیں اب پھر اعادہ اسکا یہاں پر محض فضول ہے ٭

قولہ صفحہ ۱۶ سطر ۱۰ بخلاف تین طلاق غیر مشروع کے کہ اس میں اثر طلاق کا

کرنے لگے جو بموجب ملال خاطر گرامی ہوتا علاوہ بریں پھر بھی اگر وہ اپنی خواہش
ظاہر کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور انکو حکم رجعت سناتے اسوقت کا تیور
پہچان کر جو آپنے سکوت فرمایا تو یہ مقتضی تنفیذ حکم طلاق نہیں ہے •

قولہ صفحہ ۱۱ سطر ۵ - اول تو یہ بات دلیل طلب ہے کہ مجرد لعان ہی سے فراق
ہوجاتا ہے وہ عورت اجنبی ہوجاتی ہے •

اقول - واہ حضرت ابھی تک آپکو اسکا علم نہیں کہ فقط لعان ہی موجب فسخ نکاح
ہے ابھی لعان ہی موجب تفریق ہے اسی سے فسخ نکاح ہوجاتا ہے اس کے بعد پھر
طلاق کی ضرورت نہیں رہتی حضرت ابن عباس اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور امام
مالک و امام شافعی و ابوثور اور ابو عبید اور داؤد اور امام ابویوسف اور امام زفر وغیرہم
حضرات رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین کا یہی مذہب ہے ہمکو تعجب ہے کہ آپکو اپنے
گھر کی بھی خبر نہیں دیکھئے عینی شرح ہدایہ مطبوعہ مطبع نولکشور جلد ثانی صفحہ ۲۰۹ سطر ۱۲
میں بذیل قول صاحب ہدایہ وقال زفر یقع بتلاعنہما لانہ تثبت الحرمۃ المؤبدۃ
بالحدیث کے ہے وقال زفر یقع ش ای الفرقۃ م بتلاعنہما ش وھو المشھور من
مذھب مالک واصحابہ وبہ قال ابوثور وابو عبید فی روایۃ وداؤد وھو مروی
عن ابن عباس انتہی اور تفسیر احمدیہ فی بیان آلات الشرعیہ مولفہ ملاجیون صاحب
جونپوری مطبوعہ مطبع فتح الکریم بمبئی کے صفحہ ۵۵۳ سطر ۴ سورہ نور پارہ ۱۸ آیہ ۷
فعند زفر رح بمجرد التلاعن یقع الفرقۃ بینہما وعند الشافعی یقع بلعان الزوج وعندنا
وعند ابی یوسف والحسن بن زیاد تکون الفرقۃ فرقۃ فسخ ولا تحل لہ ابدا انتہی اور تفسیر
کشاف مطبوعہ مطبع محمد آفندی مصر جلد ثانی صفحہ ۸۲ سطر ۳۵ میں ہے وعند ابی یوسف
وزفر والحسن بن زیاد والشافعی رضی اللہ عنہم ھی الفرقۃ بغیر طلاق - تحریم
موبد لیس لہما ان یجتمعا بعد ذلک بوجہ انتہی یعنی امام ابو یوسف رح و امام
ابوحنیفہ رح کے نزدیک اور زفر اور حسن بن زیاد اور شافعی رضی اللہ عنہم کے نزدیک
لعان فرقت بغیر طلاق ہی واجب ہے اسکا سبب تحریم ابدی کو بعد اس لعان کے زوج

واقع کردیں تو یہ بوجہ لاعلمی اُن کے وقوع میں آیا انکو معلوم نہ تہا کہ مجرد تلاعن باخود ہا موجب فسخ نکاح ہے کیونکر معلوم ہوتا اسواسطے کہ یہ معاملہ لعان وانا اسلام میں پہلا ہی واقع ہُوا تھا اور اسکا صاحب الغیاث کو اعتراف ہی اعتراف ہے چنانچہ بصفحہ ۸۰ سطر ۹ میں صاحب الغیاث کا قول الغیاث میں یہ واقع لعان کا اسلام میں پہلی بار ہوا تھا صاف موجود ہے ۔ انکی لاعلمی کا کوئی فرد بشر انکار کرسکتا ہے ۔ ہرگز نہیں باقی رہا یہ قول صاحب الغیاث کا چونکہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ میں ہی مغلظہ رائج تھی بریں بنا سے حضرت عویمر ام مساطل ہے قابل التفات ارباب بصیرت نہیں ۔

قولہ صفحہ ۹۱ سطر ۲ ۔ اور اگر بالفرض اپنی رائے سے برخلاف حکم شرع تین طلاق کو جلسہ واحدہ میں مغلظہ سمجھکر دیا تو آں حضرت نے متنبہ کیوں نہیں فرمایا الخ

اقول ۔ یہ مولف الغیاث کی خانہ ساز بات ہے جو اُن تینوں طلاقوں کو مغلظہ سمجھ رہے ہیں اور خواہ مخواہ عویمر عجلانی کو بھی اپنا ہم خیال حسب زعم فاسد اپنے سمجھ رہے ہیں حاشا و عویمر عجلانی نے بنظر مغلظہ ہونے کے نہیں دیا تھا اسکی کوئی تصریح نہیں پائی جاتی ہے بے فائدہ محض ہے باس سخن اپنے یہ مولف صاحب کی کھینچ تان ہی میں کہتا ہوں کہ انہوں نے محض لاعلمی سے ایسا کیا اگر انکو یہ مسئلہ کہ مجرد لعان ہی سے فسخ نکاح ہو جاتا ہے طلاق کی ضرورت نہیں رہتی پہلے سے معلوم ہوتا تو ہرگز وہ اس کے مرتکب نہوتے باقی رہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سکوت کیا اور کچھ نہ فرمایا اس کی وجہ اوپر بیان کرچکا ہوں آپ کے تعجب پر ہی تعجب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرض منصبی سے ہرگز باز نہیں ۔ ہے جو حکم تھا دلعان کی نسبت آپ پر اترا اسکو بیان فرمایا پھر اب یہ خدشہ کہ آپ نے انکو کیوں نہیں فرمایا کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والی واحدہ رجعی ہے تم رجوع کرو تھا اسکی ضرورت کیا تھی رجعت تو توافق بین الزوجین کی مقتضی ہے اور جو حالت عویمر کے روبرو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی وہ اظہر من الشمس تھی بھلا یہ حکم ایسے موقع میں بجا آ ہو سکتا تھا ۔ ہرگز نہیں آپ تو بڑے حکیم تھے خلاف اقتضائے حکمت وہ تالی آپ کیوں ایسا کام

وارباب مجلس اس معاملہ لعان کے شاہد رہیں اور کوئی غرض نہیں ہے مکان میں
بھی عندالشہود لعان ہو سکتا ہے لعان عندالحاکم کوئی ضروری امر نہیں ہے اگر ایسا
ہو کہ لعان بغیر موجودگی حاکم و قاضی جائز نہیں ہو تو بڑی قباحت لازم آویگی بسا اوقات
وجود قاضی معدوم ہوتا ہے اور معاملہ لعان بغیر اُس کے طے پاجاتا ہے اور اسکی ہزاروں
مثال پائے جاسکتے ہیں مثلاً ملک ہندوستان اور پنجاب وغیرہ ہی کو خیال کرو کہ
کہیں حاکم و قاضی اسلام کا پتہ نہیں ہے اب اگر کوئی واقعہ لعان کا درپیش آوے
تو بجز اس کے چارہ نہیں کہ بمقابلہ چند ارباب مجلس کے معاملہ لعان کا طے پاوے
لعان و طلاق کا مفاد واحد ہے جیسے معاملہ طلاق کا عندالشہود بغیر از موجودگی حاکم و
قاضی کے طے پایا ہے لعان کا بھی پاویگا فمن ادعی خلاف ذلک فعلیہ البیان
بالبرہان اور تفریق منجانب حاکم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حاکم دونوں کا ہاتھ پکڑ کر کے
الگ الگ کر دے بلکہ اسکا مطلب یہی ہے کہ دونوں لعان کنندگان زن و شوہر کو
حکم سنا دے کہ اب بعد اس لعان کے تم دونوں میں علاقہ زوج و زوجیت کا
باقی نہیں رہا اتنی بات ہر کوئی کر سکتا ہے خصوصیت حاکم و قاضی کی نہیں عویمر رضی
اللہ عنہ کا معاملہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رجوع ہوا تھا اس کی اصل وجہ یہ
تھی کہ عویمر رضی اللہ عنہ کو لعان کا مسئلہ معلوم نہیں تھا اور کیونکر معلوم ہوتا اسواسطے
کہ حسب قول صاحب الغیاث کے یہ پہلا واقعہ اسلام میں واقع ہوا تھا عویمر وہاں موجود
ہی تھے کہ آیت لعان کی اتری اور انکی زوجہ کو بلا کر بعد تلاعن اُن دونوں کو حکم
سنا دیا تصفیہ طے ہوا لا سبیل لک علیہا فرما دیا چنانچہ قسطلانی مطبوعہ مطبع نولکشور
جلد ثامن صفحہ ۱۳۲ سطر ۱ - باب التفریق بین المتلاعنین میں بذیل حدیث ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرق بین رجل و امرأۃ قذفہا [illegible] موجود ہے و قولہ فرق
ای حکم بأن یفترقا [illegible] لا فراق [illegible] بنفس اللعان و استحق الزوج
التفرقۃ بنفس اللعان [illegible] الی الزوجۃ لاخرۃ لا سبیل لک علیہا
الخ اور نیز اسی حدیث میں بذیل حدیث نافع عن ابن عمر بعد قولہ و فرق بینہما کے ہے

متدوجہ کسی طرح اکٹھے نہیں ہوسکتے - اور نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ المعروف
بہ زیلعی مطبوعہ مطبع نولکشور جلد ثانی باب اللعان کے صفحہ ۱۳ سطر ۱۱ میں ہے وقال
زفر تقع الفرقۃ بتلاعنہما لانہ تثبت الحرمۃ مؤبدۃ بالحدیث کانہ یشیر الی حدیث
المتلاعنان لایجتمعان ابدا وسیاتی وھو قول مالک انتھی [illegible]
قال البیہقی فی المعرفۃ قال الشافعی ان الفرقۃ تقع بنفس اللعان و [illegible]
طلقہا ثلاثا کان جاہلا بان اللعان فرقۃ فصار کمن شرط الضمان فی السلف وھو
یلزمہ شرطہا ولم یشترط وتفریق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث ابن عمر تفریق
حکم لا بفرقۃ الزوج انتھی عبارات منقولہ بالا سے صاف معلوم ہوا کہ مجرد لعان ہی
سے فرقت تابیدی ہو جاتی ہے طلاق کی ضرورت نہیں رہتی اور حدیث المتلاعنان
لایجتمعان ابدا کا بھی یہی مفہوم ہے مجرد لعان ہی کو موجب تفریق کہنا یہ مولف
انتخابات کی ہٹ دھرمی ہے جو لعان کو موجب تفریق نہیں مانتے اور دعوے
بے دلیل بے تکے اٹکے جاتے ہیں اور محض بغرض دھوکہ دہی بے چارہ عوام کالانعام
بہکانے لگے کہ لعان موجب تفریق نہیں ہے دیکھا اہل انصاف ذرا [illegible]
توجہ سے ملاحظہ فرماویں کہ مولف نے کیسے نص صریح کا انکار کیا [illegible]
تحقیق کا دم باقی ہے چند خدشات واہیہ مولف کے سوا انکے جواب بھی درج ذیل ہیں
بقول یہ کہ یہ کون کہتا ہے کہ فسخ نکاح میں لعان زوجہ کو بھی دخل ہے جو بے فائدہ
بات بنانے بیٹھے - دوسرے عورت پر جو لعان ہے اس کو فسخ نکاح سے کوئی
تعلق ہی نہیں ہے وہ تو صرف اسی غرض سے ہے کہ بعد لعان زوج جو وہ مستحق
حد رجم ہوتی اب بعد لعان بچنے [illegible] حد رجم سے بری ہو گئی مستحق [illegible] آیت
قرآن سے اسی قدر مفہوم [illegible] ہے بس اب اگر اعتبار ہے تو لعان زوج [illegible]
لعان زوجہ کا وھذا ھو المطلوب اور لعان [illegible] زوجین سے معنی [illegible]
ہے بکہ اس معنی کر کے [illegible] انتخابات نے [illegible]
بہت صحیح [illegible]

[illegible]

میں ہے وقال الجمہور لا یفتقر الیٰ قضاء القاضی لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا سبیل لک علیہا انتہیٰ اور تفسیر ابن تمجید حاشیہ بیضاوی مطبوعہ مصر جلد خامس کے صفحہ میں ہے وفرقۃ اللعان فرقۃ فسخ عند کثیر من العلماء وبہ قال الشافعی رح وتلک الفرقۃ متابدۃ انتہیٰ ھکذا فی الخازن والمدارک وابو السعود۔

شیخ اسمٰعیل حنفی آفندی اپنی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں وعند ابی یوسف وزفر وحسن بن زیاد والشافعی ھی فرقۃ بغیر طلاق توجب تحریماً مؤبداً لیس لہما اجتماع بعد ذلک ابداً انتہیٰ ھکذا فی تفسیر الرازی وترجمان الھدایۃ بلطائف البیان نیل الاوطار جلد سادس میں ہے وقد وقع الخلاف ھل اللعان فسخ او طلاق فذہب الجمہور الیٰ انہ فسخ وذہب ابو حنیفۃ وروایۃ عن محمد الیٰ انہ طلاق انتہیٰ ھکذا فی فتح الملک جوہرۃ النیرہ شرح مختصر قدوری میں ہے وقال زفر اذا فرغا من اللعان وقعت الفرقۃ من غیر تفریق القاضی انتہیٰ ایسا ہی اکثر کتب حنفیہ میں ہے شامی علماء احناف کے نزدیک بہت معتبر ہیں انہیں منقول ہے کہ جسقدر تلامیذ حضرت امام ابو حنیفہ رح کے ہیں اُنکے سب اقوال حضرت امام اعظم رح سے مروی ہیں کوئی قول اُن لوگوں کا من عند نفس نہیں ہے ناظرین منصفین پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ امام زفر ومحمد وابو یوسف وحسن ابن زیاد خاص تلمیذ ان حضرت موصوف کے ہیں تو اس صورت میں حضرت امام موصوف سے اس مسئلہ لعان میں دو قول موجود ہیں ایک وہ کہ جو خود بدولت ارشاد فرماتے ہیں کہ تفریق بحکم القاضی ہوجاتی ہے دوسرا وہ کہ جسکو امام ابو یوسف وزفر وحسن ابن زیاد تحریر فرماتے ہیں کہ مجرد لعان ہی سے تفریق بین الزوجین ہوجاتی ہے بناءً کرنا تو اس صورت میں جسقدر اعتراضات صاحب الغیاث کے ہیں وہ سب کے سب حضرت امام علیہ الرحمہ پر ہوتے ہیں اور اُنکے تلامیذ پر جنکی مشار الیہ تعریف کرتے تھے نہیں کیونکہ مبلغ کہتے تھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ افسوس صد افسوس اپنے مذہب کی کتابوں کی بھی خبر نہیں ہے شامی جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۶۹ سطر ۲ میں ہے قد ذکر ابو حنیفۃ فی کتاب الجنایات قال ابو یوسف رح قلت وکلما لفت فیہ ابا حنیفۃ

ای تنفیذ لما اوجب اللہ بینہما من التباعد بنفس الملاعنۃ تفریق بین المتلاعنین کا
یہی مطلب ہے پر تامل ولا تکن من الغافلین اور قول ابن شہاب فکانت السنۃ بعدہا
ان یفرق بین المتلاعنین کا بھی یہی مفاد ہے۔ ہمکو تعجب ہے کہ مولف صاحب نے
کس برتے پر ایسی تحریر کتاب پر جرأت کی۔ جناب من ہنوز دلی دور است علاوہ بریں
لا سبیل لک علیہا کا اصل مطلب پھر اب دوبارہ ہم سے سُنئے وہ یہ ہے کہ جب
عویمر نے بعد لعان کے کذبت علیہا یا رسول اللہ ان امسکتہا کہکر یہ طلاق ثلاثا
کہدیا تو آنحضرت نے عویمر سے صاف فرما دیا کہ میاں اب بعد لعان تمکو اسپر
اختیار نہیں رہا یہ طلاق تمہارا اسپر واقع نہیں ہو سکتا ہے چنانچہ یہی مطلب امام نووی
شارح مسلم نے بھی بذیل قول عویمر کذبت علیہا الخ کے بیان کیا ہے اب واسطے ملاحظہ
ناظرین منصفین کے اصل عربی عبارت نووی کی یہاں درج کرتا ہوں وہ یہ ہے
قول عویمر کذبت علیہا یا رسول اللہ ان امسکتہا فہو کلام تام مستقل ثم ابتدا فقال
ہی طالق ثلاثا تصدیقا لقولہ انہ لا یمسکہا وانما طلقہا لانہ ظن ان اللعان لا
یحرمہا علیہ فاراد تحریمہا بالطلاق فقال ہی طالق ثلاثا فقال لہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لا سبیل لک علیہا ای لا ملک لک علیہا فلا یقع طلاقک وہذا دلیل
علی ان الفرقۃ تحصل بنفس اللعان انتہی ما قال النووی یہ عبارت نووی شرح
مسلم جلد اول مطبوعہ مطبع شاہدرہ دہلی کے صفحہ ٤٨٩ میں ہے جسکو شک ہو وہاں دیکھ
لے اب اس سے بڑھکر دیکھا کیا ہے کہ مولف الغیاث صاحب تلاش کر رہے ہیں اب
بھی تو چشم حق بین سے اس طرف نظر اٹھا کر دیکھیں خیر وہ نہ دیکھیں جو سے
اہل انصاف تو ضرور بہ انصاف سے اسکو ملاحظہ فرمائینگے وہذا ہو المقصود
کلام مختصر ۔

قولہ صفحہ ١٢ سطر ٩ ۔ اگر زوج راضی نہو تو قاضی تفرقہ کر دے ۔

اقول ۔ یہ قول مولف الغیاث کا خلاف مذہب امام مالک و امام شافعی و
جمہور علماے اسلام کے ہے نووی شرح مسلم جلد اول صفحہ ٤٨٩ سطر ٣ باب اللعان

البتة وبينوا انه رواته قوم مجاهيل لم تعرف عدالتهم وضبطهم انتهى

اور تعلیق مغنی شرح دارقطنی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۴۳۱ سطر ۲ جلد ثانی میں بذیل اسی حدیث کے مرقوم ہے واعله البخاری بالاضطراب وقال ابن عبد البر فی التمهید ضعفوه انتهى اور ابن جوزی نے کتاب العلل میں کہا ہے کہ یہ کچھ نہیں اور خلال فی علل میں اثرم سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ سے حدیث رکانہ کا ذکر طلاق البتہ میں کیا تو انہوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور امام احمد و بخاری اور ابو عبیدہ وغیرہ سب نے رکانہ کی حدیث البتہ کو ضعیف کہا ہے اسی طرح ابو محمد بن حزم نے ضعیف کہا اور سبھوں نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی مجہول ہیں کہ انکا عادل ہونا اور حدیث کا یاد رکھنا معروف نہیں اور امام احمد رحمہ نے فرمایا ہے کہ رکانہ کی حدیث کہ اپنی بی بی کو طلاق البتہ اُس نے دی ثابت نہیں ہوتی اور کچھ بھی نہیں اور اس حدیث کے راویوں میں عبد اللہ بن علی بن السائب عن نافع بن عجیر الخ اور زبیر بن سعید وغیرہ ہیں اور یہ سب ضعفاء ہیں اور زبیر سب سے بڑھکر ضعیف ہے اور انکو متروک بھی کہا گیا ہے اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو علاوہ ضعیف کے مضطرب و معارض دونوں کہا ہے اور ابو داؤد نے جو اس حدیث کی تصحیح کی ہے تو یہ تصحیح انکی قابل التفات نہیں اسواسطے کہ مجرد تصحیح کسی کی بغیر اظہار عدالت رواۃ حدیث لاریب مقام نظر ہے اس حدیث کے رواۃ اکثر مخدوش ہیں عبد اللہ بن علی بن السائب اور زبیر بن سعید کی حالت تو اوپر مذکور ہو چکی اب عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانہ کا حال سنئے کہ تقریب التہذیب میں انکو لین الحدیث من السادسۃ یہ عبارت تقریب کے صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۱ میں موجود ہے لکھا ہے اور علی بن یزید بن رکانہ بن عبد یزید مطلبی کو مستور من الرابعہ لکھا ہے تقریب مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۴۸ سطر ۳ کو دیکھو اور انہیں کے شان میں امام بخاری نے فرمایا ہے لم يصح حديثه اور سند اور مجهول الحال مفاد ایک ہی ہوتا ہے وحفیظ ترمذی یہ ہے کہ ابو داؤد نے سنن میں عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانۃ عن ابیہ عن جدہ الحدیث کو اور زبیر ابن سعید عن عبد اللہ بن یزید

الا قولا قد کان قاله وروی عن زفر انه قال ما خالفت ابا حنیفة فی شئ الا قاله
ثم رجع عنه فهذا اشارة الی انهم ما سلکوا طریق الخلاف بل قالوا عن اجتهاد
ورای اتباعا لما قاله استاذهم ابوحنیفة اه فاذا اخذ بقول
واحد منهم یعلم قطعا انه یکون به اخذا بقول ابی حنیفة فانه روی عن جمیع اصحابه
من الکبار کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انهم قالوا ما قلنا فی مسئلة قولا الا
وهو روایتنا عن ابی حنیفة واقسموا علیه ایمانا غلاظا فلم یتحقق اذا فی الفقه جواب
ولا مذهب الا له کیف ما کان وما نسب الی غیره الا بطریق المجاز للموافقة
انتهی ما فی الشامی۔

پس قول مولف بوجہ جمہور کی مخالفت کے ہرگز قابل التفات اہل نظر محققین؛
قابل توجہ عوام بھی نہیں ہے حضرت یہ مخالفت کیسی اس سے بڑھکر تفرد فی المسئلہ
اور کیا ہوگا مصرع ۔ تم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ سب ہی تفریق ثلاثی
کے لغو ہونے میں کسی کو شک وشبہ واقع ہوسکتا ہے ہرگز نہیں۔ حضرت ابو رکانہ
نے جس ضرورت سے طلاق دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک دیا تھا
وہ ضرورت مذکور ہوچکی ہے فلیرجع الیہ +

قولہ ایضاً صت۲۱ سطر۱۲ حدیث ثانی حضرت رکانہ کی جسکو ابوداؤد نے روایت
کیا ہے بطریق نافع بن عجیر کے الخ

اقول ۔ یہ حدیث نافع بن عجیر والی قابل احتجاج نہیں ہے اسواسطے کہ
معلول بالاضطراب ہے اور ضعیف بھی ہے چنانچہ حافظ ابن قیم زاد المعاد میں
فرماتے ہیں وقد شهد امام الحدیث محمد بن اسمعیل البخاری بان فیه اضطرابا
هکذا قال الترمذی فی الجامع وذکر عنه فی موضع آخر انه مضطرب فتارة یقول
طلقها ثلاثا وتارة یقول البتة وقال الامام احمد طرقه کلها ضعیفة وضعفه
ایضا البخاری حکاه المنذری عنه انتهی اور علامہ [illegible] فرماتے ہیں تماما
الاکابر العارفون بعلل الحدیث والفقه کالامام احمد وابی عبید والبخاری ضعفوا حدیثه

اسی حدیث نافع بن عجیر کی نسبت کہا ہے وحکی عن احمد بن حنبل انه کان یضعف
طرق هذا الحدیث کلها چنانچہ یہ عبارت اسی مغنی کے صفحہ ۴۵۰ س۲ میں مرقوم ہے
علاوہ بریں حدیث رکانہ بلفظ البتہ والی کل طریقوں سے عبداللہ بن علی بن السائب اور
زبیر بن سعید الہاشمی تک پہونچتی ہے کوئی طریقہ اس حدیث کا ایسا نہیں ہے کہ جس میں
یہ دونوں نہ آتے ہوں کیا اب بھی بمقابلہ ان جرح کے تصحیح ابی داؤد قابل التفات
ارباب بصیرت ہو سکتی ہے ہرگز نہیں اور اس تصحیح ابوداؤد کو منذری نے اوپر علامہ
تضعیف امام احمد کے رد کر دیا ہے چنانچہ مغنی شرح دارقطنی کے صفحہ ۴۳۲ س۱ میں ہے واما
قول ابی داؤد حدیث نافع بن عجیر اصح فتعقبه المنذری فیما قاله لفظه فقد تقدم عن الامام
احمد ان طرقه ضعیفة وضعفه ایضا البخاری وقد وقع الاضطراب فی اسناده وفی
متنه انتہی اور کیا کوئی اس حدیث کو حسن کہہ سکیگا کیا مجال ہیں اب بعد ثبوت ضعف
حدیث مذکورہ بالا کے حدیث ابن عباس قال طلق رکانة بن عبد یزید اخو بنی مطلب امرأته
ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیها حزنا شدیدا الحدیث لاریب قابل احتجاج ہوگی
اور کیوں نہیں ہوگی ضرور ہونی چاہیے اسواسطے کہ اسکی تصحیح پر بڑے بڑے حضرات
ائمہ نقادان حدیث کا اتفاق ہے بطور نمونہ تھوڑے سے حضرات محدثین کے اقوال کو
ہدیہ ناظرین نصفت آگین کرتا ہوں فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حافظ ابن حجر
صاحب اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں الحدیث اخرجه احمد وابو یعلی وصححه من
طریق محمد بن اسحق انتہی اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین جلد ۲ صفحہ ۲۵
میں لکھا ہے وقد صحح الامام هذا الاسناد وحسنه انتہی اور اعلام الموقعین صفحہ ۲۵ جلد ۲ س۲۱
میں حافظ ابن القیم رح فرماتے ہیں واحمد ثبت حدیث الثلاث وبین انه الصواب
قال حدیث رکانة لا یثبت انه طلق امرأته البتة وفی روایة عنه حدیث رکانة
فی البتة لیس بشئ لان ابن اسحق یرویه عن داود بن الحصین عن عکرمة عن ابن عباس
ان رکانة طلق امرأته ثلاثا واهل المدینة یسمون الثلاث البتة قال الاثرم قلت
لاحمد حدیث رکانة فی البتة فضعفه انتہی یعنی امام احمد نے ثلث والی حدیث کو

بن رکانہ عن ابیہ عن جدہ کو اصح من حدیث ابن جریج کہا ہے اہل انصاف ابو
داؤد مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے ص۲۹۵ سطر۳ اور ص۲۹۹ سطر۱۷ کو ملاحظہ فرماکر داد دیں
کیا اب بھی اس حدیث کے ناقابل احتجاج ہونے میں کسی فرد بشر کو شبہ ہو سکتا
ہے ہرگز نہیں ہاں تعصبًا اگر کوئی صاحب نہ مانیں تو یہ دوسری بات ہے یہ
انصاف کا خون بہانا ہے نافع بن عجیر کی حدیث میں جسکو ابوداؤد نے بسند ابن السرح
و ابراہیم بن خالد کلبی روایت کی ہے وہی عبداللہ بن علی بن السائب ہیں جنکو
نقادان حدیث نے ضعیف کہا ہے اور تقریب میں انکی نسبت مستور من الثالثة
لکھا ہے تقریب کا ص۲۰۱ سطر۹ دیکھ لیں اور مراد مستور سے انکی یہ ہے کہ اس سے
دو ایک آدمی روایت کریں پر اس کی توثیق نہ کی گئی ہو۔ اب یہاں ایک چالاکی لطف
التفات کی قابل التفات ارباب بصیرت ہے کہ عبداللہ بن علی بن السائب کے اوپر
جو جرح ضعف اور مستوریت کا مغنی شرح دارقطنی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کے ص۴۲۹
سطر۳ میں مرقوم ہے اسکو چھپا کر کے قال فی الخلاصة وثقه الشافعی لکھدیا اور اس کے
بعد اسی مغنی کے ص۴۳۵ سطر۳ میں جو عبداللہ مذکورہ بالا کے شان میں حافظ ذہبی اور عقیلی
اور منذری وغیرہم حضرات نے جو جرح علمائے نقادان حدیث سے نقل کیا ہے اسکو
ایکدم چٹ کر گئے واہ حضرت کیوں نہیں اب میں ان عبارات کو ہدیہ ناظرین کرکے
داد انصاف چاہتا ہوں قال الذہبی فی المیزان عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانة
قال العقیلی اسناده مضطرب ولا یتابع علی حدیثه وساق حدیث جریر بن حازم
عن الزبیر وحدیث الشافعی عن عمه عن عبد الله بن علی انتہی یہ عبارت میزان الاعتدال
مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ کے جلد ثانی ص۵۵ سطر۲ میں موجود ہے وقال الزیلعی
قال عبد الحق فی احکامه فی اسناد هذا الحدیث عبد الله بن علی بن السائب عن نافع
بن عجیر والزبیر بن سعید عن عبد الله بن علی بن یزید بن رکانة عن ابیه عن جده
وکلهم ضعفاء وقال البخاری علی بن یزید بن رکانة عن ابیه لم یصح حدیثه انتہی
ما فی الزیلعی مطبوعہ مطبع نولکشور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور منذری نے مختصر السنن میں

بضمن حدیث ابن عباس مرقوم ہے نسے صاف مٹ گئے [illegible] عبارت کو اپنی
مزید تصدیق کے خیال سے ہدیہ ناظرین نصفت آگین کرتا ہوں [illegible] ہے ہٰذا الحدیث نص
فی المسئلۃ لا یقبل التاویل الذی فی غیرہ من الروایات الاٰتی ذ[illegible]
الباری مطبوعہ مطبع انصاری دہلی باب من جوز الطلاق الثلاث [illegible]
فتح الباری سے حدیث ابن عباس کیسی قوی معلوم ہوتی ہے اور مولف صاحب نے
حدیث البتہ کی صحت میں کس کس عنوان سے زور لگایا ہے وہ قابل دید ناظرین ہے ذیل
حدیث مذکور نقل عبارت تلخیص میں ایک تماشا تو یہ کیا کہ عبد البر کا قول ضعفوہ کو بالکل چھوڑ
ہی دیا تلخیص الحبیر مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کے ص۳۱۹ کو ارباب انصاف ملاحظہ فرما دیں

قولہ صفحہ ۲۳ سطر ۱۲ - اور امام بخاری کا یہ اعتراض کہ حدیث مضطرب فی المتن ہے کبھی
البتہ روایت کیا ہے اور کبھی ثلاثا۔

اقول۔ صاحب الغیاث کو نقل مضمون میں بھی قطع برید کی ویسی ہی مشاق ہے جیسی
عبارات کے نقل میں قطع برید کرنے میں بیباکی ہے۔ ناظرین ذرا غور فرمائیے امام بخاری
نے اس حدیث کو مضطرب اس حیثیت سے کہا ہے کہ کسی روایت میں تو طلق البتۃ ہے
اور کسی میں طلق ثلاثا اور کسی میں طلق واحدۃ چنانچہ حافظ ابن القیم زاد المعاد (ج۲ ص۲۶۲) میں فرماتے
ہیں وقد شہد امام الحدیث محمد بن اسمعیل البخاری بان فیہ اضطرابا ہکذا قالہ
الترمذی فی الجامع وذکر عنہ فی موضع اٰخر انہ مضطرب فتارۃ یقول طلقہا ثلاثا و
تارۃ یقول واحدۃ وتارۃ یقول البتۃ انتہی یعنی امام الحدیث امام بخاری نے جتلا دیا
ہے کہ اس حدیث میں اضطراب ہے یہی شہادت تو ترمذی نے خود اپنی جامع ترمذی
میں نقل کی ہے اور ترمذی نے بھی دوسری جگہ یوں ذکر کیا ہے کہ امام بخاری نے کہا کہ
راوی مضطرب ہے کبھی تو ثلثا کہدیتا ہے اور کبھی واحدۃ اور کبھی البتۃ ''

امام بخاری کا اعتراض تو صحیح ہے جسے میں نے نقل کیا ہے۔ اگر آپ بڑے تیز طبع ہیں
تو [illegible] سمجھا تھا کہ اس غرض کو ہمارے کوئی کیا سمجھیگا [illegible]
[illegible]

قائم رکھا ہے اور صاف طور سے ظاہر کیا ہے کہ یہی (حدیث لفظ ثلث والی) صحیح ہے اور کہا ہے کہ حدیث رکانہ (جس میں یہ ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی) ثابت نہیں ہے یا یہ کہ حدیث البتہ والی کچھ بھی نہیں کیونکہ محمد ابن اسحٰق اس حدیث کو داؤد بن الحصین سے عن عکرمۃ عن ابن عباس ان رکانۃ طلق امراتہ ثلثا روایت کرتے ہیں اور مدینہ والے ثلاث کو البتہ بولتے ہیں اور اثرم نے کہا کہ میں نے امام احمد سے رکانہ کی البتہ والی حدیث پوچھی تو انہوں نے اسے ضعیف کہا۔

ف اس عبارت سے صریح طور پر معلوم ہوگیا کہ حدیث رکانہ جسمیں بجائے ثلاث کے البتہ مروی ہے ضعیف ہے اور وہ حدیث رکانہ جو بطریق محمد ابن اسحق بلفظ ثلثا مروی ہے صحیح ہے اور ضعیف حدیث بمقابلہ صحیح حدیث کے لائق احتجاج نہیں ہے پس اس صورت میں یہ خدشہ کہ اگر البتہ سے تین مراد لینے میں طلاق مغلظہ واقع نہیں ہوتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ سے ایک مراد لینے پر قسم کیوں کھلائی محض فضول ہے مؤلف الغیاث نے جو بصفحہ ۴۴ سطر ۱ میں بہ نسبت اسی حدیث ابن عباس کے یہ لکھا ہے کہ حدیث عبداللہ ابن عباس پر بھی محدثین نے جرح و قدح کی ہے خود امام احمد نے اس کی تضعیف کی ہے محض دروغ بے فروغ ہے صرف بیچارے عوام کالانعام کی دھوکہ دہی اور اپنے پاس سخن کی غرض سے یہ عبارت لکھ ماری اس سے بڑھکر اور کیا انصاف کا خون ہوگا ناظرین منصفین انکے اس حال کو ذرا نظر توجہ سے ملاحظہ فرماویں اہل تحقیق کا یہی کام ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ امام احمد بن حنبل نے طلاق بتہ والی حدیث کے کل طریق کو ضعیف کہا ہے بلکہ اس حدیث کو لیس بشئ بھی کہا ہے چنانچہ مغنی حاشیہ دارقطنی مطبوعہ مطبع الفاروقی دہلی کے صفحہ ۴۵۰ سطر ۹ میں مذکور ہے وقال المنذری فی مختصر السنن وحکی عن احمد بن حنبل انہ کان یضعف طرق ہذا الحدیث کلہا اسی عبارت کو ہمارے محقق صاحب نے وانہ حکی الخطابی ان امام احمد الخ لکھ کر حدیث ابن عباس کے ساتھ ختم کردیا اور جو شبہ مرتبہ کو انتہائی مافی الفتح وزاد المعاد لکھ دیا حالانکہ فتح الباری میں اسکا کہیں پتہ نہیں۔ اصل عبارت فتح الباری کی جو

اور نیز انہیں کی شان میں ہے قال فی الخلاصۃ احد الائمۃ الاعلام لاسیما فی المغازی و السیر و قال ابن شہاب لا یزال بالمدینۃ علم جم ما کان فیہا محمد بن اسحق و قال الامام احمد ہو حسن الحدیث و کذا قال المنذری فی الترغیب و الترہیب انہ حسن الحدیث و قال امام الائمۃ رایت علی بن المدینی یحتج بہ انتہی اور حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں فالذی یظہر لی ان ابن اسحق حسن الحدیث صالح الحال وصدوق انتہی اور تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ میں حافظ نے لکھا ہے۔

باقی رہے داؤد بن الحصین شیخ ابن اسحق کے سو یحیی بن معین اور ابن سعد اور العجلی و ابن اسحق و احمد بن صالح المصری اور نسائی اور ابن عدی وغیرہم حضرات نقادان رجال نے انکی توثیق کی ہے بعضوں نے جو انکو رمی برای الخوارج کا دھبہ لگاکر ضعیف کہدیا تھا اس کو ابن حبان نے انہ لم یکن داعیا الی رای الخوارج کہکر ھباء منثورا کر دیا اب بھی جو کوئی تعصباً انکا انکار کرے تو انکو بجز ہٹ دھرم کے اور کیا کہا جائیگا میزان الاعتدال میں انکی نسبت مذکور ہے داؤد بن الحصین عن عکرمۃ وثقہ یحیی ابن معین وغیرہ و قال النسائی وغیرہ لیس بہ باس و قال سفیان بن عیینۃ کنا نتقی حدیثہ و قال ابن عدی وہو صالح الحدیث داود بن الحصین ابو سلیمان محدث مشہور واحادیثہ عن شیوخہ مستقیمۃ انتہی ما فی میزان الاعتدال الجلد الاول صفحہ ۲۸۱ اور ان کی ثقاہت کے لئے یحیی بن معین اور نسائی کی توثیق کافی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ ان دونوں حضرات کو رجال میں سخت تشدد ہے پھر باوجود اس کے یہی حضرات اُن کی توثیق ہی کرتے ہیں اور ساجی اور ابو داؤد نے جو انکو منکر الحدیث کہا ہے تو واقعی اس سے قدح نہیں مراد ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں کہ امام احمد بن حنبل اور ایک جماعت اہل حدیث نے اطلاق منکر کا اُس فرد حدیث پر ہے کیا ہی کہ جسکی اور کوئی حدیث متابع نہیں اور ایسی حدیث کے ساتھ ائمہ حدیث نے احتجاج کیا ہے تو اس صورت قول ساجی و ابی داؤد کو اسی پر محمول ہونے کو کون مانع ہے و نیز ابن المدینی نے جو داؤد بن حصین کو

دیکھو اسد کو پھر چھوڑ منہ بڑی بات کے مولف نہ بنئے گا۔ یہ نصیحت یاد رکھئے ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند جوانان سعادتمند پند پیر دانا را۔

امام بخاری آپ جیسے خوش فہم نہ تھے کہ یہ بودا اعتراض جسے آپ نے اعتراض سمجھکر جواب دیا ہے اور خوش ہیں بربنائے اضطراب حدیث پیش کرتے نعوذ باللہ۔ لطیفہ۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔ صاحب الغیاث نے صفحہ ۲۲ سطر ۱۲ میں فلطی سے اعتراض امام بخاری کا بری طرح کالی، نقل کیا ہے مگر یہاں اس اعتراض کو یا تو بھول کر یا جواب نہ بنے کی وجہ کر یا عوام کی دہوکہ دہی کی غرض سے اعتراض خود کردہ پیش کرکے جواب دیدیا۔ ناظرین! انصاف انصاف!

قولہ صفحہ ۲۲ سطر ۱۲ حدیث عبداللہ ابن عباس میں محمد بن اسحق ہیں وہ متکلم فیہ ہیں۔

اقول حق تو یہ ہے کہ محمد بن اسحق صاحب المغازی ثقہ ہیں آپ جیسے خوش فہموں کی قسم جو بشان صاحب مغازی ہے لاریب لایعبی بہ ہے امام الائمہ راس المحدثین کبیر المثبتین امام بخاری اپنی کتاب جزء القراۃ میں فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن عبداللہ کو ابن اسحاق کی حدیث کے ساتھ احتجاج کرتے دیکھا انتہی یہ عبارت جزء القراۃ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۔۔ میں موجود ہے اور علی ابن عیینہ سے نقل کرتے ہیں ابن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ ابن اسحاق کی حدیث کی تہمت کرتا ہو ابن اسحاق کوئی ادنی آدمی نہیں ہے ایجی یہ وہ شخص ہے کہ انکو شعبہ نے امیر المومنین کہا ہے اور ثوری اور ابن ادریس وحماد بن زید ویزید بن زریع اور ابن علیہ وعبدالوارث وعبداللہ بن مبارک وغیرہم جیسے حضرات نے اُن سے روایت کیا اور اپنا اُستاد بنایا ایسے ایسے حضرات کے مروی عنہ پر حرف قدح لانا کیا آفتاب عالمتاب پر خاک ڈالنا نہیں ہے ضرور ہے۔ مصرع: ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ اور رئیس الفقہاء امام ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے فتح القدیر میں انکو چند جگہ امیر المؤمنین فی الحدیث وثقہ ثقہ فرمایا ہے ہمارے معاصر یا مخاطب میں ایسے کچھ حواس باختہ ہیں کہ اپنے بزرگوں کے اقوال کا بھی خیال نہیں کرتے

وهذا المطلوب +

قولہ صفحہ ۲۵ سطر ۱۱ علاوہ اس کے حضرت عبداللہ بن عباس جو راوی حدیث ابن رکانہ طلق ثلاثا کے ہیں اُن سے کثرت سے فتویٰ خلاف روایت کے مروی ہیں کہ وہ حضرت طلاق ثلاثہ کو مغلظہ ہونے کا فتویٰ دیتے تھے جیسا ابھی منقول ہوگا +

اقول حضرت عبداللہ بن عباس طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کے مغلظہ ہونیکا ہرگز فتوٰے نہیں دیتے تھے مولف الغیاث کی ابلہ فریبی ہے جو یہ لکھدیا کہ وہ حضرت طلاق ثلاثہ کو مغلظہ ہونیکا فتوٰے دیتے تھے حاشاہ حضرت مشارالیہ طلاق ثلاثہ کو جو مجموعۃً فم واحد سے آن واحد میں ارسال کی جاتی تہیں اُنکے واقعی رجعی ہونیکا فتویٰ دیتے تھے چنانچہ ابھی اصل قول فیصل اُنکا کتب حدیث سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین منصفین کرتا ہوں بعدازاں مولف صاحب کی خوش فہمی کو ارباب انصاف پر ہویدا کرونگا وامعہ ولی التوفیق مغنی شرح دارقطنی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی جلد ثانی کے صفحہ ۴۴۵ سطر ۲۴ میں ہے واخبرنا ابن جریج قال اخبرنی حسن بن مسلم عن ابن شہاب ان ابن عباس قال اذا طلق الرجل امرءتہ ثلاثا ولم یجمعن ثلاثا قال فاخبرت طاؤسا فقال اشھد ما کان ابن عباس یراھن الا واحدۃ فقول اذا طلق ثلاثا ولم یجمعن ثلاثا ای اذا کن متفرقات انتہیٰ **ترجمہ** اور خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا خبر دی مجکو حسن بن مسلم نے ابن شہاب سے بے شک ابن عباس یہ فرماتے تہے کہ جب کوئی اپنی عورت کو تین طلاقیں متفرق دے اکٹھی نہیں تو وہ تینوں طلاقیں مغلظہ ہونگی ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے یہ حال طاؤس سے کہا تو وہ کہنے لگے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ ابن عباس طلاق ثلاثہ مجموعہ کو (جو آن واحد میں دی جاتی تھیں) ایک ہی جانتے تھے انتہیٰ اور یہ دونوں فتوے اُن سے لاریب ثابت ہیں یہ تو مجمع علیہا بات ہے اس سے تو کسی کو انکار نہیں ہے۔ مولف صاحب کی محض ابلہ فریبی ہے کہ فتاوے حضرت ابن عباس کو جنکی الفاظ محض مجمل ہیں انہیں ثلاثا کی تفصیل نہ نقل کر کے بیچارے عوام کالانعام کو دہوکہ میں ڈالنا چاہا اور اس کی خبر نہیں کہ رسالہ الغیاث بیرا بندگان خدا کی نظر سے بہی گذریگا اور اُن

منکر الحدیث کہا ہے تو یہ قول انکا ویسا ہی ہے جیسا کہ عبد اللہ بن عیسیٰ بن عبد الرحمن
کے حق میں کہدیا انہ عندہ منکر باوجودیکہ نسائی نے انکو ثقہ ثبت کہا اور ابن خراش
اور حاکم نے انکو اوثق آل بیتہ کہا اور حالانکہ ائمہ سنن نے اُن سے اخراج کیا ہے۔
یہ انکی ثقاہت کے لئے شہادت کافی ہے اور ابو حاتم نے جو انکو لیس بقوی الخ
کہا ہے تو یہ جرح نہیں ہے بلکہ امام مالک نے جو اُن سے روایت کیا ہے اس طرح
کو مان لیا اور انکی حدیث قبول ہی کرنی پڑی پس یہی تو اصل مدعا ہے تو یہ ثقہ ٹھیرے
انمیں کسی کو کلام نہیں ازینقبیل داود بن الحصین ہی ہیں تفرد ممن جو کسی راوی ثقہ
کے اندر پایا جاوے تو یہ اُس کی روایت کے لئے مضر نہیں ہو سکتا۔ ابن شہاب
زہری حفظ واتقان کے پہاڑ کا حال اظہر من الشمس فی نصف النہار ہے کہ وہ پچاس
حدیث کی روایت میں متفرد ہیں باوجود اس کے امت نے ان حدیثوں پر عمل کر لیا
ہے انکے تفرد کے سبب کسی نے انکو رد نہیں کیا پھر داود بن الحصین کی حدیث کیونکر
قابل الرد ہوگی اسمیں تو ترجیح بلا مرجح لازم آویگی اور یہ باطل ہے پس اب حدیث ابن
عباس کو حدیث نافع بن عجیر پر بے شک ترجیح عند ارباب بصیرت کیا بلکہ ادنی فہم
والے کے نزدیک بھی ثابت ہوئی اسواسطے کہ نافع بن عجیر کی حدیث کے ضعف
پر ائمہ نقادان حدیث مثل امام بخاری و امام احمد بن حنبل وغیرہما حضرت کا اتفاق
ہے ایسا ہی حدیث ابن عباس کی صحت پر۔ پھر بھی اگر کسی دشمن انصاف کو نہ سوجھائی
دے تو اس لاعلاج مرض کا اُس کے خدا حافظ ہے ؎

اندکے با تو بگفتم و بدل ترسیدم ✦ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

صرف نافع بن عجیر کے اولاد رکانہ میں ہونے سے حدیث البتہ والی ہرگز قوی نہیں
ہو سکتی قوت تو تب ثابت ہوتی کہ اس کے رواۃ بخلاف مجیبین کے عادلین و
صاحب الحفظ والضبط ہوتے حالانکہ اس حدیث کے کل رواۃ بہر طرق کے ضعفاء
و مجاہیل ہیں کما مر سابقا۔ پس اب یہ حدیث رکانہ کی البتہ والی ہرگز قابل احتجاج
نہیں رہی احتجاج مولف الغایات کا ساتھ حدیث البتہ کے بے بنیاد ہے۔

کہ لیک کریا تو جائز سنت نہیں ہے روایت کے خلاف ہے اور اس مقام پر ابن عباس کی روایت بھی معتبر نہیں گئی تو سے نامعتبر۔ نیز اس جملہ میں ابن عباس کی روایت ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے اور ان دونوں کا فتویٰ ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد صلوٰۃ صبح ہے روایت کے خلاف ہے اور اس مقام پر حنفیوں اور حنبلیوں کے نزدیک روایت معتبر اور فتویٰ نامعتبر ہے۔ علاوہ اس کے بیسوں مسائل ایسے ہیں جن میں روایت پر عمل درآمد ہے اور فتاویٰ متروک ہیں پھر یہاں باوجودیکہ حدیث ابن عباس آوردہ مسلم کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول کے عہد سے عہد خلافت اور خلیفہ دوم کے اوائل عہد خلافت میں دو برس تک ایک شمار ہوتی تھیں بسند صحیح موجود ہے ابن عباس کا فتویٰ حسب زعم صاحب الغیاث کیوں واجب العمل سمجھا جاویگا یہ تحکم اور جانبداری نہیں تو اور کیا ہے؟ غور کرنیکا مقام ہے تعصب کو دور کرکے ذرا ماہرین فن کی کتابیں چشم حق بین سے بنظر غائر دیکھو۔ پھر دل سے انصاف چاہو جو دل فیصلہ دے اسی پر کاربند ہو جاؤ۔ نظائر مندرجہ بالا کے متعلق اگر کسی صاحب کو زیادہ تحقیق منظور ہو تو اعلام اور زاد المعاد علامہ ابن قیم کی ملاحظہ فرماکر داد حق دیوے ❊

قولہ ایضاً صفحہ ۲۵ سطر ۱۶ اور اسی حدیث کو ابوداؤد نے بطریق ابن جریج عن بعض بنی رافع عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے اس میں قطع نظر مجہول ہونے راوی کے الخ

اقول اس حدیث ابن عباس میں اگرچہ بعض بنی رافع راوی ہیں پر یہ قصہ تو مشہور معروف ہے علاوہ بریں اس حدیث کی صحت میں کسی کو کلام نہیں ہے اسواسطے بعض دیگر احادیث سے اس حدیث کی قوت کالشمس فی نصف النہار نمایاں ہے جیساکہ مسند امام احمد بن حنبل مطبوعہ مصر جلد اول کے صفحہ ۲۶۵ سطر ۲۶ میں ہے حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا سعد بن ابراہیم ثنا ابی عن محمد بن اسحٰق حدثنی داؤد بن الحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس قال طلق رکانۃ بن عبد یزید اخو بنی مطلب امرأتہ ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیہا حزنا شدیدا قال فسألہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف طلقتہا قال طلقتہا ثلاثا قال فقال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلک واحدۃ فارجعہا ان شئت

فتاوی میں منجانب سائلین اسکی تفصیل ہو کہ طلاق دہندہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں ایک جلسہ میں فم واحد سے دیں اور اُسپر حضرت ابن عباس نے فتوےٰ دیا ہو تو البتہ فتاوی حضرت ابن عباس مفید مدعا مولف الغیاث ہو سکتے تھے بلکہ بطریق ادنیٰ حالانکہ من جانب سائلیں کوئی تفصیل پائی نہیں جاتی تو اندریںصورت فتاوی حضرت ممدوح ہرگز مفید مدعا مشارالیہ نہیں پھر اُن کو مفید مدعا اپنا گردانا مولف الغیاث کی خوش فہمی نہیں تو ہے کیا مصرع (بریں عقل و دانش بباید گریست)

مؤلف صاحب اگر سچے ہیں تو صریح الفاظ میں اُس تفصیل کو کسی سائل حضرت ابن عباس سے نقل کر کے دکھلاویں اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ اُن سے تا قیام قیامت ممکن نہیں ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا اور زیادہ تشریح فتاوی حضرت ابن عباس کی اپنے اپنے مقام میں آویگی ٹک دم لیں +

اور بر تقدیر تسلیم و تنزل میں آپسے دریافت کرتا ہوں کہ حضرت ابن عباس کے جسقدر فتاوی آپ اپنی موافقت میں پیش کرینگے وہ حدیث صحیح مسلم کے مقابلہ میں جو خود ابن عباس سے مروی ہے کیا دلیل اور حجت ہو سکتے ہیں اور میدان استدلال میں اُن سے احتجاج ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں - کیونکہ راوی کی روایت مقبول ہوا کرتی ہے اُس روایت کے خلاف میں اُس راوی کا فتوٰی مقبول نہیں ہوتا ہے میں آپکو ائمہ مجتہدین کے ہاں اس کی بہتیری نظیریں دکھلا سکتا ہوں لیجئے سُنئے ! ازانجملہ ابن عباس کی روایت ہے کہ لونڈی کی بیع ہی طلاق ہے اور ابن عباس کا فتوٰی کہ بیع اَمَت سے طلاق نہیں واقع ہوتی روایت کے خلاف ہے - اور اس مقام پر ابن عباس کی روایت ہی معتبر سمجھی گئی فتوٰی نا معتبر ازانجملہ ابوہریرہ کی حدیث ہے کہ روزہ دار اگر خود سے قے کرے تو اُسپر قضا لازم ہے اور ابوہریرہ کا فتوےٰ کہ اُسپر قضا لازم نہیں روایت کے خلاف ہے اور اس مقام پر ابوہریرہ کی روایت ہی معتبر سمجھی گئی فتوٰی نا معتبر - ازانجملہ ابن عباس کی روایت ہے کہ آں حضرت نے صحابہ کو حکم دیا کہ تین پھیروں (طواف) میں تیز اور لپک کر چلیں اور دونوں رکن کے مابین معمولی چال سے چلیں اور ابن عباس کا فتوٰی

مر گئے تھے ⁂

اقول یہ جرح قابل سماعت نہیں اگر واقعی ایسی بات ہوتی تو ابوداؤد اس حدیث کو اپنے سنن میں نہ روایت کرتے اور ضرور تھا کہ وہ اس جرح کو لکھتے اُنکا اس طرف توجہ کرنا اور بعد اس حدیث کے نافع بن عجیر وعلی بن یزید کی روایت کو اصح کہنا صاف دال ہے اس بات پر کہ یہ حدیث صحیح وجید الاسناد ہے واقعی اگر جرح ہوتی تو وہی بعض بنی رافع والی ہوتی لیکن وہ بھی قابل سماعت نہیں اس لئے کہ وہ مجہول من ابناء موالی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ اُنمیں کذب ودروغ مشہور نہ تھا تو اندریںصورت اُنپر اس گمان کی بھی گنجائش نہیں رہی پھر اُنکی مجہولیت سے نقصان کیا لازم آیا؟ کچھ نہیں علاوہ اس کے داؤد بن الحصین نے اُنکی اس میں متابعت کی ہے اور یہ صاف دال ہے اسپر کہ یہ قصہ اُنکو ضرور یاد تھا اور اُس کے معروف ومحفوظ ہونے میں کوئی شک نہیں تھا فتامل ⁂

باقی رہا امام ذہبی صاحب کا قول جو لباب النقول سے نقل کیا ہے محض بے نام ونشان ہے میزان الاعتدال میں یہ قول اُنکا بڑی کوشش سے تلاش کیا پر کہیں نہ ملا پہلے مولف صاحب اسکا پتہ حوالہ قلم فرمادیں پھر جواب اُنکا گوش حق نیوش سے استماع فرمادیں بے تکی باتوں کی طرف التفات موجب تضییع اوقات ہے مشارالیہ کو مناسب تھا کہ اُسکا پورا پتہ لکھتے پورا پتہ اُسکا نہ لکھنا بھی حکمت سے خالی نہیں مصرع

بہر رنگے کہ آئی مے شناسم

قولہ صفحہ ۷۰ سطر ۳ حدیث ثالث حضرت عبداللہ بن عمر کی ہے جسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے قصہ طلاق حیض میں ⁂

اقول یہ حدیث عبداللہ بن عمر والی جسکو مولف نے اپنے ثبوت مدعا میں پیش کیا ہے وہ ہرگز قابل احتجاج ومفید مدعا نہیں اسواسطے کہ اس حدیث کے راویوں میں عطاء خراسانی ہیں اور اُنہوں نے اس حدیث کے اندر بہت سی زائد باتیں بڑھادی ہیں کہ اُنکو اور کسی نے حفاظ حدیث سے نہیں روایت کیا ہے اور عطا خود بدحافظہ اور

قال فرجعها فکان ابن عباس یری انما الطلاق عند کل طهر انتہیٰ اس اسناد کی امام احمد نے تصحیح وتحسین کی ہے اور ابن حجر نے بذیل اسی حدیث کے فرمایا ہے الحدیث اخرجہ احمد وابو یعلی وصححہ من طریق محمد بن اسحٰق انتہیٰ اور زیلعی نے کہا رواہ ابو یعلی الموصلی فی مسندہ من طریق محمد بن اسحٰق عن داؤد بن الحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس ان رکانۃ طلق امرءتہ ثلاثا الحدیث یہ عبارت زیلعی مطبوعہ نولکشور جلد ... باب میں ہے جسکو شک ہو دیکھ لے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث مسند امام احمد والی دونوں حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے اور حدیث ابن جریج والی اُس کی شاہد و عاضد ہے پھر جب ابی صہباء والی حدیث باوجود اختلاف مخارج و تعدد طرق کے حدیث ابن اسحاق وحدیث ابن جریج کے ساتھ منضم ہوگی تو یہ یقینی معلوم ہو جائیگا کہ وہ البتہ والی حدیث سے بلاشک بہت قوی ہے تو جسکی ناک میں حدیث کی بو پہونچی ہے اگرچہ دور ہی سے کیوں نہیں وہ اس میں شک نہیں کر سکتا اور جس کی ناک میں حدیث کی بو ہی نہیں پہونچی بھلا وہ کیا جانے *

ابو داؤد کو چونکہ یہ حدیث ملی نہ تھی بنا پر انہوں نے بخیال روایت اولاد رکانۃ حدیث البتہ کو حدیث ابن جریج سے اصح کہا پر یہ قول اُنکا بمقابلہ تضعیف امام احمد و امام بخاری کے جو بہ سبب حدیث البتہ کے ہوگئی ہے ہرگز قابل قبول نہیں چنانچہ اسی بنا پر منذری نے قول ابو داؤد کو تسلیم نہیں کیا جیسا کہ اوپر گذرا پس اسی حدیث کو جسکی ائمہ نقادان حدیث مثل امام احمد و امام بخاری وغیرہما نے تضعیف کی ہو اور اسکو رواۃ بھی مجاہیل ہوں ابن عباس کی قوی حدیثوں پر مقدم ہو سکتی ہیں ہرگز نہیں۔ اور نیز قول ابی داؤد کہ یہ بات بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ ابن جریج والی حدیث ضعیف نہیں بلکہ صحیح و قوی ہے مولف الغیاث کو موقع کلام جب ملتا کہ ابو داؤد اُسکو ضعیف کہتے وا ذ لیس فلیس مولف صاحب نے بات تو بنائی پر بنی نہیں آخر اپنا سا منہ لیکر رہنا پڑا یہ کیا زور لگانیں لگے انکے بڑے حضرات تو لوہا مان گئے ہیں *

قولہ صفحہ ۲۵ سطر ۱ دوسری جرح یہ ہے کہ جدیزید ابو رکانۃ قبل اسلام کے

جنہیں وہی اکیلا ہے مقبول نہونگی اور محل نزاع یہی ہے چلو قصہ طے ہے، پھر زیلعی نے طبرانی والی روایت کو رواہ الطبرانی فی معجمہ حدثنا علی بن سعید الرازی ثنا یحیی بن عثمان بن سعید بن کثیر ابن دینار الحمصی ثنا ابی ثنا شعیب بن زریق بہ سندا ومتنا تک نقل کرکے بعد ازاں قول صاحب تنقیح کا جو بہ نسبت عطاء خراسانی کے یہ نقل کیا ہے وہ قول یہ ہے:-

وقال صاحب التنقیح عطاء الخراسانی قال ابن حبان کان صالحا غیر انہ کان ردی الحفظ کثیر الوہم فبطل الاحتجاج بہ انتہی یہ عبارت بھی اسی میں ہے اور میزان الاعتدال جلد ثانی صفحہ ۲۰۳ میں ہے وقال ابن حبان فی الضعفاء اصلہ من بلخ وعداہ فی البصریین وانما قیل لہ الخراسانی لانہ دخل خراسان واقام بہا مدۃ طویلۃ ثم رجع الی العراق فنسب الی خراسان وکان من خیار عباد اللہ غیر انہ کان ردی الحفظ کثیر الوہم یخطی ولا یعلم فیحمل عنہ فلما کثر ذلک فی روایۃ بطل الاحتجاج انتہی اور ترمذی نے کتاب العلل میں کہا ہے کہ امام بخاری نے فرمایا کہ امام مالک کے مروی عنہ میں میں نے کسی کو مستحق الترک نہ پہچانا سوا عطاء خراسانی کے اور نیز انکو امام بخاری صاحب نے ضعفاء میں ذکر کیا ہے اور عقیلی نے بھی انکو ایک حکایت کے سبب جسکو حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا ہے ضعفاء میں ذکر کیا ہے ایوب کہتے ہیں حدثنی القاسم بن عاصم قلت لسعید بن المسیب ان عطاء الخراسانی حدثنی عنک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر الذی واقع اہلہ فی رمضان بکفارۃ الظہار فقال کذب ما حدثتہ انما بلغنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ تصدق تصدق انتہی ما فی المیزان وکتاب الضعفاء للبخاری اس روایت سے بھی انکے بد حافظہ ہونیکا کامل ثبوت ہے بلکہ کذب کا بھی دھبہ لگ گیا اور تقریب میں انکو صدوق یہم کثیرا ویرسل ویدلس من الخامسۃ لکہا ہے اور یہ بھی لکہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ امام بخاری نے ان سے کچھ اخراج نہیں کیا ہے یہ عبارت تقریب مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۲۰۹ میں مرقوم ہے اور پانچواں طبقہ تقریب میں اُن لوگوں کا ہے کہ جنکو صحابہ سے ملاقات نہیں ہے۔ اور

کثیر الوہم تھا چوکتا تھا اور خیال نہ کرتا تھا پھر ایسے شخص کی روایت کیونکر قابل احتجاج ہو سکتی ہے: ہمارے مؤلف صاحب نے اُن سے اس جرح بد حافظگی اور کثیر الوہمی کے رفع کے لئے بڑی کوشش کی پر مرفق نہ ہو سکا ہمارے مؤلف صاحب نے محض بغرض ضعف جرح مبین کو مبہم کہکر بیچارے عوام کالانعام کے خوش کن ہوئے بھلا سیئ الحفظ یہم کثیر الوہم ویدلس ویخطی و ضعیف فی الحدیث وغیرہ الفاظ کو کون بندہ خدا جرح مبہم کہیگا؟ جب ایسے ہی الفاظ جرح مبہم معدود ہوں تو پھر مبینہ کون ہونگے؟ واقعی بات تو یہ ہے کہ صحت حافظہ ایک نعمت عظمیٰ ہے بد حافظہ شخص کی بات قابل اعتبار عوام تو گردانتے نہیں اور بہولے آدمی کی بات کا کیا ٹھکانا بلکہ کہتے ہیں پھر خواص کا تو بڑا رتبہ ہے پھر خواص بھی کون؟ نقادان حدیث - اور بات بھی کون؟ احادیث نبوی و آثار صحابہ - اونٹے فہم والا بھی اسکو سمجھ سکتا ہے پھر سنئے زیلعی حنفی عطا خراسانی کے حق میں بذیل حدیث ابن عمر لکھتے ہیں وذکرہ عبد الحق فی احکامہ من جہة الدار قطنی واعلہ بمعلی بن منصور وقال رماہ احمد بالکذب انتہی قلت لم یعلہ البیہقی فی المعرفة الا بعطاء الخراسانی وقال انه اتی فی ہذا الحدیث بزیادات لم یتابع علیہا وهو ضعیف فی الحدیث لا یقبل ما تفرد به انتہی یہ عبارت زیلعی مطبوعہ مطبع نولکشور جلد ثانی کے صفحہ ۲۹ سطر ۱ کتاب الطلاق میں موجود ہے۔

ترجمہ اور ذکر کیا ہے اس حدیث ابن عمر والی کو عبد الحق نے اپنے احکام میں دار قطنی کی جہت سے اور معلول کیا ہے اسکو معلی بن منصور کے سبب سے اور کہا ہے کہ امام احمد نے معلی بن منصور کو رمی بالکذب کیا ہے (اور یہ کہنا عبد الحق کا خطا ہے چنانچہ میزان الاعتدال جلد ۲ مطبوعہ مطبع انوار محمدی کے صفحہ ۳۰۹ سطر ۱۳ میں ہے واما ابن ابی حاتم فحکی عن ابیه انه قال قیل لاحمد کیف لم تکتب عن معلی قال کان یکذب انتہی) میں کہتا ہوں نہیں معلول کیا ہے اس حدیث کو بیہقی نے اپنی کتاب معرفت میں مگر عطا خراسانی کے سبب سے اور کہا کہ انہوں نے اس حدیث میں زیادتیاں کیں ہیں کہ انکو اور کسی نے نہیں روایت کیا ہے اور عطاء ضعیف فی الحدیث ہے وہ زیادتیاں

کی روایت کے ساتھ احتجاج کیونکر قابل قبول ہو سکتا ہے ۔

قولہ صفحہ ۲۷ سطر ۳ قال ابن معین ثقة قال العجلی ثقة صاحب السنة نبیل قال یعقوب ابن شیبة ثقة متقن لم نجد له حدیثا منکرا مسحم عن المحسن ۔

اقول یہاں مولف انیاث کی ابلہ فریبی قابل دید ارباب بصیرت ہے یہ اتنی لمبی چوڑی عبارت مشارالیہ نے محض بغرض دہوکہ دہی بیچارہ عوام کالانعام بحق شعیب بن ذریق لکھدیا حاشا یہ عبارت شعیب بن زریق کے حق میں میزان الاعتدال کے اندر ہرگز مرقوم نہیں جسکو شک ہو میزان الاعتدال جلد اول مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ کی صفحہ ۷ سطر ۱۲ کو دیکھکر محقق صاحب کی تحقیق کی داد دیں کیوں نہیں اہل تحقیق تو ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ شاید مولف صاحب نے سمجھا ہوگا کہ میزان الاعتدال کون دیکھتا ہے آجکل میزان الاعتدال کوئی نایاب چیز نہیں ہے جو یہ کید کارگر پڑتی ۔ اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث بطریق زریق بن شعیب سے مروی ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ ثقہ ہوں تو اسکا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن القیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں انما جاءت من روایة شعیب بن الزریق وهو شامی و بعضهم یقلب فیقول زریق بن شعیب کیف ما کان فهو ضعیف انتهی یعنی یہ حدیث شعیب بن زریق کی طریق سے مروی ہے اور وہ شامی ہے اور بعضوں نے اس نسبت کو الٹ کر زریق بن شعیب کہدیا ہے بہرحال وہ ضعیف ہے ۔

قولہ صفحہ ۲۸ سطر ۱۰ اور جواب وہم کا یہ ہے کہ درحقیقت یہ زیادتی الی آخر قولنا ۔ نہیں کوئی راوی متہم بالکذب یا بالوضع نہیں ہے ۔

اقول وہم عطا کا تو مولف صاحب کو اعتراف ہی ہے چنانچہ یہ عبارت انکی بابت عطا نے اس قدر طول طویل عبارت وہنا روایت کیا ہے شاہد عدل ہو اب یہ بات کہ یہ حدیث نبوی ہے یا نہیں تو سنئے یہ حدیث نبوی ہرگز نہیں اگر ہوتی تو کوئی تو روایت کرتا حالانکہ کسی نے اس عبارت کو نہیں روایت کیا ہے یہ زیادتی عطا کی منفرد ہو اور یہ ثابت ہے کہ جب آدمی بدحافظہ اور کثیر الوہم ہوتا ہے تو اتنی بات کیا اس سے کہیں

اسکا دارقطنی نے بھی اقرار کیا ہے کہ عطاء کو ابن عباس سے ملاقات نہیں اور داؤد نے بھی لکھا ہے تو اب توثیق ترمذی بمقابلہ جرح امام بخاری قابل قبول ہوسکتی ہے؟ کبھی نہیں علاوہ بریں یہ اصول کا مسئلہ ہے کہ تعدیل مع عدم تفسیر سبب جرح کے ساتھ متعارض ہو تو جرح مقدم سمجھی جاتی ہے یہ بطریق تنزل ہے ورنہ اصل تو یہ ہے کہ عطاء خراسانی ضعیف یقینی ہیں کسی کے پیٹ مارنے سے کچھ نہیں چلتا پھر حدیث انکی کیونکر قابل الاحتجاج ہوسکتی ہے اہل بصیرت تو ایسوں کی زیادتی حجت نہیں مانتے اور مقاوکا عملدرآمد بھی کبھی قابل التوجہ ہوسکتا ہے ہرگز نہیں اور نیز میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مرسل ہے اور حدیث مرسل بمقابلہ حدیث مرفوع کے حجت نہیں میزان الاعتدال جلد ثانی مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ کے صفحہ ۲۳۳ میں ہے فاما روایاتہ عن ابن عباس وابن عمر وعبداللہ بن السعدی وھذا الضرب فمرسلۃ فان الرجل کثیر الارسال انتھی یعنی روایتیں عطا خراسانی کی جو عبداللہ بن عباس اور ابن عمر و عبداللہ بن السعدی وغیرہم سے ہیں سو مرسل ہیں اسواسطے کہ یہ شخص کثیر الارسال ہے انتہی اب حسب تحریر ذہبی کے یہی حدیث ابن عمر کے مرسل ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہوسکتا دعوی اتصال مؤلف الغیاث کا ہباءً منثورًا ہوگیا فللہ الحمد علی ذلک

علاوہ عطاء خراسانی کے اس حدیث کے راویوں میں معلی بن منصور اور شعیب بن زریق ہیں اور یہ دونوں مجروح ہیں چنانچہ معلی بن منصور کی نسبت تو پہلی سے قبل اسکو کچھ نقل بھی کرچکا ہوں اب شعیب زریق کی نسبت کچھ نقل کرکے ہدیہ ناظرین باتمکین کرتا ہوں پہلے مؤلف الغیاث نے جو انکی نسبت تقریب سے نقل کیا ہے اسی کی طرف ارباب بصیرت کو توجہ دلاتا ہوں وہ یہ ہے:-

قال فی التقریب شعیب ابن زریق الشامی ابوشیبۃ صدوق یخطئ من السابعۃ ہیں عبارت تقریب سے ثبوت خطا شعیب بن زریق بوجہ احسن ہوا اور ذیل لاوطار میں ان کو ضعیف لکھا ہے اور میزان میں ہے قال الازدی لین اور اطلاق لین سے وہ راوی ساقط العدالۃ ہوجاتا ہے اور یہی منشا اس کی عدم مقبولیت کا ہوتا ہے تاہم پھر لیجئے وہی

صحیح طور سے ہو سکتا ہے اسکو کوئی مانع نہیں ہے - واقعہ کی خوبی یہی ہے - کہ ایک لفظ عام سے حکم خاص سمجھ لیں اپنے دعوے کی دلیل نہ ہو سکنے کیوجہ سے اس لفظ کو جب زیادتی طلاق کے ساتھ کسی قسم کا لگاؤ ہی نہیں ہے تو رفع ضعف کیا کریگا - تدبر

قولہ - حضرت ابن عمر سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاق میں حکم مراجعت کا نہیں دیا ہے ورنہ حضرت ابن عمر تین طلاق میں فتوے مغلظہ ہونیکا نہیں دیتے +

اقول ہمارے مؤلف صاحب کو غلط فہمی بہت ہے - اسکا بہت بڑا دخل ہے ابھی اوپر بیان ہی میں لکھ چکا ہوں حضرت ابن عمر نے سائل مذکور کو بوجہ مذکور یہ حکم سنایا تھا اور یہی عین حکم نبوی تھا مسئلہ متنازعہ فیہا میں جو حکم نبوی ہے اسکو کیوں اس سے ملا دیتے ہیں ابھی آپ اسکو پیش کیجئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق ثلاثہ مجموعہ واقعہ فی مجلس واحد میں حکم مراجعت نہیں دیا کیونکر بے چارے عوام کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں کیا اہل تحقیق کا یہی کام ہے ؟ حضرت ابن عمر کا فتوی ثابت ہے کیا شبہ ہے قصور ہے تو فہم گرامی کا ہے حضرت ابن عمر کا فتوی جس بنیاد پر واقع ہوا اسکا راز خود ذات گرامی تک نہیں پہونچا پہونچتا تو ہرگز یہی خوش تحریر کے باعث نہ ہوتے

تنبیہا - حضرت ابن عمر نے جو اپنی زوجہ حائضہ کو ایک طلاق حالت حیض میں دی اور صحیح یہی اسی کو ہے اور بقیہ دو طلاقوں کو جو دو دوسرے زمانہ حیض میں انکو ایک ایک کر کے دینی چاہا اور حضرت عمر کو اطلاع ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے ارادہ کی خبر کی پھر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ انکو رجوع کر لینا چاہئے اس سے صاف واضح ہے کہ دستور طلاق دہی کا آنحضرت کے عہد میں علی سبیل التراخی تھا چنانچہ جملہ فاراد ان یتبعہا تطلیقتین اخریین عند القرئین پر شاہد عدل ہے اور اس سائل نے بھی اپنی زوجہ حائضہ کو اسی عنوان سے تین طلاقیں دی ہونگی جب ہی حضرت ابن عمر نے اپنا واقعہ بیان کر کے حکم جیسا کہ زوجہ کا اسی کو انکو سنا دیا مطابقت کی یہی تو صورت ہے پس بنا بریں توجیہ کے ہرگز زیادتی عطا کو

زیادہ اپنے خیال فاسد سے بول دیا کرتا ہے اور اسکی ایک دو کیا سینکڑوں مثالیں مل سکتی ہیں انکا انکار بدیہیات کا انکار ہے تو اب لامحالہ اسکو وہم عطا یقینی کہنا ہی پڑیگا جب اسکے راستگار ہی نہیں تو خواہ مخواہ ایک ہی بات کو حدیث نبوی کہنا خبط نہیں تو ہے کیا؟ باقی رہی یہ بات کہ اس میں کوئی راوی متہم بالکذب نہیں ہے تو اس کے واسطے حماد بن زید والی روایت اور سلیمان بن حرب والی روایت جو میزان الاعتدال جلد ثانی کے صفحہ ۱۹۹ میں مرقوم ہیں ملاحظہ کریں کہ ادنہیں عطا کی شان میں کون سے کلمہ استعمال ہوا ہے اہل تحقیق ہیں تو آپ پتہ لگ جائیگا جنکی نسبت علماے ناقدین نے کلام کیا ہے انکو دیکھیے اوروں سے کیا غرض؟ علماے ناقدین کیا خواہ مخواہ بلا وجہ کسی کو متہم بالکذب کہدینگے بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے؟

قولہ صفحہ ۔ تو لو اس حدیث کے ضعف کو الخ

اقول اثر ابن عمر اور عطا کی زیادتی میں آسمان وزمین کا بعد ہے اس سے اور اس سے کوئی لگاؤ ہی نہیں باینہمہ اُسکا حال تو ارباب بصیرت پر آفتاب نیمروز کیطرح تاباں ہوگیا اب ابھی اثر ابن عمر کی نسبت کچھ عرض خدمت کرتا ہوں توجہ فرمادیں یہ اثر ابن عمر بچند وجوہ قابل احتجاج نہیں مولف کی خوش فہمی ہے جو اسکو اپنے مفید مدعا سمجھکر اس سے استدلال کرتے ہیں اول تو یہ کہ اس اثر کے اندر اس امر کی تصریح نہیں کہ اس سائل نے اپنے زوجہ حائضہ کو تین طلاقیں ایک جلسہ میں دی تھیں اثر مذکورہ کا کوئی ایسا لفظ نہیں کہ جس سے خاصکر یہی مفہوم ہوتا ہو ہاں اگر اسکی تصریح اس میں ہوتی تو لاریب قابل احتجاج وقت عدم موجودگی حدیث مرفوع کے ہوتا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ایک ہی حیض میں بدفعات ثلاثہ دیا ہو اس لئے حضرت ابن عمر نے اسکو یہ حکم سنایا اور اسی وقت میں انکا یہ فرمانا فقد عصیت ربک فیما امرک بہ من الطلاق امرءتک وبانت منک بہت صحیح ہے اسواسطے کہ اس نے اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن کا خلاف کرکے ایک ہی حیض میں بدفعات تینوں دیدیا الطلاق ثلاثا کان ہر سہ طلاق واقعہ فی الحیض بمرات ثلاثہ پر بہت

ایک ہی رجعی شمار ہوئی تھی تو تین دینے کی ضرورت؟ جواب۔ اس شخص نے
تینوں طلاقیں اکٹھی محض موافق رواج و دستور کے دیا تھا مغلظہ ہونے کی نیت سے
دینا کسی لفظ سے معلوم نہیں ہوتا صراحتاً تو درکنار کنایۃً بھی نہیں پھر خواہ مخواہ ما فی
الضمیر ایک غیر شخص کا بلا قرینہ صارفہ بیان کرنا یہ بھی کوئی دانشمندی ہے نص قرآن
مجید میں ہرگز یہ حکم مذکور نہیں کہ جو کوئی اپنی زوجہ کو تین طلاق مجموعہ بدفعہ واحدہ
مثلاً انت طالق ثلاثہ دے یا فی مجلس واحد انت طالق انت طالق انت طالق
کہے تو وہ زوجہ طلاق دہندہ پر حرام ہوگئی بغیر حلالہ اب وہ عورت مذکورہ سے رجوع
نہیں کرسکتا مولف صاحب اگر سچے ہیں تو اس حکم منصوص کا پتہ دیں کہ کس سورہ
اور پارہ و رکوع قرآن شریف میں یہ حکم مذکور ہے واقعی میں مولف صاحب کا ہاتھ
چونکا باقی رہی آیۃ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان الآیہ سے
تفہیم نہیں مفہوم ہوتی اسکا خلاصہ جواب دیر مذکور ہو چکا ہے یہاں اس کے اعادہ کی
اب ضرورت نہیں اور مجرد غصہ ہونے سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بات
نہیں معلوم ہوتی کہ آپ نے اسپر یہ حکم جاری فرمایا کہ اب تیری عورت تجھپر حرام ہوگئی بغیر
حلالہ کے اب تیری زوجیت میں نہیں آسکتی اور اس سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے کہ
مجموعہ تینوں طلاق بدفعہ واحدہ فی مجلس واحد دینا ممنوع و حرام ہے اگر ایسا ہوتا تو
پھر ثبوت اسکا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلافت صدیق اکبر اور دو یا تین برس ابتدا
خلافت حضرت عمر فاروق میں نہ پایا جاتا اور اس سے ہمارے مخاطب کو یقیناً انکار
نہیں ہے بلکہ اقرار ہے چنانچہ ابن عباس کی حدیث کو خود انہوں نے اپنے رسالہ
الغیاث کے صفحہ میں نقل کیا ہے علاوہ بریں قول حضرت عمر ان الناس قد
استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناۃ شاہد عدل ہے اس بات پر کہ یہ فعل لوگوں کے
اندر مروج تھا بلکہ انکے زمانہ خلافت میں اسکی کثرت ہوگئی اور یہ کوئی معیوب شئی ان کے
نزدیک نہ تھی فہم بیت ... احد من الصحابہ عاب ذلک اسی کو مقتضی ہے اور
عبارت قسطلانی وکان الحو... یخلعون من غیر نکیر اسی کی تائید کرتی ہے پھر

صحیح فرض کر کے تسلیم کر لیا جائے تو بھی حق بجانب ہمارے ہوگا نہ مولف الغیاث کے
فتدبر فان ھذا الحق والحق احق ان یتبع *

قولہ صد۲۹ سطر حدیث رابع محمود بن لبید کی ہے جسکو نسائی نے بسند صحیح علی
شرط مسلم روایت کیا ہے *

اقول اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں اسواسطے کہ اسمیں اسکی تصریح نہیں
کہ آنحضرت نے اُس طلاق کو مغلظہ قرار دیا چنانچہ اسکا مولف کو خود اقرار ہے پس اس
سے استدلال ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا اسکے لانے سے مولف الغیاث کو رسالہ الغیاث
میں حجم رسالہ کے بڑھانے کے سوائے اور کوئی فائدہ نہوا باقی رہی یہ بات کہ دوسری
حدیثوں میں اسکی تصریح موجود ہے کہ اُس طلاق کو مغلظہ قرار دیا سو یہ بات مولف کی
سخن سازی ہے اس حدیث کے بعد جتنی حدیثیں مولف صاحب نے نقل کی ہیں انہیں
کہیں اسکی تصریح نہیں کہ آنحضرت نے اُس شخص مذکور فی حدیث محمود بن لبید کی
طلاق کو جو اُس نے اپنی زوجہ کو دیا تھا ثلاثہ مغلظہ قرار دیا ہے حاشا وکلا ہرگز نہیں
اُن احادیث و آثار کے متعلق اُن کے مقامات میں بحث کیجاویگی فلتنتظر
غصہ آنحضرت کا اسواسطے تھا کہ پھر کوئی اس طرح مجموعہ تینوں طلاقوں کو واحد
واحدہ ارسال نہ کرے یہ غرض آپ کی حاشا وکلا ہرگز نہ تھی کہ وہ عورت اسپر حرام
ہوگئی اب بے حلالہ اُسکو فرصت نہیں اگر واقعی ایسی بات ہوتی تو آپ ضرور صاف
لفظوں میں فرماتے کہ میاں اب یہ عورت تمہاری زوجیت سے خارج ہوگئی اُس کے
ساتھ تمہارا اب کوئی تعلق باقی نہیں رہا آپ تو رحمۃ للعالمین تھے پھر سکوت آپ کا
خالی از علت نہیں پھر یہ شبہ کہ جب وہ تینوں طلاق مغلظہ تو اقع ہوئیں تو غصہ محض بیکار
ہوا تو اسکا جواب اوپر دیچکا ہوں اور جو دوسرے صحابی صاحب نے آپ سے بہ نسبت
اُس طلاق دہندہ کے اجازت قتل چاہی تو یہ اُنہوں نے حسب فہم اپنے چاہی وہ فعل امر
اُنکی سمجھ کے خلاف تھا اس سے مغلظہ سمجھنا بھی ویسا ہی ہے
جیسا کہ اُنہوں نے سمجھا تھا اب یہ عذر شہ کہ جب تین طلاق ایک جلسہ میں دینے سے

ان رجلا طلق امرأتہ ثلاثا فتزوجت فطلق الحدیث

اقول اس حدیث سے اس مسئلہ متنازعہ میں مولف کا استدلال صحیح نہیں اس واسطے کہ حدیث کا کوئی لفظ ایسا نہیں کہ جس کا یہ مفہوم ہو سکے کہ انہوں نے تینوں طلاقیں ایک ہی جلسہ میں دی تھیں مولف کی عادت ہے کہ جہاں لفظ ثلاثا دیکھا اور جھٹ لکھدیا کہ تین طلاق انہوں نے ایک ہی جلسہ میں دیا تھا خواہ مخواہ لوگوں ناواقفوں کے خوش کن بنتے ہیں جناب عالی اس سے کام نہیں چلنے کا ۔ ظاہر بات ہے کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کے ایقاع کے بعد آپ نے کسی کو یہ حکم نہیں سنایا کہ اب وہ عورت بغیر حلالہ کے طلاق دہندہ پر رجوع نہیں ہو سکتی مولف صاحب اپنے دعوے کے سچے ہیں تو زیادہ نہیں ایک ہی حدیث صحیح مرفوع متصل الاسناد غیر متکلم فیہ مفصل بتفصیل مذکور نقل کر کے دکھلا دیں تو واقعی قابل داد سمجھنے کے ہوں گے حضرت عائشہ کی اس حدیث سے ہرگز نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے تین طلاق ایک ہی جلسہ میں دیا تھا میں کہتا ہوں کہ اس شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق جلسہ متفرقہ یا طہر ہائے متفرقات میں دیا تھا اسی بنا پر پھر وہ اسکا پرسان حال ہی نہوا اور اس عورت نے بعد انقضاے عدت دوسرے شخص سے نکاح بھی کرلیا تھا اور طلاق بلفظ ثلاث کا اطلاق ہر سہ طلاق پر جو یکے بعد دیگرے جلسات متفرقہ یا طہر ہائے متفرقہ میں دیئے گئے بوجہ احسن ہو سکتا ہے اور ایسا ہی طلاق رفاعہ قرظی نے اپنی زوجہ کو دیا اور انہوں نے بعد انقضاے عدت دوسرے شخص سے نکاح کرلیا اور اس دوسرے نے قبل از وطی اس عورت کو طلاق دیدیا اور اس عورت نے رفاعہ سے پھر نکاح کرنا چاہا یہی مسئلہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو بجواب اس کے آپ نے لا حتی یذوق عسیلتہا کما ذاق الاول فرمایا ۔

اس حدیث سے عین ہمارا مدعا ثابت ہے اس واسطے کہ اس زوج ثانی نے اس عورت کو یقیناً طلاق ثلاثہ ہی دیا تھا تب ہی اس عورت نے ارادہ رجعت

اس کو ممنوع وحرام کہنا محض جرأت نہیں تو ہے کیا غایت ما فی الباب خلاف اولیٰ
ہوگا نہ کہ حرام طرفہ تر ماجرا یہ کہ شافعیہ خود اسکو بدعی کہتے ہیں حرام نہیں نہ معلوم یہاں
کیوں ہمارے مخاطب صاحب نے اپنی حنفیت کو بٹا لگایا اور بخلاف اُن کے ممنوع
وحرام کے قائل ہوگئے قسطلانی جلد ۸ صفحہ ... میں ہے فقال الشافعیة یجوز جمعها
ولو دفعة لقوله تعالى لا جناح عليكم ان طلقتم النساء واذا طلقتم النساء فطلقوهن
لعدتهن وهذا يقتضي الاباحة وطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم حفصة وكان
الصحابة يطلقون من غير نكير الى قوله وقال الحنفية يكون بدعيا اذا اوقعه بكلمة
انتهى ما في القسطلاني ونیز نفس مبغوض ہونا کسی شئ کا اُس کے ممنوع وحرام ہونے کو
مقتضی نہیں دیکھو طلاق عند اللہ مبغوض تو ہے پر ایقاع اُسکا من جانب زوج اپنی
زوجہ پر اُسکی ہرگز ممنوع وحرام نہیں اور یہ مسلم ہے ایسے ہی طلاق ثلاثہ واقعہ بدفعہ
واحدہ کو سمجھئے . . . . سبب یہ حدیث بھی مفید مدعا
مولف الغیاث نہوئی پھر استدلال انکا اس سے مسئلہ خاص میں محض یاس سخن
نہیں تو ہے کیا دوسری یہ کہ اگر وہ شخص مرتکب فعل حرام کا ہوتا تو ضرور آپ اُس کے
لئے کوئی سزا مقرر فرماتے چہ جائیکہ ایک شخص اُس کے اُس فعل کے ارتکاب پر
اجازت سزا دہی کی بھی اُسکی چاہے اور آپ سکوت اختیار کریں ممنوعات شرعیہ
کے مرتکب کے لئے منجانب شارع حقیقی یا مجازی کے کچھ نہ کچھ سزا ضرور مقرر ہے
محل تعجب ہے کہ یہ شخص کیسے ممنوع کا مرتکب ہوا کہ کچھ اُس کی تعزیر وغیرہ نہ
کی گئی یہ سکوت آپکا صریح اباحت پر دلالت کرتا ہے کہ وہ شخص مرتکب فعل حرام کا
نہوا ہوتا تو ضرور کچھ نہ کچھ اُسکو بھگتنا پڑتا فقط ایک امر مستحسن کا خلاف کیا تھا اسی
واسطے اُس جھڑکی وغصہ کا نشانہ بنایا باقی اللہ اللہ خیر سلاح اور واقعی یہ جھڑکی ویسی
ہی تھی کہ جیسے کوئی پدر مہربان اپنی بعض اولاد کے فعل مکروہ کے ارتکاب پر اُس کو
چشم نمائی کر دیا کرتا ہے فافہم۔

قوله صفحہ ۳ سطر ۱۳ حدیث پانچویں جسکو امام بخاری نے الخ حدیث عن عائشة

پر جبک الشئ یعنی دیمم والا پردہ درمیان میں حائل ہوگیا +

قولہ صہ۱۲ سے حدیث چھٹی فاطمہ بنت قیس کی ہے سوا ے بخاری کے اور بہت محدثین نے روایت کیا ہے دارقطنی نے یوں روایت کیا ہے **حدیث** انبرنا ابو احمد بن ابراهیم الجرجانی نا عمران بن موسیٰ بن مجاشع السختیانی الی قولہ فلم یبلغنا ان احدا من اصحابہ عاب ذلک +

اقول مولف صاحب نے جو حدیث بخاری کے ساتھ استدلال کیا تھا اُسکا حال تو ارباب انصاف پر خوب ظاہر ہوگیا اب اس حدیث ضعیف دارقطنی کے ساتھ جو ہمارے مخالب صاحب نے استدلال کیا ہے اُسکو ارباب بصیرت ملاحظہ فرماویں اوّل تو یہ حدیث ضعیف بمقابلہ حدیث صحیح مرفوع ابن عباس وغیرہ کے قابل احتجاج نہیں ہے دوسرے یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں اسواسطے کہ تین طلاق فی کلمۃ واحدۃ اُسوقت میں لوگ بلا نکیر دیا کرتے تھے یہ کوئی معیوب امر اُنکی نزدیک نہ تھا اور یہی اصل مدعا ہے علاوہ بریں سلمہ بن ابی سلمہ والی روایت میں لم یبلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاب ذلک علیہ موجود نہیں ہے یعنی آنحضرت نے طلاق ثلاثہ فی کلمۃ واحدۃ کو اُسپر معیوب نہیں جانا اسی حدیث سے محمود بن لبید والی حدیث کا بھی جواب ہوگیا اور اس اتنے جملہ سے یہ بات واضح ہے کہ آپ کے نزدیک بھی طلاق ثلاثہ واقعہ فی مجلس واحد معیوب امر نہ تھا ہوتا تو آپ ضرور اس سے منع فرماتے والا من لیس کذلک اور جملہ فاباناہا منہ یہ زیادتی ابی سلمہ کی ہے نفس حدیث نہیں بنا بریں قابل حجت نہیں اگر یہ جملہ نفس حدیث کا ہوتا تو ضرور وہ اور رواۃ حدیث بھی اسکو روایت کرتے حالانکہ انکے سوا ے کسی نے اسکو روایت نہیں کیا ہے پھر محل استدلال کیونکر ہوسکتا ہے فتامل +

قولہ صہ۱۲ سے حفص بن مغیرہ نے فاطمہ کو تین طلاق ایک جلسہ میں دیا تھا اور آنحضرت نے اُس طلاق پر حکم مغلظہ ہونیکا دیا تھا +

اقول حفص بن مغیرہ نے اپنی زوجہ فاطمہ بنت قیس کو تین طلاقیں ایک جلسہ میں

کا طرف زوج اول کے کیا ورنہ اُس کی زوجیت میں رہکر پہر کیونکر زوج اول سے نکاح کر سکتی تہی پہر باوجود اسکے آپ نے اُس کو شوہر ثانی کی طرف رجعت ہی کا فتوےٰ دیا کیونکہ اب بغیر رجعت وہ اُس کے عسیلہ کو کیونکر چکھ سکتا تھا کون سی صورت تہی؟ کوئی نہیں۔ پس یہ حدیث بفضلہ تعالے عین ہماری دلیل ہوئی نہ مولف الغیاث کی والحمد للہ علیٰ ذلک مجرد طلاق ثلاث ہی مغلظہ نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو آپ ہرگز زوج ثانی اُس عورت مطلقہ ثلاثہ کے لئے لاحتی یذوق عسیلتہا کما ذاق الاول نفرماتے راوی کے طلق ثلاثا سے شرط تغلیظ ثلاثا کو گردانا مولف صاحب کی خوش فہمی ہے علاوہ بریں اس حدیث سے ایک اور وجہ مولف پر گرا وہ یہ کہ زوج ثانی نے جو عورت مذکورہ کو طلاق دیا وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو تینوں طلاقیں اکھٹی دیں یا جلسات متفرقات میں۔ اگر اکھٹی دیں تو ہمارا مدعا ثابت ہے اور اگر یہہ کہیں کہ ثلاثہ مغلظ دی تہیں جیسا کہ صورت سوال سے مترشح ہے اور ہمارے مولف صاحب نے بہی ایسا ہی سمجھکر اس سے استدلال کیا ہے تو اندریں صورت آپ کا رجوع کرا دینا مولف پر ایک بہت بڑا پہاڑ گرا گیا ٠٠ یہ کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ ثیبہ غیر موطوءہ کو تین طلاق مغلظہ بہی دے تو وہ رجوع کر سکتا ہے حضرت کا لاحتی یذوق عسیلتہا فرمانا ہی کو مقتضی ہے۔ اب دوسری بلا مولف کے سر آن پڑی دیکہیں سکو وہ کیونکر اپنے سر سے ٹالتے ہیں گئے روزہ بخشوانے گلے پڑی نماز والا مضمون ہوا۔

قولہ صـ۳ سـ۱ اس حدیث سے متبادرًا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک جلسہ میں طلاق دیا تہا +

اقول اس آپ کے متبادر کے ساتہہ یہ بہی معلوم ہوا کہ آپ نے اُن تین کا اعتبار نہ کر کے لاحتی یذوق عسیلتہا کما ذاق الاول فرما دیا کیا یہ جملہ آپکے پیش نظر نہیں ہوا اگر ہوا تو یقین ہے نہ ہونے سے بلکہ کیوں

اقول آپ ہم سے پہلے تطبیق بین الفاظ الاحادیث سنئے پھر اسکا جواب لیجئے کہ یمن سے طلاق بھجوانا کسی راوی کا وہم ہے۔ چنانچہ ابوداؤد و مسلم والی روایتیں ہمارے مدعا کی تائید کرتی ہیں۔

انتباہ و تطبیق ۔ حفص بن مغیرہ نے جو اپنی زوجہ فاطمہ بنت قیس کو طلاق دیا تھا اُس میں مختلف روایتیں آئی ہیں بعض میں ان زوجھا طلقھا ثلاثا ہے اور یہی الصحیح و مشہور بھی ہیں حفاظ نے اسی کو روایت کیا ہے اسی کی روایت پر ثقات کا اتفاق ہے اور بعض میں انہ طلقھا البتۃ اور بعض میں آخر ثلاث تطلیقات اور کسی میں طلقھا طلقۃ بقیت من طلاقھا اور کسی میں طلقھا فقط موجود ہے تو صورت جمع کی ان روایتوں میں یہ ہے کہ وہ اسکو قبل دو طلاقیں اسکو دے چکے تھے اس واقعہ کے بعد انہوں نے تیسری دیدی پس جنہوں نے انہ طلقھا مطلقا روایت کی یا طلقھا واحدۃ یا طلقھا آخر ثلاث تطلیقات روایت کی تو یہ ظاہر ہی ہے اور جنہوں نے انہ طلقھا البتۃ روایت کی ہے تو مراد اُنکی یہ ہے کہ مغیرہ نے اسے طلاق دی کہ جس سے فاطمہ مبتوتہ بالثلاث ہوگئی اور جس نے طلقھا ثلاثا روایت کیا ہو تو مطلب اسکا یہ کہ اس طلاق کے دینے سے تینوں طلاقیں پوری ہوگئیں اور جیسا کہ ابھی کلم یہی مفہوم ہے فتامل ؛

یمن سے طلاق بھجوانے کی روایت کسی راوی کا وہم نہیں ہے مولف صاحب کی خوش فہمی ہے۔ وہم ہوتا تو مسلم و ابوداؤد اس روایت کو ہرگز نہ روایت کرتے یہ دونوں حضرات ایسے نہیں ہیں کہ واہی تباہی روایتیں اپنی کتاب میں نقل کرکے کتاب کا حجم بڑھا دیں المرء یقیس علی نفسہ کا خیال جاگزین خاطر شریف نہ کریں ان حضرات کا لوہا سارا جہان مانتا ہے اب میں بغرض ملاحظہ ارباب بصیرت روایات ابی داؤد و مسلم ہدیہ کرتا ہوں مولف الغیاث کی خوش فہمی کو معائنہ فرمادیں ابوداؤد مطبوعہ محمد مطبع قادری دہلی کے صفحہ ۳۱۳ سطر ۲ باب فی نفقۃ المبتوتۃ عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن عن فاطمہ بنت قیس ان اباعمرو بن حفص طلقھا البتۃ وھو غائب فارسل الیہا وکیلہ

نہیں دی تہیں اور نہ آں حضرت نے اُسپر حکم مغلظہ ہونیکا دیا تہا۔ یہ آپکی خوش فہمی ہے جو ایسا سمجھ رہے ہیں۔ روایات مسلم و مسند امام احمد سے یہ ہرگز نہیں سمجھا جاتا۔ اصل یہ ہے کہ تطبیق بین الفاظ الاحادیث آپ کے ذہن نشین نہوئی۔ اگر تطبیق آپ کے ذہن نشین ہوتی تو ہرگز ایسی فاحش غلطی آپ سے صادر نہیں ہوتی۔ بات واقعی یہی ہے کہ مغیرہ نے ایک طلاق باقیماندہ کو یمن سے دلابھیجا تہا اسکے قبل تو فاطمہ مغیرہ کے گھر ہی میں تہی جب مغیرہ نے یمن سے طلاق بذریعہ قاصد کے دلابھیجا تو مغیرہ کے بھائی نے فاطمہ کو اپنے گھر سے بدر کردیا اور نفقہ بند کردیا اسی پر اُن دونوں دیور و بھاوج میں تکرار ہوئی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس معاملہ دائر ہوا اور آپنے بعد دریافت اس امر کے کہ تینوں طلاقیں اسکو دیدی گئیں ہیں ڈگری مغیرہ کے بھائی کو دی اگر مغیرہ تینوں طلاقیں فاطمہ کو دیکر جاتے تو پھر یہ تکرار اُن دونوں میں کیوں واقع ہوتی مسند امام احمد والی روایت جو بطریق مجاہد عن الشعبی مروی ہے اور جسکو ہمارے مولف صاحب نے بھی رسالہ النبات کے ص۳۰ سطر۱۲ میں نقل کیا ہے اور صحیح مسلم والی حدیث جو عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ مروی ہے اسی کی تائید کرتی ہے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ مغیرہ وقت طلاق وہی فاطمہ کے گھوڑے پر سوار تہے طلاق دیا اور فوراً گھوڑا دوڑا کر نکل گئے بعد طلاق دہی کے اُس ایکدو روز یا اقل قلیل گھنٹہ دو گھنٹہ ضرور ٹھیرے ہونگے اس عرصہ میں تعین (؟) کے سکنی اور نفقہ کا یقینی کرسکتے تہے یہ کوئی بڑی بات نہ تہی پھر تکرار کیوں ہوتی وجہ تکرار اسی کو مقتضی ہے کہ انہوں نے طلاق یمن سے دلابھیجا تھا باقی رہا قول مغیرہ کے بھائی کا کہ ان اخی طلقها ثلاثا جمیعا یہ صراحتاً اسپر نہیں دلالت کرتا کہ مغیرہ نے تینوں طلاقیں ایک ہی جلسہ میں دی تہیں یہ ہمارے مولف صاحب کی خوش فہمی ہے اسمیں روایات احادیث میں سخت معارضہ واقع ہوتا ہے کہ جسکا رفع ہمارے مولف سے محال ہے چنانچہ اس سے عاجز ہو کر یہ کہدیا کہ مغیرہ نے اپنی زوجہ فاطمہ کو ایک ہی جلسہ میں تین طلاق نہیں دیا تہا۔

[illegible] ۱۳۰ [illegible] روایت کسی [illegible]

تطلیقات الحدیث یعنی فاطمہ بنت قیس نے ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے یہ بیان کیا کہ وہ ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ کے پاس تھی سو اس نے اسکو آخری طلاق دی (یعنی ایک طلاق جو باقی رہگئی تھی اسکو دی کیونکہ دو طلاق وہ پہلے ہی دے چکے تھے بعد اس کے مین جانے کی نوبت آئی تھی) اس حدیث سے بھی یہ بات ظاہر من الشمس ہے کہ انہوں نے تینوں طلاقیں اکٹھی ایک جلسہ میں نہیں دی تھیں علاوہ اسکے بہت سی حدیثیں صاف وصریح ہیں اسی تفریق فی الطلاق کے بیان میں بخوف طوالت انکو نقل نہیں کیا یہی وجہ ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو نافذ فرمایا سلمہ بن ابی سلمہ والی روایت جسکو ہمارے مخاطب نے اپنے رسالہ اثبات کے صلا میں نقل کیا ہے بوجہ مخالفت جمہور رواۃ قابل التفات نہیں دوسرے اس کے اسناد میں محمد بن راشد رافضی منکرالحدیث ہے۔ میزان الاعتدال جلد ثانی مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ کے صلا۳ میں محمد بن راشد کی نسبت لکھا ہے وقال محمد بن ابراهيم الكناني سألت ابا مسهر عن محمد بن راشد فقال كان رافضيا وقال دحيم يذكر بالقدر وقال النسائی ليس بالقوی زیادہ تفصیل اگر چاہیں تو میزان الاعتدال کا صفحہ مذکور دیکھ لیں پھر یہ حدیث کیونکر قابل الاحتجاج ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ مولف کی خوش فہمی ہے جو اس سے استدلال کیا علاوہ بریں یہ حدیث نبوی نہیں ہے ابی سلمہ اپنے والد عبدالرحمن کا قول نقل کرتے ہیں کہ ان کے سامنے کسی نے یہ تذکرہ کیا کہ تینوں طلاقیں اکٹھی دینی مکروہ ہے اسپر انہوں نے کہا طلق حفص بن عمرو بن المغيرة فاطمة بنت قيس بكلمة واحدة ثلاثا فلم يبلغنا ان النبی صلی الله عليه وسلم عاب ذلك عليه وطلق عبدالرحمن بن عوف امرأته ثلاثا فلم يعب ذلك عليه احد انتهى یہ عبارت دارقطنی مذکور کے صلا۴۲۹ میں موجود ہے جسکو شبہ ہو دیکھ لے اصل غرض والد ابی سلمہ یعنی عبدالرحمن کی یہ ہوئی کہ تینوں طلاقیں بمرۃ واقع کرنی مکروہ نہیں اگر مکروہ ومعیوب ہوتیں تو آنحضرت ضرور کوئی حکم انکو سناتے حالانکہ ایسی بات نہیں بھلا اسکو حدیث نبوی کہنا مولف کی ابلہ فریبی نہیں تو ہے کیا ہمارے مشار الیہ ماشاء اللہ اس میں بڑے

الحدیث دوسری روایت اُسی باب میں صفحہ ۳۰ سطر ۱۲ میں ہے عن عبید اللہ قال ارسل
مروان الی فاطمۃ فسألہا فاخبرتہ انہا کانت عند ابی حفص وکان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم امّر علی بن ابی طالب یعنی علی بعض الیمن فخرج معہ زوجہا فبعث الیہا بتطلیقۃ کانت
بقیت لہا انتہی ما فی ابی داؤد و مسلم کی چاروں روایتوں میں ایسا ہی مرقوم ہے منجملہ انکے
ایک روایت کو خود مؤلف نے اپنے رسالہ الغیاث کے صفحہ ۳ سطر ۸ میں نقل کیا ہے ملاحظہ
فرمادیں اور ابن ماجہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۴۸ سطر ۳ میں ہے عن عامر بن
الشعبی قال قلت لفاطمۃ بنت قیس حدثینی عن طلاقک قالت طلقنی زوجی وھو خارج
الی الیمن فاجاز ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی یعنی عامر بن الشعبی کہتا ہے
کہ میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا کہ تم مجھے اپنی طلاق کا تو حال کہو (تمہارے شوہر
نے تمکو کس طرح طلاق دیا اور وہ طلاق دینے کے وقت کہاں تھے؟) تو انہوں نے کہا
کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دیا اور وہ یمن کی طرف نکلے ہوئے تھے سو حضرت نے
اسکو جائز رکھا انتہی۔

اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ مغیرہ نے فاطمہ کو یمن ہی سے طلاق دلا بھیجا تھا
نووی شرح مسلم مطبوعہ دہلی صفحہ ۴۸۳ سطر ۱۱ میں بذیل اسی حدیث فاطمہ بنت قیس کے مرقوم
ہے واعلم ان فی حدیث فاطمۃ بنت قیس فوائد کثیرۃ احدھا جواز طلاق الغائب الخ
یعنی فاطمہ بنت قیس کی حدیث میں بہت سے فائدے ہیں منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ
طلاق غائب کی جائز ہے۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مغیرہ طلاق دینے کے
وقت موجود نہ تھے یمن ہی سے طلاق دلا بھیجا تھا طلاق دیکر یمن نہیں گئے تھے باقی
روایت مذکورہ بالا سے اسکا پتہ نہیں لگتا کہ انہوں نے فاطمہ کو کئی طلاقیں دی تھیں
سو اسکا پتہ اُسی دارقطنی کی دوسری روایت سے لگتا ہے کہ انہوں نے بقیہ ایک
طلاق کو یمن سے دلا بھیجا تھا چنانچہ دارقطنی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی جلد ثانی کے
صفحہ ۴۳۳ سطر ۵ میں ہے عن ابن شہاب عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن فاطمۃ بنت قیس
انہا اخبرتہ انہا کانت عند ابی عمرو بن حفص بن المغیرۃ فطلقہا آخر ثلث

ہوگیا پھر بمقابلہ ان دونوں کے سلمہ بن ابی سلمہ والی روایت کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہے ہرگز نہیں - علاوہ اس کے محمد بن راشد کا حال جو راوی اس حدیث کا ہے پہلے معلوم ہو چکا ہے پس ایسی حدیث سے استدلال کرنا انصاف کا خون کرنا ہے - **فائدہ** مجالد کی نسبت ہمارے مخالف صاحب رسالہ الغیاث کے صفحہ ۳۱ سے ۳۲ میں لکھتے ہیں کہ مجالد اس قول طلق ثلاثا جمیعا میں منفرد نہیں ہے محمد بن راشد نے سلمہ بن سلمہ سے طلق ثلاثا الخ روایت کیا ہے میں کہتا ہے اول تو منشا رالیہ نفس مطلب حدیث سے بمراحل دور ہیں مجالد جس زیادتی میں متفرد ہے وہ جملہ طلق ثلاثا جمیعا نہیں ہے بلکہ انما السکنی والنفقۃ لمن یملک الرجعۃ والاجلہ ہے اس جملہ کو سوائے مجالد کے شعبی کے شاگردوں سے اور کسی نے روایت نہیں کیا ہے واقعی یہ زیادتی مجالد کی ہے اور اس جملہ کو طلق ثلاثا جمیعا سے کوئی تعلق ہی نہیں - بھلا ایسا شخص جو نفس مطلب حدیث سے بمراحل دور رہے وہ کیا کتاب لکھیگا - خواہ مخواہ اتو کا شغو کر کے بیچارے عوام کالانعام کو دھوکہ دینا یہ انصاف کا خون کرنا اور اپنے کو ہلکا کرنا نہیں ہے ضرور ہے مجالد کے تفرد کی نسبت اگر کسی کو شک ہو تو وہ زیلعی مطبوعہ مطبع نولکشور جلد ثانی باب النفقہ بذیل حدیث فاطمہ مذکور صفحہ ۵ سے صفحہ ۶ تک دیکھ لے اور ہمارے مولف صاحب کی خوش فہمی کی داد دے بعد اثبات تفرد مجالد بطریق تنزل اگر ہم مان بھی لیں تو طلق ثلاثا جمیعا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ابن المغیرہ نے تینوں کو بکلمۃ واحدۃ واقع کیا تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے تیسری طلاق دیدی تو اب تینوں یکے بعد دیگرے کر کے جمع ہو گئے اس اجتماع کے بعد طلق ثلاثا جمیعا کہنا بہت صحیح ہوگا اسواسطے کہ لفظ جمیعا سے تاکید عدد مراد ہوا کرتی ہے اور یہی اکثر ہے نہ اجتماع فی الآن کقولہ تعالی ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعا اس آیت شریف سے فقط ایمان لانا سب کا مقصود ہے نہ یہ کہ سابق ولاحق اُن کے سب یکبارگی آن میں ایمان لادیں - ایسا ہی بعد اتمام ہر سہ طلاق کے اگر انہیں اطلاق ثلاثا جمیعا کا کریں تو

مشاق ہیں پر بفضلہ تعالیٰ ناکام ہی رہے اب ایک بات تو ہوئی کہ مشارالیہ کی تحقیق و تحریر کا پتہ لگ گیا۔ تماشہ دیکھنے والے تاڑ گئے طرفہ تماشا یہ کہ اُسی دارقطنی کے صفحہ ۴۵۳ سطر ۲ میں بطریق طلحہ بن عبدالرحمٰن بن عوف مرقوم ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی زوجہ تماضر بنت الاصبغ کو اپنی مرض موت میں ایک طلاق بائنہ باقیماندہ کو دیا تھا اور اسی کی تائید کرتی ہے روایت مؤطا امام مالک والی جو عن ابن شہاب عن طلحة عبداللہ بن عوف وعن ابی سلمة بن عبدالرحمٰن تلخیص الحبیر جلد ثانی کے صفحہ ۳۲۲ سطر ۱۳ میں مرقوم ہے اور عبارت تلخیص کی او تطلیقة لم یکن بقی لہ علیہا من الطلاق غیرہا بھی اس کی مؤید ہے اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی تعلیق الممجد علی موطا امام محمد کے صفحہ ۲۵۴ میں بذیل حدیث عبدالرحمٰن بن عوف کے جو بطریق زہری عن طلحة بن عبداللہ بن عوف عن عبدالرحمٰن بن عوف مروی ہے ساتھ کا شدومد کے لکھتے ہیں قولہ طلق امرأتہ ہی تماضر الکلبیة بضم التاء فمیم فالف فضاد معجمة فراء مہملة بنت الاصبغ الصحابیة وکان فیہا سوء خلق وکانت علی تطلیقتین فلما مرض عبدالرحمٰن جرٰی بینہ وبینہا شئ فطلقہا واخرطلاقہا کذا فی شرح الزرقانی انتہٰی پس یہ روایت طلحہ والی ابی سلمہ والی روایت سے مرجح ہوگئی اسواسطے کہ ابراہیم بن سعد نے بھی مثل روایت طلحہ کے نقل کیا ہے چنانچہ زیلعی مطبوعہ مطبع لولکشور جلد کے ص و س میں ہے اخبرنا یزید بن ہارون ثنا ابراہیم بن سعد عن ابیہ عن جدہ قال کان تماضر سوء خلق وکانت علی تطلیقتین فلما مرض عبدالرحمٰن طلقہا الثالثة فورثہا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد انقضاء العدة انتہٰی ما فی الزیلعی یعنی تماضر بدخلق عورت تھی اور عبدالرحمٰن بن عوف اُسکو پہلے دو طلاق دے چکے تھے پھر جب وہ بیمار ہوئے تو تیسری طلاق بھی دیدیا پس وارث کیا اُسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد انقضائے عدت کے۔ ہو چکی عبارت زیلعی کی۔ اب ان دونوں روایتوں سے صاف زیادتی و وہم سلمہ بن ابی سلمہ کا ثابت ہے

بوجہ تفرد عطاء کے قابل احتجاج نہیں اور عطاء کی حالت اوپر مذکور ہوچکی ہے میزان
الاعتدال جلد ثانی کے صفحہ ۱۱۳ میں ہے عبدالرحمن بن عاصم حدث عن فاطمة
بنت قیس فی طلاقها تفرد عنه عطاء انتہی یعنی دارقطنی نے جو طلاق دینی مغیرہ کو
قبل خروج الی الیمن نقل کیا اسکا تو یہ حال ہے جو اوپر مذکور ہوا اب ذرا مسلم کی روایت
کا حال ارباب بصیرت کے آگے پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرماویں اور داد حق دیں یہ
حدیث مسلم کی جسکو ہمارے مشارالیہ نے اپنے رسالہ الغیاث کے صفحہ ۱۰ میں
عن سلمة بن عبدالرحمن عن ابیه ان فاطمة بنت القیس الحدیث نقل کیا ہے مسلم میں
یہ حدیث ہرگز اس طرح نہیں ہے مسلم مطبوعہ دہلی کی جلد اول کے صفحہ ۴۸۴ ــ
میں ہے عن یحیی بن کثیر قال اخبرنی ابوسلمة ان فاطمة بنت قیس اخت الضحاك
بن قیس اخبرته ان اباحفص بن المغیرة المخزومی الحدیث اس روایت میں
سلمہ بن عبدالرحمن کوئی راوی نہیں ہے یہ مولف صاحب کا ادراج ہے جسکو شک
ہو وہ مسلم کے صفحہ مذکور کو دیکھکر مولف صاحب کے صدق کا اندازہ کرلے علاوہ بریں
یہ روایت ضعیف اسی مسلم کی چار روایتوں صحیح وقوی کے خلاف ہے واقعی جملہ
ثم انطلق الی الیمن والا اگر صحیح ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی راوی اسکو نقل کرتا یہ اندھیر
کہ سبھوں نے اسکو ترک کردیا ارباب انصاف ذرا اس طرف توجہ کی نظر کریں -
اب اگر جملہ ثم انطلق الی الیمن کو کوئی کسی راوی کا ادراج کہے تو غالباً اسکو گنجائش ہو
تمامی روایات منقولہ فی الباب کے ملانے سے صاف یہی ظاہر ہوتا ہے سوا دارقطنی
کے مسلم نے جو اسکو روایت کیا ہے تو اس سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ وہ واقع میں صحیح
بھی ہے محدثین کا یہ بھی دستور ہے کہ پہلے حدیث ضعیف کو نقل کرتے ہیں بعد اسکے
حدیث صحیح وقوی کو اس کے رد میں نقل کرکے بیان کردیتے ہیں کہ یہ حدیث فلاں
حدیث سے صحیح وقوی ہے اور کبھی بعد ضعیف کے صرف حدیث صحیح کے نقل پر
اکتفا کرتے ہیں وھذا اوضح علی مھرة الفن پس یہ روایت بھی اسی قبیل سے ہے فتدبر
اسی بنا پر نقل سے بعض محدثوں کا اسکی صحت وقابل عمل ہونے کو مقتضی نہیں - یہ

کیا مضائقہ ہے۔

اب اس جگہ تھوڑا سا حال مجالد کا جو عن الشعبی حدیث فاطمہ بنت قیس کا راوی ہے لکھکر ہدیہ ناظرین باتمکین کرتا ہوں میزان الاعتدال جلد ثانی مطبوعہ مطبع انوار محمدی کے صفحہ ۳۳ سطر ۳ میں مجالد کی نسبت ہے قال ابن معین وغیرہ لا یحتج بہ وقال احمد یرفع کثیرا مما لا یرفعہ الناس لیس بشئ وقال النسائی لیس بالقوی وذکر الاشج انہ شیعی وقال الدارقطنی ضعیف وقال البخاری کان یحیی ابن سعید یضعفہ و کان ابن مہدی لا یروی عنہ انتہی اور نووی شرح مسلم کے صفحہ ۴۸۳ سطر ۱۲ میں ہے۔ مجالد بالمیم وھو ضعیف انتہی علاوہ اس کے یہی حدیث فاطمہ والی ترمذی باب ماجاء فی المطلقۃ ثلاثا لا سکنی لہا میں انہی مجالد اور اسمٰعیل کی سند سے مرقوم ہے پر اس میں یہ جملہ طلق ثلاثا جمیعا نہیں ہے یہ ہمارے مخاطب صاحب کا اِدراج ہو تو تعجب کیا ہے ہمارے مشار الیہ کو کیا یہ ڈھنگ نہیں آتا؟ لاریب ضرور آتا ہے۔ رسالہ الغیاث کے ملاحظہ کنندگان پر کیا یہ امر مخفی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسی دلیلوں پر یہ کود پاند کہ ہمارا رسالہ دیوار قہقہہ ثابت ہے لاحول ولا قوۃ ارباب بصیرت خوب سمجھتے ہونگے بالو کے ٹیلہ کو واقعی اس سے فوقیت و وقعت حاصل ہے تا وزالبصیرت قابل التفات نہیں ہے +

قولہ صفحہ ۳ سطر ۱۱ تو قبل مِلن جانے کے تین طلاق دینے کو کسی محدث نے روایت کیا ہے +

اقول دریدہ دہنی اسی کو کہتے ہیں بلکہ ابلہ فریبی حضرات محدثین مثل مسلم و ابی داود و ابن ماجہ بلکہ دارقطنی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جو مصرحات انکو خلاف میں نقل کی ہیں انہیں سے چند روایتیں تو اوپر منقول ہو چکی ہیں ارباب بصیرت و اہل انصاف کے ملاحظہ کو وہ کافی و وافی ہیں بھلا انکے مقابلہ میں یہ ایک روایت ضعیف دارقطنی والی قابل احتجاج ہو سکتی ہے؟ ارباب درایت تو ہرگز ایسی بات زبان پر نہیں لا سکتے اور دوسرے قابل التفات نہیں۔ یہ حدیث عبدالرحمن بن عاصم والی

مذکور ہے پھر خواہ مخواہ ایسے صریح لفظ عام معنی سے یک دفعہ تین [illegible]
یا ہر سہ مجموعہ بدفعۃ واحدۃ مراد لینا تحکم من عند نفسہ نہیں تو ہے کیا [illegible]
اس سے خالی نہیں بلکہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ وقت طلاق [illegible] کے [illegible]
موجود تھی انکے شوہر نے یمن سے طلاق ولا بھیجا تھا جیسا کہ [illegible] کی
کی مؤید ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ بعض حدیث بعض کی مبین و مفسر [illegible] ہوتی
ہے اور یہ ہزاروں جگہ کتب احادیث میں موجود ہے فتامل۔

قولہ صفحہ ۳۲ سطر ۱۹ حدیث ساتویں حضرت عائشہ کی ہے جسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

اقول اس حدیث دارقطنی سے بھی استدلال موقوف [illegible] نہیں بوجوہ
اول تو اس حدیث کے اندر وہی اذا طلق الرجل امرأتہ ثلاثاً [illegible] موجود ہے
کہ جسمیں معنے عموم کا پایا جاتا ہے بغیر کسی مخصص کے ثلاثاً سے خاص کر مجموعہ طلاق
ثلاثہ دفعۃ بدفعہ واحدہ کیونکر مراد لیا جاسکتا ہے ہاں ہم سے [illegible] مجھ
ایسے دلدادہ ہو رہے ہیں کہ [illegible] چھوڑتے ہی نہیں [illegible]
ایسی بے تکی تر تو مضحکہ عقل دبستان کیوں بنتے ہو دعویٰ شیفتگی میں تحقیق کی
حالت ایسی۔ دوسرے یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کے اسناد میں [illegible]
ہے اسکو امیہ وامہ بھی کہا جاتا ہے یہ زید بن جدعان کی بی بی ہے۔ و علی بن زید
بن جدعان جو اس ام محمد سے روایت کرتا ہے اسکا بیٹا ہے اور ضعیف بھی ہے
امام بخاری اور ابو حاتم اسکی نسبت لا یحتج بہ فرماتے ہیں سفیان بن عیینہ اور
امام احمد وغیرہما اسکی تضعیف کرتے ہیں و یحییٰ سے انکے حق میں لیس بشئ
ولیس بالقوی مروی ہے اور احمد العجلی کان یتشیع ولیس بالقوی کہتے ہیں
اور دارقطنی علی الخصوص لا یزال فیہ لین کہتے ہیں یہ مقابلہ اتنے حضرات
جرح کنندگان کے فقط ترمذی کا اسکو صدوق کہنا کیونکر مفید مدعا حضرت
مؤلف ہوگا پس یہ حدیث کیونکر قابل احتجاج ہوگی ویلکم کی حد سے [illegible]

ہمارے مولف کی ہمہ دانی کا ثمرہ ہے کہ ایسی ایسی روایتوں سے استدلال کرتے ہیں طرفہ ماجرا یہ کہ اُسی دارقطنی کے صفحہ ۴۳۲ سطر ۲ میں اُسی ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے فاطمہ بنت قیس کہتی ہے انہ کانت عند ابی عمرو بن حفص بن المغیرۃ فطلقها آخر تطلیقات ثلاث الحدیث اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اُنہوں نے تین طلاقوں کا آخر دیا یعنی تیسری طلاق جو باقی ماندہ تھی اُسی کو دیا - اب اہل انصاف ذرا غور کریں کہ ابی سلمہ بن عبدالرحمن کی یہ روایت قابل اعتبار ہوگی یا کہ وہی دارقطنی کے صفحہ ۴۳۱ سطر والی جس سے ہمارے مولف صاحب استدلال کرتے ہیں اور اسکو اپنے رسالہ الغیاث کے صفحہ ۱۲ سطر ۹ میں نقل بھی کیا ہے اور دونوں روایتیں اُسی ابی سلمہ بن عبدالرحمن کی ہیں دیکھیں ہمارے حضرت کس پہلو کو اختیار کرتے ہیں رفع معارضہ کی کونسی صورت نکالتے ہیں دونوں سے ایک تو ضرور تسلیم کرینگے سوائے اسکے تو چارہ نہیں ہے -

قولہ صفحہ ۲۲ سطر ۱۵ چنانچہ ابن ماجہ نے باب طلاق الثلاث فی مجلس واحد باندھکر اسی حدیث فاطمہ بنت قیس کو بطریق عامر شعبی روایت کرکے استدلال کیا ہے

اقول مجرد تبویب ابن ماجہ بمقابلہ الفاظ صریحہ احادیث کے کیونکر حجت ہوسکتا عامر بن الشعبی والی روایت سے ہرگز یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ابو عمرو حفص بن المغیرہ نے فاطمہ کو تینوں طلاقیں اکٹھی دی تھیں مزید تصدیق کیلئے میں اُس روایت کو ابن ماجہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۴۷ سطر ۳ باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد سے نقل کرکے ہدیہ ناظرین منصفین کرتا ہوں وہ یہ ہے عن عامر ابن الشعبی قال قلت لفاطمة بنت قیس حدثینی عن طلاقك قالت طلقنی زوجی وهو خارج الی الیمن فاجاز ذلك رسول الله صلی الله علیہ وسلم الحدیث یعنی عامر بن الشعبی کہتا ہے کہ میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا کہ تم اپنے طلاق کا حال تو مجھ سے بیان کرد تو کہنے لگی کہ میرے میاں نے تین طلاق دیا اور وہ یمن کئے ہوئے تھے پس اس طلاق کو آنحضرت نے جائز رکھا انتہی

اس روایت میں ایک دو تین کسی کا پتہ نہیں ہاں مطلق طلاق دینا تو یقینی

اُسکی حدیث میں بعض مناکیر ہیں اور ابن معین نے کہا کہ وہ تشیع رکھتا ہے اور حدیث اُس کی لکھی گئی ہے اور لیس بہ باس ہے اور ابوزرعہ نے کہا کہ دانشمند لوگ اُس کی حدیث میں رغبت نہیں کرتے اُسکی بدعقلی اور ظلم کے سبب انتہی تقریب میں صدوق کثیر الخطاء ہے اہل انصاف داد حق دیں کہ یہ حدیث کیونکر قابل احتجاج ہوسکتی ہے مولف کے منہ سے یا صحت رواۃ کے رو سے نفس متن حدیث مستدل فی الباب کہاں متعدد صحابہ سے مروی ہے دخصوصًا جب نفس متن حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے) لیکن بیچارہ عوام کالانعام کو دھوکہ میں ڈالنا دلدادگان تحقیق کا ہرگز کام نہیں جتنی حدیثیں مولف صاحب نے اپنے ثبوت دعوی میں نقل کی ہیں اُنمیں بہت تو ایسی ہیں کہ جنکی اصل غرض سے مشار الیہ بمراحل دور ہیں اور بعض ضعیف جیسی حدیث مذکورہ بالا وغیرہ ہیں ارباب بصیرت پر یہ بات اظہر من الشمس فی نصف النہار ہے علاوہ بریں خود اُنکو اُن احادیث میں سے بعض کے ضعیف ہونیکا اقرار ہے چنانچہ ص ۳۵ سطر ۱ میں الغیاث کے لکھتے ہیں (اس لئے یہہ احادیث منقولہ گو بعض ضعیف ہیں الخ) +

قولہ ص ۳۴ سطر حدیث نویں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے دارقطنی نے روایت کیا ہے حدیث اخبرنا احمد بن محمد بن سعید نا سعید نا احمد بن یحیی الصوفی نا اسمعیل بن ابی امیہ قرشی نا عثمان بن مطر عن الغفور عن ابی ھاشم عن زاذان عن علی قال سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا طلق امرءتہ البتۃ فغضب وقال اتتخذ ایات اللہ ھزوا من طلق البتۃ الزمناہ ثلاثا لا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ایک شخص نے تین طلاق دیا ہے +

اقول اول تو یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکا مولف کو اقرار بھی ہے دوسری اصل مطلب حدیث کی بو دماغ مولف میں نہیں پہونچی اسواسطے بیہودگی کر رہے ہیں ۔ اصل مطلب تک رسائی ہوتی تو ہرگز ایسی پوچ تحریر کے باعث نہوتے اب میں پہلے قول فیصل اس حدیث کے رواۃ کی نسبت نقادان حدیث سے نقل کرتا ہوں بعد

دریدہ دہنی سے ؟ مولف کی دریدہ دہنی تو قابل التفات نہیں دلیل درکار
ہے دلیل اُنکی سب یہ تو فقط وقال الترمذی صدوق الخ ہے بہلا اُوس چاٹنے سے
کہیں پیاس جاتی ہے یہ حال تو مشارالیہ کے احادیث مرفوعہ مسندہ کا ہے باقی
احادیث و آثار موقوفہ کا حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اپنے اپنے مقام میں بیان
کر کے ہدیہ ناظرین منصفین کرونگا بعونہ تعالیٰ وحسن توفیقہ +

قولہ صفحہ ۳۳ سطر ۳ حدیث آٹھویں حضرت حسن بن علی کی ہے جسکو دارقطنی نے
روایت کیا ہے +

اقول اس حدیث ضعیف سے استدلال مولف کا مسئلہ خاص میں صحیح
نہیں اسواسطے کہ اسکے اسناد میں عمرو بن قیس الرازی ازرق ہے اور یہ شخص وہم
کا پتلا ہے اسکی نسبت میزان الاعتدال جلد ثانی صفحہ ۲۸۱ سطر ۲ و صفحہ ۲۸۲ سطر ۱ میں ہے
صدوق لہ اوہام قال ابوداؤد لا باس بہ وفی حدیثہ خطاء یعنی سچا تو ہے پر
اُسکو وہم بہت ہے ابوداؤد نے لا باس بہ کہا اور یہ بھی کہا کہ اُس کی حدیث
میں خطا ہے اور تقریب التہذیب میں اسکی نسبت صدوق لہ اوہام من
الثامنۃ صفحہ ۱۹۸ سطر ۲ اور آٹھویں طبقہ میں وہ شخص ہے کہ جس کے حق میں کسی معتبر نے
توثیق نہ کی ہو اور اس میں اطلاق ضعف کا پایا جائے اگرچہ مفسر نہ ہو اور طرف اسی
کی اشارہ ہے ساتھ لفظ ضعیف کے انتہی مافی التقریب اور یہ عبارت تقریب التہذیب
کے صفحہ ۳ سطر ۳ میں موجود ہے اور ایک راوی اس حدیث کا سلمہ بن فضل ہے۔
جسکی نسبت خود ہمارے مولف صاحب نے رسالہ الغیاث کے صفحہ ۳۳ سطر ۷ میں
میزان الاعتدال سے نقل کیا ہے میں صرف اُسکا ترجمہ کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں
ملاحظہ فرماکر صحت و قوۃ حدیث مذکورہ بالا کا دریافت فرماکر صحت و قوت
حدیث مذکورہ بالا کا دریافت فرماکر داد حق دیں وہ عبارت یہ ہے وضعفہ
ابن راہویہ الیٰ قول ابی زرعۃ اہل الری لا یرغبون فی حدیثہ لسوء رایہ و
ظلم فیہ یعنی ضعیف کیا سلمہ بن فضل کو ابن راہویہ نے اور امام بخاری نے کہا

مولف نے ہٹ دہرمی پر کیوں زمانہ جیتہ کو مسیح کی طرح ڈٹے ہیں کچھ نہیں یہ تقلید جامد کا اثر ہے یا ایمان جاے تو جاے پر آن نہ جائے پر عمل ہے لیکن یہ تو خلاف واب ولدادگان تحقیق ہے وعید کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون پر ضرور خیال کیا جائے اب اصل مطلب حدیث مذکورہ بالا کو ارباب بصیرت ملاحظہ فرما دیں +

مطلب- حدیث زاذان عن علی یہ ہے کہ جب حضرت کو معلوم ہوا کہ کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق بتہ دیا ہے تو خفا ہوئے اور فرمایا کہ تم اللہ کی آیتوں کو کھیل مقرر کرتے ہو- اب جو کوئی طلاق بتہ دیویگا تو ہم اُسپر تین لازم کرینگے اس صورت میں وہ طلاق بتہ والی عورت طلاق بتہ دینے والے کیلئے حلال نہ ہوسکیگی جبتک کہ وہ دوسرے سے نکاح نہ کرلے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طلاق بتہ کا اطلاق ثلاثہ پر نہیں ہوتا ہے ہوتا تو الزماء ثلاث آپ ہرگز نہ فرماتے پس طلاق بتہ غیر مستلزم ثلاث یقینی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق بتہ دہندہ پر آپنے کوئی حکم من طلاق البتہ نہیں جاری کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آئندہ جو کوئی اس طرح طلاق بتہ دیگا تو اوسپر ہم حکم ثلاث کا جاری کرینگے پر اُسوقت آں حضرت نے اُس طلاق بتہ دہندہ پر جسکی نسبت آپکو معلوم ہوا تھا کہ طلاق بتہ دیا ہے یہ حکم نہیں جاری کیا کہ اب وہ عورت جسکو طلاق بتہ دیا گیا ہے اُسپر حرام ہوگئی بے حلالہ اب اُس کی زوجیت میں نہیں آسکتی ہے پھر یہ حدیث محمود بن لبید والی حدیث کی کیونکر تفسیر واقع ہوسکتی ہے اور نیز یہ غصہ اور ارادہ الزام ثلاث کا ویسا ہی ہے جیسے کوئی باپ یا پیر و استاد و حاکم وغیرہ اپنے لڑکے مرید شاگرد رعیت سے کسی فعل کے ارتکاب پر خفا ہوا اور کہے کہ اگر پھر کوئی ایسا کام کریگا تو ہم اُسکو ایسی سزا دینگے اور یہ سب کوئی جانتا ہے کہ ایسا غصہ و ارادہ محض زجر ہی زجر ہوتا ہے اس سے حرمت طلاق بتہ کی نہیں ثابت ہوسکتی اور علاوہ اسکے بعد اس واقعہ کے اسکا ثبوت نہیں ہے کہ آں حضرت نے اپنے ارادہ الزماء ثلاثا کو کسی پر پورا بھی کر دکھایا مولف [illegible] سچے ہیں تو اسکا ثبوت بسند صحیح آں حضرت سے پہونچا دیں [illegible]

اب ہم مطلب حدیث بیان کرکے ہدیہ ناظرین منصفین کروں گا اس حدیث کے نقل میں بھی مؤلف صاحب اپنے حرکت شنیعہ قطع برید الفاظ سے باز نہیں آئے جسکو شک ہو وہ دارقطنی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۴۳۳ کو معائنہ کرکے جناب حضرت مشار الیہ کی دیانت کا اندازہ کرلے وقال تتخذون آیات اللہ ھزواً وعدیث اللہ ھذا او لعبا کی جگہ اتتخذ آیت اللہ الخ لکھدیا اس سے غرض اُنکی یہ ہوئی کہ دیکھنے والا سمجھ لیگا کہ وہ طلاق بتہ دینے والا آنحضرت کے روبرو موجود تھا۔ اُسکے حق میں الزمناہ ثلاثاً فرمایا اور اس سے عین مدعا حاصل ہے لاحول ولا قوۃ دلدادگان تحقیق کا یہی کام ہے اور جملہ طلق البتہ کے اندر یہ حرفت کی کہ امرءتہ کے لفظ کو منجانب خود اس میں زیادہ کردیا خیرجو الہ بجنسہ اس حدیث کے اندر علاوہ اسمٰعیل بن ابی امیہ کے جس کے ضعیف الحدیث ہونیکو مشار الیہ نے ان لیا ہے عثمان بن مطر متروک الحدیث ہے مغنی شرح دارقطنی مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۴۳۳ میں بذیل اسی حدیث کے مرقوم ہے قال عبد الحق فی سنادہ اسمٰعیل بن ابی امیہ الکوفی عن عثمان بن مطر عن عبد الغفور بن عبد العزیز واسطی وکلھم ضعفاً انتہیٰ وقال ابن القیم فی اسنادہ مجاھیل وضعفا انتہیٰ یعنی عبد الحق نے کہا کہ اس حدیث کے اسناد میں اسمٰعیل بن ابی امیہ کوفی ہے وہ عثمان بن مطر سے وہ عبد الغفور بن عبد العزیز واسطی سے روایت کرتا ہے اور یہ سب ضعیف ہیں اور ابن قیم نے کہا کہ اسکے اسناد میں گمنام اور ضعیف لوگ ہیں اور عبد الغفور بن عبد العزیز کی نسبت میزان الاعتدال جلد ثانی کے صفحہ ۱۳۲ میں ہے عبد الغفور ابو الصباح الواسطی عن ابی ھاشم الرمانی وغیرہ قال یحیی ابن معین لیس حدیثہ بشئ وقال ابن حبان کان ممن یضع الحدیث وقال البخاری ترکوہ وقال ابن عدی عبد الغفور بن عبد العزیز ابو الصباح الواسطی ضعیف فذکر الحدیث انتہیٰ من المیزان پس یہ حدیث ضعیف بمقابلہ حدیث صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے کیونکر ہو سکتی ہے ہمکو تعجب ہے کہ باوجود اقرار ضعف حدیث رکانہ بالا و اقرار صحت حدیث ابن عباس

تو اب: ممکن ہے اب اُس اثر علی کا حال جسکے نہایت صحیح ہونیکا مولف کو دعویٰ ہے ارباب انصاف ملاحظہ فرماویں یہ اثر بعینہٖ ہو بہو دارقطنی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۴۳۳ سطر۱ میں موجود ہے اسکے اسناد میں محمد بن زنبور راوی ضعیف ہے اسکو ابن خزیمہ نے ضعیف کہا ہے اور ابو احمد الحاکم نے کہا کہ یہ متین شخص نہیں ہے مولف صاحب ماشاء اللہ دہوکہ دہی کے فن میں بڑے مشاق ہیں دیکھئے اس اثر کی سند کو ہضم کرکے نفس متن اثر الغیاث میں نقل کردیا اور مزید اعتبار کے لئے اسمیں وکیع کو لا دخل کیا شاباش کیوں نہیں بہر رنگے کہ آئی مے تشناسم اور یہی اثر اغاثۃ اللہفان میں یوں ہے وروی ابو نعیم عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن بعض اصحابہ جاء رجل الی علی کرم اللہ وجہہ فقال طلقت امراتی الفا فقال لہ الثلاث تحرمها علیک واقسم سائرہن بین نسائک اب یہ روایت اور دارقطنی والی دونوں اگرچہ ضعیف ہیں مگر وکیع کسی میں نہیں ہے بے شک یہ مولف صاحب کا ادراج ہے اگر یہ انکا ادراج نہوتا تو ضرور کتاب منقول عنہ ...... کا انہوں پتہ دیتے اور بشرط تنزل وتسلیم حضرت علی کے اس اثر کو جسے صاحب الغیاث نے بطریق وکیع پیش کیا ہے صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی بمقابلہ حدیث صحیح مسلم مروی عن ابن عباس کے اسکی صحت کیا بکار آمد ہوگی - یاد رہے کہ اس کے آگے کل بل نہیں چلتا ہے الکذب یہلک والصدق ینجی مشہور ومعروف بات ہے جس حدیث صحیح کو صاحب الغیاث نے مبسلہ ماتحن فیہ میں نقل کیا ہے اُس کے اصل مطلب سے اسکو بمراحل دوری ہے اُس کے نقل سے چاہئے کہ مشار الیہ کو کچھ فائدہ ہو ہرگز نہیں بجز اسکے کہ چند سطر کاغذ کے سیاہ کرنے میں اپنے اوقات کو ضائع کیا جیسے حضرت عائشہ والی دونوں حدیثیں ہیں جنکو مشار الیہ نے بہ ثبوت دلیل اپنے صفحات ذیل میں نقل کیا ہے پہلی حدیث یہ ہے عن عائشۃ ان رجلا طلق امرأتہ ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتحل للاول قال لا حتی یذوق عسیلتہا کما ذاق الاول رواہ البخاری فی باب من اجاز طلاق الثلاث صفحہ ۷۹۱ سطر ۲۳ اور رسالہ الغیاث کے صفحہ

تا قیام قیامت ہرگز نہو سکیگا ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا زیادہ نہیں دو چار ہی
واقعہ ہی اور مولف نے جو لفظ البتہ کا ترجمہ تین کیا ہے محض غلط کیا ہے بتہ کے معنے
لغت میں کاٹنے کے ہیں بت کا ترجمہ تین یہ مولف صاحب کا طبع زاد ہے ایسا
الزمناہم ثلثا کا ترجمہ طلاق مغلظہ ہوگی کر دیا اپنے حسب خواہ جو چاہا آپ جیسے جہلا یہ
کون دانشمندی ہے اور ابن قیم علیہ الرحمہ نے جو اثر علی رضی اللہ عنہ کو اغاثۃ اللہفان
وغیرہ میں نقل کیا ہے اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ اثر بسند صحیح ہے بلکہ اصل مطلب
انکا یہ ہے کہ یہ اثر یا مثل اسکے اور آثار جنکو مجوزین طلاق ثلاثہ نے نقل کیا ہے ان
وجوہات مشروحہ کے سبب قابل نقل نہیں ہیں پھر بعد تمام ان آثار مستدلہ مخالفین
کے وجوہات بستگانہ کو نقل کرکے یہ فرمایا فهذه حجة ... في اثبات السرح
في هذه المسئلة بحسب بضاعتنا الزجاجية من كتب واما المذهب فقد ... عليه من
ذلك كثير انتهى جب مخالفین نے یہ دعوی کیا کہ وقوع طلاق ثلاثہ پر اجماع ہے تو
بعد نقل انکی ادلہ مستدلہ کے ان وجوہات بستگانہ کو بیان کرکے فرمایا کہ دعوے
اجماع محض غلط ہے اس مسئلہ میں ہمیشہ سے اختلاف چلا آیا ہے ان وجوہات
کے علاوہ اور بھی بہت سے وجوہ ہیں پس اس نقل اثر علی سے مولف کا کیا فائدہ نکلا
اغاثۃ اللہفان میں تو جتنے آثار و احادیث مولف تنبیہات نے اپنے ثبوت دعوے
میں نقل کئے ہیں وہ سب موجود ہیں الا ماشاء اللہ پر سب کا جواب وہیں موجود
ہے انشاء اللہ تعالے حسب موقع و محل بجواب دلائل مولف ہم بھی بعض بعض جوابات
کو نقل کرکے ہدیہ ناظرین منصفین کرونگا مولف کے قول زاد المعاد اور اغاثۃ اللہفان
میں اس اثر کو نقل کیا ہے اسے بفضلہ تعالی اب ارباب بصیرت کیا بلکہ عوام بھی جو کہ
میں نہیں آ دیکھے چلو قصہ ہی طے اور اظہار کید مشار الیہ سیر طرہ +

قولہ صفحہ ۳۴ سطر ۱۵ گو یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اثر حضرت علی جو نہایت صحیح
ہے جسکو وکیع نے روایت کیا ہے الخ

اقول خیر الحمد للہ حدیث زاذان عن علی کا ضعف تو ثابت ہی ہے اسکا انکار

ہمارے مولف صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ حضرات صحابہ سے بسند صحیح طلاق مغلظہ ہونیکا فتوی منقول ہے اور دلیل کی یہ حالت ہے اب دعویٰ ودلیل کی مطابقت کو ارباب انصاف معائنہ فرماکر مشارالیہ کی صداقت کا اندازہ کرلیں کیا سند صحیح اسی کا نام ہے جسکو حضرت نے نقل کیا ہے ؟

قولہ صفحہ سطر ان سب احادیث منقولہ سے الیٰ قولہ ثابت ہوا کہ تین طلاق جس عنوان سے دیجائے طلاق مغلظہ ہوگی بغیر حلالہ کے شوہر اول پر حلال نہیں ہوگی*

اقول - یہ ادنیٰ آدمی بھی جانتا ہے کہ ثبوت دعویٰ مدعی کا جب ہوتا ہے کہ دلیل اس کی پکی اور مضبوط ہو بغیر قوت دلیل کے ثبوت دعویٰ محال ہے حالت دلیل کی تو ارباب بصیرت پر کالشمس فی نصف النہار تاباں ہے پھر ایسی دلیل پر غرانا ہو نا دانشمندی نہیں تو ہے کیا *

قولہ صفحہ ایضاً سطر احادیث ضعیفہ بسبب مروی ہونے متعدد طرق خصوصاً متعدد صحابہ سے حسن لغیرہ ہوتی ہیں تمام کتب اصول حدیث اس مضمون سے بھری ہیں کہ متابعت ومعاضدت حدیث ضعیف کی حدیث ضعیف سے صحیح ہے *

اقول - مجرد تعدد طرق کے سبب حدیث حسن لغیرہ قابل احتجاج نہیں ہوتی۔ اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں کوئی شخص متہم بالکذب یا شذوذ وغیرہ نہو اگر ہوگا تو مجرد کثرت طرق اس حدیث کو قابل احتجاج نہیں بنا سکتی دیکھو حدیث من حفظ علی امتی اربعین حدیثا بہت سے طرق سے مروی ہے پر یہہ کثرت مفید نہیں سارے حفاظ کا اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے کہو کثرت طرق کیا بکار آمد ہوئی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں بذیل اسی حدیث کے ہے فقد نقل النووی اتفاق الحفاظ علی ضعفہ مع کثرۃ طرقہ انتہی مشارالیہ نے جتنے آثار صحابہ نقل کئے ہیں انہیں شاذونادر ہی ایسے ہونگے جنہیں ائمہ نقادان حدیث نے کلام نکیا ہو اور جن احادیث وآثار بجلالت کو مشارالیہ نے بزعم خود انکا معاضد قرار دیا ہے وے نفس میں انکے معاضد نہیں یہ مشارالیہ کی خوش فہمی ہے چنانچہ ناظرین

صـ۱ میں ہے ترجمہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقیں دیں بعد ازاں اُس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا پھر اُس دوسرے نے بھی (بوجہ اُن بناؤ کے) قبل از وطی طلاق دیا آخر یہ مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آیا یہ عورت (اس صورت میں) زوج اوّل کے لئے حلال ہو سکتی ہے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ جبتک یہ دوسرا شوہر زوج اوّل کی طرح اُس عورت سے کامیاب نہو لیگا تبتک وہ عورت زوج اوّل پر حلال نہیں ہو سکتی۔ ف اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جو کوئی اپنی بی بی کو عام ازیں کہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ قبل از وطی تین طلاق اکٹھی دے یا جلسات متفرقہ وآوان متفاوتہ میں دے تو وہ طلاق قابل اعتبار عند الشرع نہیں ہے کیا معنے کہ ایسی تینوں طلاقیں مغلظہ نہیں واقع ہونگی بلکہ رجعی ہونگی وہ عورت اُسی طلاق دہندہ پر رجوع کرائی جائیگی ✦ **قولہ** صـ۱ ایضاً شا دسویں **حدیث** معاذ بن جبل کی ہے دارقطنی نے روایت کیا ہے حدیث اخبرنا احمد بن عبد اللہ بن زیاد الحداد الی آخر الحدیث **اقول** دارقطنی مطبوعہ مطبع فاروقی کے صـ۴۳۳ سطر۱ میں ہے اسکی اسناد میں اسمعیل بن ابی امیہ القرشی ضعیف ومتروک الحدیث ہے خود دارقطنی نے بعد نقل حدیث مذکور کے لکھا ہے اسمعیل بن ابی امیۃ القرشی ضعیف متروک الحدیث انتہیٰ اور مغنی شرح دارقطنی میں بذیل اسی حدیث معاذ کے ہے فیہ اسمعیل بن ابی امیۃ ویقال ابن امیہ ابو الصلت الدارع القرشی الکوفی روی عن حماد بن زید وعثمان ابن مطر قال المؤلف ھو متروک الحدیث وتبع الحافظ ابن القیم فی اغاثۃ اللہفان والذہبی فی المیزان وضعفہ عبد الحق فی احکامہ انتہیٰ ما فی المغنی یعنی اس حدیث میں اسمعیل بن ابی امیۃ القرشی کوفی ہے اور اسکو ابن امیۃ ابو الصلت الدارع بھی کہا جاتا ہے یہ حماد بن زید اور عثمان بن مطر سے روایت کرتا ہے دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک الحدیث ہے حافظ ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان میں اور ذہبی نے میزان الاعتدال میں انہیں دارقطنی کی پیروی کی ہے یعنی متروک الحدیث کہا ہے اور عبد الحق نے اپنی کتاب احکام میں اسکو ضعیف کہا ہے انتہیٰ

ارباب انصاف ملاحظہ فرماویں کہ یہ حدیث کیونکر قابل استدلال ہو سکتی ہے

بجواب اُس کے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تین نے تو اُسکو تمپر حرام کر دیا اور بقیہ کا تمپر گناہ ہے اللہ کی آیتوں کو تمنے کھیل مقرر کر لیا انتہی

اہل انصاف ذرا ملاحظہ فرما دیں کہ اس فتوے مذکورہ بالا حضرت ابن عباس میں کون ایسے الفاظ ہیں جنکا مفہوم یہ ہے کہ طلاق ثلثہ جلسہ واحدہ یا بفم واحد مغلظہ ہے اسے سائل نے تو حضرت ابن عباس سے اتنا ہی آکر بیان کیا کہ میں نے اپنی عورت کو ہزار طلاقیں دیں پر اسکا پتہ نہیں کہ ایک ہی جلسہ یا ایک ہی مونہہ سے یا متفرق جلسوں میں ہو سکتا ہے کہ اونہوں نے حسب عادت سابق جاہلیت کے یہ ہزار طلاقین آوان متفرقات میں دی ہوں اسی بنا پر جناب ممدوح نے وہ فرمایا بغیر قرینہ صارفہ کے کسی حکم خاص کا نکالنا خوش فہمی نہیں تو ہے کیا اگر جملہ طلقت امراتی الفاسے اس حکم کو نکالیں تو یہ صحیح نہیں دعوے و دلیل میں مطابقت لازم ہے دلیل عام سے دعوے خاص کیونکر نکال سکتے ہیں دوسرا یہی کہہ سکتا ہے کہ اونہوں نے ہزار طلاقیں متفرق آوان وجلسات میں دی تھیں جبھی حضرت ابن عباس نے اُسکو حکم تغلیظ سنایا فما جوابکم فھو جوابنا دوسرے فتوے میں بہی تفصیل مذکورہ بالا نہیں ہے اُسکا لفظ یہ ہے عن محمد بن ایاس بن بکیر انہ قال طلق رجل امرأته ثلاثا قبل ان يدخل بها ثم بدا له ان ينكحها فجاء يستفتي فذهب معه فسال ابن عباس وابا هريرة عن ذالك فقالا لا نرى ان تنكحها حتى تنكح زوجا غيرك قال رجل انما كان طلاقي اياها واحدة قال ابن عباس ارسلت من يدك ما كان لك من فضل انتهى یعنی محمد بن ایاس بن بکیر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو قبل وطی کے تین طلاقیں دیں پھر اُسی عورت سے اُسکو نکاح کی ضرورت پڑی تو فتوی پوچھنے آیا پس محمد بن ایاس بن بکیر بہی اُس کے ساتھ چلا پس عبد اللہ بن عباس اور ابی ہریرہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو دونوں نے فرمایا کہ بغیر حلالہ کے ہم جائز نہیں دیکھتے تو اُس شخص نے کہا کہ حضور میری طلاق تو اُسکو ایک تہی (یعنی میں نے اُسکو ایک ہی طلاق دی تہی) تو بجواب اُس کے حضرت ابن عباس نے کہا کہ تمنے اپنے فضل و بزرگی کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا

کتاب الغیاث پر یہ بات مخفی نہیں اگر بالفرض بعض بزرگ موضوعات حدیث ضعیف ضعیف کے قائل بھی ہوئے تو ساتھ ہی اُس کے دوسرے نے اُنکی تردید کردی دیکھو نووی اور بیہقی کے قول جنکو شارالیہ نے اپنی کتاب الغیاث کے صفحہ مذکورہ بالا سکا میں نقل کیا ہے ابوالحسن بن القطان کے قول سے کیونکر دھوتے ہیں۔ چنانچہ فتح المغیث کے صفحہ ۸۲ میں ہے وعند قول ھذا القسم لا یحتج به کله بل یعمل به فی فضائل الاعمال ویتوقف عن العمل به فی الاحکام الا اذا کثرت طرقه او عضده اتصال عمل او موافقة شاهد صحیح او ظاهر القرآن یعنی انہوں نے کہا۔ اس قسم کے ساتھ (یعنی حدیث حسن کے ساتھ) احتجاج نہ کیا جاویگا عام اس سے کہ وہ حدیث حسن لذاتہ ہو یا لغیرہ کسی کے ساتھ نہیں بلکہ فضائل اعمال میں اس کے ساتھ عمل کیا جاویگا احکام میں نہیں اسمیں توقف کیا جائیگا مگر جب طریقے اس کے بکثرت ہوں یا کوئی اتصال عمل اس کے معاضد ہو یا کوئی شاہد صحیح یا ظاہر قرآن اس کے موافق ہو یہی کلام ابن دقیق العید کا ہے جسکو شک ہو وہ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث کے صفحہ ۸۱ و ۸۲ کو دیکھ لے

قولہ صفحہ ۳۶ سطر ۱ سب فتاوی صحابہ ذکر ہوتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ میں مغلظہ ہوتی ہے نقباے صحابہ نے مغلظہ ہونیکا فتوے دیا ہے حضرت عبداللہ بن عباس سے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ یا بلفظ واحد کی طلاق مغلظہ ہونے میں بہت فتاوے منقول ہیں +

اقول۔ یہ صاحب الغیاث کی محض دریدہ دہنی ہے حضرت عبداللہ ابن عباس سے جتنے فتاوے صاحب الغیاث نے اپنے ثبوت دعوے میں نقل کئے ہیں اُنمیں ہرگز وہرآئینہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ یا بلفظ واحد کے مغلظہ ہونیکا حکم نہیں ہے یہ صاحب الغیاث کی اپنی خوش فہمی ہے جو انہیں اس مسئلہ متنازعہ فیہا کو لا محیطے ہیں چنانچہ اول فتوے اُنکا یہ ہے قال رجل لابن عباس طلقت امراتی الفا فقال له ابن عباس ثلاث تحرمها علیک وبقیتها علیک وزرا اتخذت آیات الله هزوا یعنی ابن عباس سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو ہزار طلاقیں دی ہیں تو

بگریبان ہوں ؀

قولہ صفحہ ۲۳ سطر ۱ اعتراض - اگر کوئی کہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس سے تین طلاق کے رجعی ہونیکا بھی فتویٰ منقول ہے قال ابوداؤد وقول حماد بن زید عن عکرمة عن ابن عباس قال اذا قال انت طالق بفم واحد فهی واحدة ؀

جواب - ابوداؤد نے اس روایت کی تضعیف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ قول ابن عباس کا نہیں بلکہ عکرمہ کا قول ہے الیٰ قولہ ایوب نے انت طالق ثلاثا بفم واحد فهی واحدة کو عکرمہ کا قول گردانا ہے ؀

اقول - ابوداؤد نے اس روایت حماد بن زید عن عکرمة عن ابن عباس الخ کی کہاں تضعیف کی ہے صاحب الغیاث کی محض خانہ سازبات ہے اور نہ ابوداؤد نے اس قول ابن عباس کا انکار کیا ہے ہاں یہ البتہ بیان کیا ہے کہ اسمٰعیل بن ابراہیم نے ایوب سے انہوں نے عکرمہ سے اس قول کو نقل کیا ہے ابن عباس کا تذکرہ نہیں کیا اور اسکو عکرمہ کا قول بتایا چنانچہ عبارت ابی داؤد کی جسکو ہمارے مولف صاحب الغیاث نے صفحہ ۲۳ سطر ۱ میں نقل کیا ہے شاہد عدل ہے ہمارے اس بیان کی وہ عبارت بھی مزید اعتبار کے لئے یہاں نقل کئے دیتا ہوں اہل انصاف ملاحظہ فرماویں عبارت ابی داؤد قال ابوداؤد ورواه اسمٰعیل بن ابراهیم عن ایوب عن عکرمة هذا قوله ولم یذکر ابن عباس وجعله قول عکرمة انتهیٰ اس نقل سے یہ لازم نہیں آتا کہ انت طالق ثلاثا بفم واحد فهی واحدة واقعی قول ابن عباس کا ابی داؤد کے نزدیک نہیں ہے کاش ایسا ہی ہوتا تو ابوداؤد هذا اصح عندی ضرور فرماتے واذ لیس فلیس بلکہ ابوداؤد نے تو صاف کہدیا کہ (اگرچہ ایوب نے اسکو قول ابن عباس نہیں گردانا تو کیا) ابن عباس کا قول فلاں حدیث میں مذکور ہی قول ابی داؤد یہ ہے وصار قول ابن عباس فیما حدثنا الخ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابوداؤد کے نزدیک انکار ایوب کا اس قول ابن عباس سے لایعنی ہے اگر انکار ایوب اُنکے نزدیک قابل اعتبار ہوتا تو

اب بات بناتے ہو کہ میں نے اُسکو ایک طلاق دی ہے یہ بات نہیں سُنی جائیگی
ورنہ سب کو یہ جتا کہ تم اُسکو ایک ایک کر کے تین عدتوں میں دیتے اور اگر چاہتے
تو درمیان عدت کے قبل از تکمیل ہر سہ رجوع بھی کر سکتے تھے ایسا نہ کر کے قبل از
وطی تمنے اُس کو تینوں طلاقیں دیدیں اب کیا ہو سکتا ہے اُس کے واسطے
تو مستحق نہیں ہے کہ تمکو حکم رجعت سنایا جاوے خود کردہ را چہ علاج ؟
ہم کیا کریں ، ف یہی علت تھی جو حضرت ابن عباس نے سائل کو یہ حکم
فرمایا۔ باقی رہا یہ امر کہ حضرت ابن عباس نے جو سائل کے قول انما کان طلاق
ایاہا واحدۃ کا کچھ خیال نہ فرمایا اُس کی علت یہی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ممدوح
نے اُسکو خلاف اظہار سمجھکر ٹالدیا اسواسطے کہ پہلے اُس نے اظہار ثلاثا کا کیا۔
پھر بعد صدور حکم منجانب حضرت ممدوح یہ کہنے لگا تو یہ خلاف اظہار و خود غرضی
نہیں تو ہے کیا اور اگر یہ تاویل نہ کیجاوے تو حضرت ابن عباس پر سخت اعتراض
لازم آتا ہے وہ یہ کہ بعد اقرار رکانہ کے حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے اُنکو حکم رجعت
سنایا اور بخلاف اُس کے حضرت ابن عباس نے قول سائل پر اعتبار نہ کر کے
اپنا حکم بحال و برقرار رکھا محل تعجب نہیں تو ہے کیا دیکھنا ہے کہ اس خلاف کا
صاحب الغیاث کیا جواب رکھتے ہیں پس یہ دوسرا فتویٰ بھی موافق مدعا صاحب
الغیاث نہیں پھر استدلال اُنکا فتوے سے خوش فہمی نہیں تو ہے کیا یہی حال
باقی اور فتاویٰ حضرت ابن عباس کا ہے کسی میں تفصیل و تصریح جلسہ واحدہ
یا فم واحد کی نہیں ہے صاحب الغیاث کی محض سنہ زوری دابلہ فریبی ہے کہ
خواہ مخواہ مسئلہ متنازعہ فیہا میں اُن فتوؤں سے عارۃ الدلالت سے استدلال
کرتے ہیں اور بقیہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فتاوے کا
بھی یہی حال ہے پھر استدلال اُن سے کیونکر صحیح ہوگا صاحب الغیاث اگر
سچے ہیں تو ان فتاوؤں میں سے کسی ایک کے اندر بھی تصریح و تفصیل مذکورہ بالا
کو صاف و صریح لفظوں میں دکھلادیں پھر اپنے استدلال پر ناز کریں ورنہ

ہونے میں کسی کو کلام ہے باقی رہی یہ بات کہ طلاق ثلثہ دفعۃً بجلسہ واحدہ یا بفم واحد والی بھی انکے نزدیک مغلظہ ہے یا نہیں تو بے شک صحیح بلکہ اصح ان کو یہی مروی ہے کہ ایسی طلاق انکے نزدیک ہرگز مغلظہ نہیں یہی قول انکا ہے علاوہ عکرمہ کے حماد بن زید وحماد بن سلمہ وابن علیہ اور ابن الجوزی نے بھی روایت کیا ہے فقط اسمعیل کے عن عکرمہ کہنے سے اور رواۃ کی روایت کا انکار کرنا اور حماد کے تفرد کا گمان کرنا آفتاب روشن پر خاک ڈالنا ہے بلکہ شپرہ چشمی ہے تو موزون نہیں اور حضرت ابن عباس کا اس قول سے رجوع صحیح کیا بلکہ ضعیف طور سے بھی کسی ایک فتوے میں مذکور نہیں متعدد فتاوی جو منقول ہیں اور حاصل یہ کہ ہمارے صاحب الغیاث نے جہاں کہیں ثلاثا کا لفظ دیکھا اور اس سے محض حسب زعم فاسد اپنے ثلاثا بلفظ واحد سمجھ لیا حالانکہ اس کی تصریح کسی ایک فتوے حضرت ابن عباس میں مرقوم نہیں جو طلاق ثلثہ بفم واحد کے واحد نہیں ہونیکا اثر ہیونکر باقی رہیگا۔ صاحب الغیاث کیجئے تو ایک ہی فتوے ایسی تصریح کا بسند صحیح حضرت ابن عباس سے نقل کرکے دکھلا دیں اور یہ ان سے انشاء اللہ تعالے تا قیام قیامت نہیں ہوگا ◆

قولہ صفحہ ۳ دوسرا فتوے ثانی حضرت ابن عمر کا ہے جسکو امام بخاری نے معلق اور مسلم نے مسندا روایت کیا ہے عن ابن عمر انہ کان اذا سئل عن الطلاق فقال لو انک طلقت مرۃ او مرتین فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنی بھذا وان طلقتہا ثلاثا فقد حرمت علیک حتی تنکح زوجا غیرک ◆

اقول اس فتوے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی استدلال صاحب الغیاث کا مسئلہ متنازعہ فیہا میں ہرگز صحیح نہیں اسواسطے کہ فتوے مذکورہ میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے کہ جسکا مفہوم یہ ہو کہ سائل نے تینوں طلاقیں اکٹھی دی تھی بلکہ قول حضرت ابن عمر او انت طلقت مرۃ او مرتین صاف کہہ رہا ہے کہ سائل نے ایک یا دو طلاقیں مرۃ بعد اخری کرکے آدمی متفرق دیا تھا اگر اسی عنوان سے تینوں طلاقیں

دعا ز قول ابن عباس فیما احدثنا ہرگز نہ فرماتے۔ یہ صاحب الغیاث کی خوش فہمی ہے جو ایسا سمجھے ہیں۔ بریں عقل و دانش باید گریست۔

علاوہ ازیں مجرد انکا ایوب کا بمقابلہ روایت حماد و طاؤس و ابی الصہبا وغیرہا قول ابن عباس قابل التفات نہیں ہے واقعی یہی بات ہوتی تو یہ چارو بخلاف اسکے ہرگز نہیں روایت کرتے کیا سبھوں نے بھانگ کھا یا تہا کہ غیر واقعی بات روایت کر بیٹھے حاشا ہم یہ بڑے باعظمت حضرات ہیں بلکہ بمقابلہ انکے اگر کوئی یہ کہے کہ ایوب کو وہم ہوگیا کہ اسکو عکرمہ کا قول سمجھ بیٹھے تو ہرگز نا موزون نہیں ہوگا اور حماد بن زید کا رتبہ ایوب سے کہاں اعلیٰ وارفع ہے آسمان و زمین کا مقابلہ سمجھو +

اب اہل انصاف ہمارے مولف صاحب کے قول باتناقض کو ملاحظہ کریں وہ یہ ہے کہ پہلے بیان کیا کہ ابوداؤد نے اس روایت کی تضعیف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ قول ابن عباس کا نہیں ہے بلکہ عکرمہ کا ہے اور اسی ص کی سطر میں کہتے ہیں کہ ایوب نے انت طالق ثلاثا بفم واحد فھی واحدۃ کو عکرمہ کا قول گردانا انتہیٰ۔

کہئیے! اب کون بات صاحب الغیاث کی قابل اعتبار ہو سکے پہلی یا دوسری؟ اصل یہ ہے کہ اس مسئلہ معرکہ آرا میں وہ خواہ مخواہ اپنے کو ڈالکر کچھ ایسے حواس باختہ ہوگئے ہیں کہ انکو اپنی بات کا پتہ ہی نہیں لگتا یا یوں کہئیے کہ اپنے زعم میں تو وہ اپنے ثبوت مدعا کیلئے بہت کچھ ہاتھ پیر ہلاتے ہیں پر بنائے نہیں بنتی آخر حق بات حلق سے نکل ہی پڑتی ہے والحمد للہ علیٰ ذلک

قولہ ص ۳۳ سطر ۱ غرضکہ عبداللہ بن عباس سے محفوظ یہی ہے کہ طلاق ثلاثہ کو مغلظہ قرار دیتے تھے اور بے شک صحیح بھی یہی ہے کہ یہ قول ابن عباس کا نہیں ہے کسی شاگرد ان نے ابن عباس سے اسکو روایت نہیں کیا سوائے عکرمہ کے اور حماد اس زیادتی میں منفرد ہیں اسمٰعیل نے فقط عن عکرمہ کہا الخ

اقول ۔ ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محفوظ یہی ہے کہ طلاق ثلاثہ واقعہ اوان متفرقات کی بے شک مغلظہ ہے اور اس کے صحیح و درست

اُس کے لئے تو عدت نہیں اور یہ عطا کی محض سمجھ تھی پس حضرت عبد اللہ بن عمرو
العاص اُنپر خفا ہوئے کہ ایک طلاق سے غیر مدخولہ بہا اپنے زوج پر حرام نہیں ہوتی
تم یونہی بات بناتے ہو ایک طلاق اُسکو بائنہ کریگی یعنی وہ اپنے شوہر پر بالکل حرام
نہوجائیگی ہاں بے تجدید نکاح پھر اُس کی زوجیت میں رہیگی اور تین حرام - اب جبتک
کہ دوسرے سے نکاح نکریگی زوج اول پر حلال نہیں ہوسکتی تمہارا طلاق البکر واحدۃ
کہنا تمہارا فقط بات بنانا ہے جب تمکو معلوم نہ تھا تو انما طلاق البکر واحدۃ کیوں
کہدیا حالانکہ سائل نے تم سے سوال ہی نہیں کیا تھا - خدا ایسی بے تکی نہ ہانکنا -
پس خلاصہ مطلب عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی خفگی کا ہے یہ واقعی محل خفگی کا ہے -
اسواسطے کہ عطاء نے بے موقع بے پوچھے دخل در معقولات دیا اور یہ انکو مناسب
نہ تھا ہاں اگر سائل ان سے پوچھتا تو یہ جواب دیتے تو وہ بھی عمرو بن العاص کے
مقابلہ میں خلاف ادب تھا کیونکہ وہ صحابی اور صحابی بھی کیسے ذی علم اور یہ اُن کے
شاگرد بلکہ از مستفیدین علاوہ بریں جواب بھی غلط اسپر بھی عمرو بن العاص انکو متنبہ
نکرتے تو گویا بار گناہ اپنی گردن پر لیتے اور حضرات صحابہ کا مختلف الرائے ہونا
اس مسئلہ متنازعہ فیہا میں اوپر بیان کر دیا گیا ہے اب پھر یہاں اُس کے اعادہ
کی ضرورت نہیں فتدبر -

ف اول تو جتنے فتاوے ان حضرات صحابہ سے صاحب اغاثہ نے نقل کئے
ہیں وے ہمارے خلاف نہیں دوسرے بالفرض ان ہی لیں تو بھی اُن سے
صاف ظاہر ہے کہ یہ فتوے بعد دو برس خلافت حضرت عمر کے دیا گیا تھا اسواسطے
کہ حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں اُن کے موجود رہتے ہوئے لوگ اور دیگر
حضرات صحابہ سے مسئلہ نہیں پوچھ سکتے تھے اور اسکو ادنی فہم والا آدمی بھی سمجھ
سکتا ہے حاکم کے موجود ہوتے محکوم کے پاس کیوں رجوع کرتے فتامل

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا یہ قول کہ قبل دو برس خلافت حضرت عمر کے سب صحابہ
یا تو طلاق ثلاثہ واحدہ کو رجعی ہونیکا فتوی دیتے تھے یا تینی کے ساتھ ہمراہی تھے -

دیتا تو اُس عورت کا اُسپر حرام ہونا یقینی امر تہا پھر فتوے حرمت نہ دیا جاتا تو کیا دیا جاتا کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بخلاف حکم نبوی فتوے دیتے ۔ حاشاہ ۔ اِس فتوے میں ان طلقہا ثلاثا فی مجلس واحد بفم واحد ہرگز نہیں ہے صاحب الغیاث کی خوش فہمی ہے جو نا شدہ بات کو اسمیں لا گھسیٹتے ہیں اور بیچارے عوام کو دہوکہ میں ڈالتے ہیں کیا صاحب تحقیق وانصاف کا یہی کام ہے؟ ہرگز نہیں ۔ یہی حال باقی اور فتاوی حضرات صحابہ کا ہے کسی میں تصریح مذکورہ مرقوم نہیں پھر ایسے مبہمات سے اس مسئلہ خاص میں استدلال کرنا صاحب الغیاث ہی کا کام ہے مصرع آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو ۔

اِن فتووں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کو مغلظہ نہیں قرار دیتے تہے دعویٰ مغلظہ واجماع کا طلاق ثلاثہ بفم واحد پر صاحب الغیاث جیسے خوش فہموں کا کام ہے ۔

قولہ ۔ فتوے علاسۃ فتویٰ ساتواں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا ہے جسکو امام مالک نے روایت کیا ہے مالک عن یحیی ابن سعید عن بکیر بن عبد اللہ بن الاشج عن النعمان ابن ابی عیاش الانصاری عن ابن یسار قال جاء رجل یسال عبد اللہ بن عمرو ابن العاص عن رجل طلق امراتہ ثلاثا قبل ان یمسہا قال عطاء فقلت انما طلاق البکر واحدۃ فقال لہ عبد اللہ ابن عمرو انما انت قاص الواحدۃ تبینہا والثلاث تحرمہا حتی تنکح زوجا غیرہ ۔

اقول ۔ اس فتوے سے بہی استدلال صاحب الغیاث کا محض بے فائدہ ہے اسمیں بہی تصریح بفم واحد کی نہیں ہے پہر استدلال اس سے کیونکر صحیح ہوگا علاوہ بریں اصل مطلب فتوے سے بہی صاحب الغیاث شد ہر اصل وہ ہیں عبد اللہ بن عمرو بن العاص جو عطاء پر خفا ہوئے اسکی وجہ وہ نہیں ہے جسکو صاحب الغیاث نے سمجہا ہے بلکہ اصل وجہ انکی یہ ہے کہ عطاء نے بے سوچے بوجہے جہٹ کہدیا کہ طلاق دہندہ کو تین طلاق دینے کی ضرورت کیا تہی باکرہ کیلئے تو ایک ہی طلاق کافی تہی

ثلاثاً اسکا محض بے معنی ہے کیونکہ اُس نے تین دفعہ طلاق نہیں دیا ہے اور جز
این نیست کہ قول اسکا ثلاثاً جب قابل اعتبار ہوگا کہ جب معنی سے خبر دیگا اور
یوں کہیگا کہ طلقت ثلاثاً یعنی تین فعل کی خبر دیتا ہوں تو اسوقت میں یہ اُس سے تین
وقتوں میں شمار ہوگا جیسے کوئی شخص کہے کہ کل میں نے فلاں سورہ کو تین دفعہ پڑھا تو
یہ کہنا اسکا صحیح ہوگا اور اگر اسکو یکدفعہ پڑھا تھا اور کہدیا کہ تین دفعہ پڑھا تو وہ جھوٹا
ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھایا ساتھ اللہ کے تین تو اس صورت میں وہ حلف پھیرا جائیگا
اور تین قسم ہوگا اور اگر احلف باللہ ثلاثاً کہے تو اس صورت میں وہ ایکہی قسم ہو
گی تین نہیں اور طلاق بھی ایسا ہی ہے اور یہی کہا زبیر بن عوام اور عبدالرحمن بن عوف
نے ان سب کو مغیث ابن وضاح سے نقل کیا ہے، انتہی

اس عبارت فاتحہ للمقال سے کالشمس فی نصف النہار عیاں ہے کہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ اور عبداللہ بن مسعود اور زبیر بن عوام اور عبدالرحمن بن عوف کا یہی مذہب
تھا انکے علاوہ اور حضرات صحابہ کا بھی یہی مذہب تھا چنانچہ حافظ ابن حجر کی عبارت
مغنی حاشیہ دارقطنی سے نکلی ہوئی پیشتر میں نقل کرچکا ہوں اور ابن زنباع شیخ
ہدی و محمد بن بقی و محمد بن عبدالسلام خشنی جو شیخ زمانہ کے فقیہہ تھے اور اصبغ بن حباب
اور انکے علاوہ جماعت فقہاے قرطبہ کا یہی مذہب ہے اب بھی اگر کوئی کوتہ فہم باوجود
اسکے سواے حضرت ابن عباس کے اور حضرات صحابہ کے اس مذہب سے انکار
کرے تو واقعی اُس کے فہم میں کیا کلام ہے۔

قولہ صفحہ [illegible] بلکہ برخلاف اس کے خود علامہ ابن قیم معترف ہیں کہ کسی کا فتویٰ
سواے حضرت ابن عباس کے بسند صحیح منقول نہیں ہے +

اقول ماشاء اللہ صاحب الغیاث بد فریبی میں بڑے مشاق معلوم ہوتے ہیں
علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ کو جو کہ اثبات مسئلہ متنازعہ فیہا میں بڑا طول کھینچتے ہیں اپنا خیال
ظاہر کرکے دام تزویر میں بیچارے عوام کو پھنسانا چاہا اور اسکا خیال نہیں کیا کہ یہ داؤ
ہمارا نہیں چلیگا آخر کو سرنگون ہونا پڑیگا وہ کیا کریں جہالت انسان بھی دیکھکے

نفس الامر میں بہت صحیح ہے ہمارے صاحب لیونڈ شاید تعجب اسکو نہیں تو کیا یہ
کرن ... کیا ... کی عدم رویت روشنی آفتاب سے کیا نفس الامر میں
وہ ... مستثنیات ہرگز نہیں علامہ ابن قیم نے جو سوائے
حضرت ابن عباس ... کا فتوے نہیں نقل کیا تو کیا ہوا یہی انہوں
نے توثیق ... کے قول سے حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول
نقل ... کیا ... جو جو نقل کرنے۔

میں ... کتاب اغاثۃ اللہفان ابن قیم علیہ الرحمہ نقل کرتا ہوں جس سے
مذہب حضرت علی و ابن مسعود وغیرہ کا صاف ظاہر ہے وہ یہ ہے ثم اختلف
اہل العلم بعد اجماعہم علی انہ مطلق کم یلزمہ من الطلاق فقال علی بن ابی
طالب کرم اللہ وجہہ وابن مسعود رضی اللہ عنہما یلزمہ طلقۃ واحدۃ وقال ابن
عباس وقال ثوبہ ثلث لا معنی لہ لانہ لم یطلق ثلاث مرات وانما یجوز قولہ
فی ثلاث اذا کان مخبرا عما مضی فیقول طلقت ثلاثا یخبر عن ثلاثۃ افعال کانت منہ
فی ثلاثۃ اوقات کرجل قال قرأت امس سورۃ کذا ثلاث مرات فذلک یصح
لو قرأہا مرۃ واحدۃ فقال قرأتہا ثلاث مرات کان کاذبا وکذلک لو حلف باللہ
ثلاثا یردد الحلف کانت ثلاثۃ ایمان ولو قال احلف باللہ ثلاثا لم یکن حلفا
الا یمینا واحدۃ والطلاق مثلہ ومثل قال الزبیر بن العوام وعبد الرحمن بن عوف
روینا ذلک کلہ عن ابن وضاح الی اخرہ۔

ترجمہ پھر اختلاف کیا اہل علم نے بعد اجماع انکے اس بات پر کہ وہ
طلاق دہندہ تو ضرور ہے پر ایسی صورت میں اسکو کتنی طلاق لازم ہوگی پس فرمایا
حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے بعد اسکو
ایک طلاق لازم ہوگی یعنی اس طلاق دہندہ کو کہ جس نے تینوں طلاقیں اکٹھی دیں
تین طلاق دہندہ نہیں کہینگے بلکہ یہ کہینگے کہ تم نے ایک ہی طلاق دی ہے اور
یہی قول ابن عباس کا ہے اور فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ یہ قول

تو وہ خاک تو یقینی ہے باد صرصر اہل تحقیق سے کیسا اڑتا نظر آیا۔ اہل بصیرت اسکو خوب سمجھ جاوینگے شاباش : مصرع :- این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔
پھر بیٹے مونہہ تعامل صحابہ کا تلاش کس برتے پر حضرت مطالب اقوال و الاثبات کے فہم کیلئے لیاقت درکار ہے۔ تعامل صحابہ کچھ اس رسالہ میں اوپر دکھلایا گیا ہے۔ زیادہ کی تلاش ہے تو کتب حضرات اہل تحقیق مطالعہ کریں خالی تمہاری سے کام نہیں نکلیگا یقین جانئے بر رسولان بلاغ باشد وبس۔

اغاثۃ اللہفان کو اگر آپ کسی اہل تحقیق سے پڑھ لیتے تو انشاء اللہ تعالیٰ ایسی بے تکی تعامل کی ہرگز نہ ہانکتے افسوس کہ اس دولت گرانمایہ خدمت اہل تحقیق سے آپ کو حرمان ہی نصیب رہی اور کیونکر یہ حرمانی نصیب ہوتی جبتک کہ حضرت والد بزرگوار کا سایۂ عاطفت آپ کے فرق مبارک پر رہا اسوقت تک مرقاۃ وغیرہ ہی کی ورق گردانی سے آپکو فرصت نہیں رہی بعد انتقال انکے شاید کوئی ڈیڑھ دو مہینے مولوی ہدایت اللہ خانصاحب جونپوری کی خدمت میں آپ رہے ہونگے کہ پھر ہمراہ والدہ ماجدہ کے آپکو سفر حج پیش آگیا وہاں سے آکر اپنے اس کاروبار شیکہ داری میں پھنسے آپ نے پڑھا تو کب۔ ابھی زیادہ نہیں مشکوۃ شریف ہی کسی اہل فن سے آپ دیکھ لیتے تو ایسی بے تکی نہ ہانکتے۔ ہاں ہاں میں بھول گیا۔ کچھ روز مولوی امیر حسن صاحب مغفور کو بخاری شریف پڑھنے کا حضرت جامع محامد جناب مولانا و شیخنا حضرت مولانا مولوی وصی محمد عبد اللہ صاحب گیلانوی سے شوق ہوا تھا اس حلقہ میں دو چار روز آپکی صورت بھی نظر آئی تھی بس اللہ اللہ خیر صلاح یہی تو آپکا مبلغ علم ہے اسی پر یہ کود پھاند ہم جہوٹے تو آپکا رسالہ ہی آپ کے مبلغ علم پر شاہد عدل ہے اسکو اہل علم خوب سمجھ جاوینگے۔ عوام تو یہ پونے چار جزکا رسالہ الثبات آپکا دیکھکر ضرور مولانا کہینگے پر انکی گفت و شنود کا اعتبار ذی علموں کے نزدیک ہرگز نہیں ؎

اند کے با تو بگفتم و بدل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

ث نے انکو مجبور کر رکہا ہے خراب اصل مطلب علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا
ارباب بصیرت ملاحظہ فرماویں اور صاحب الغیاث کی اس کارروائی کی داد دیں کہ
وضاح وابن مغیث نے جو حضرت علی اور ابن مسعود اور زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے
یہ حکایت کی کہ جس کسی نے تینوں طلاقیں اکٹھی واقع کیں تو وہ تینوں واقع ہوں گی
اس حکایت کی تردید میں علامہ موصوف نے فرمایا کہ یہ حکایت حضرت عبد اللہ ابن عباس
کی نسبت تو یقینی غلط ہے اسواسطے کہ حضرت ابن عباس سے تو صحیح طور سے ثابت ہے
کہ وہ ایسی تین طلاق کو ایک شمار کیا کرتے تہے انکی نسبت تو یہ حکایت کسی طرح سے صحیح
ہو ہی نہیں سکتی باقی اور حضرات کی نسبت جو الزام ثلاث کی حکایت کی ہے وہ بہی ہمارے
نزدیک قابل اعتبار نہیں اسواسطے کہ اس مادہ میں ہمکو کوئی صحیح نقل نہیں ملی پس اسی
واسطے وجوہ مبینہ للنزاع میں اس حکایت کو ہم نہیں شمار کرتے ہم انہیں کا اعتبار اور
شمار کرتے جنپر ہمکو وقوف ہے انتہی۔

مزید تصدیق کیلئے میں پوری عبارت اغاثۃ اللہفان کی یہاں نقل کرکے ہدیہ ناظرین
منصفین کرتا ہوں ملاحظہ فرماکر داد حق دیں وہ عبارت یہ ہے۔

وقد حکی ابن وضاح وابن مغیث عن علی وابن مسعود والزبیر وابن عباس
الالزام بالثلاث لمن اوقعها جملة۔ وصح عن ابن عباس انه جعلها واحدة ولم نقف
علی نقل صحیح عن غیره من الصحابة بذلك فلذلك لم نعد ما حكي عنهم في الوجوه المبينة
للنزاع وانما نعد ما وقفنا عليه في مواضعه ونعزوه اليها وبالله التوفيق انتهى۔

ترجمہ ہکا اوپر اصل مطلب میں گذرچکا صاحب الغیاث نے فقط جملہ ولم نقف علی
نقل صحیح عن غیره من الصحابة کو نقل کرکے بیچارے عوام کو دہوکہ دینا چاہا۔
لاحول ولا قوة۔ اہل تحقیق کا یہی کام ہے یہ تو بعینہ غیر اہل اسلام کا دہوکہ ہے۔ کہ
عوام اسلامیوں کو دیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ تمہارے قرآن میں نماز پڑہنا
منع ہے اور لا تقربوا الصلوة کو اپنے ثبوت دعوی میں پیش کرتے ہیں ایسی ہی
کارروائی پر یہ زد ہے۔ شعر۔ کہ میرا رسالہ دیوا بہشدہ است سب ابہی دیوا دشہبات وغیرہ

اور بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اُن سے روایت کیا اور عبداللہ بن مبارک اور عباد بن العوام اور وکیع بن الجراح اور ابی عاصم النبیل کے شاگرد ہیں اور ثقہ ہیں اور طرفہ تر یہ کہ امام ابوحنیفہ کے طبقہ ثانیہ کے بھی شاگرد ہیں۔ . . . .
. . . . اور یہی ایک روایت امام مالک کی ہے اس کو ایک جماعت مالکیہ نے امام مالک سے حکایت کیا ہے اُنہیں تلمسانی ہیں اور اس حکایت کی نسبت ابن ابی زید نے بھی تصدیق کی ہے اور تلمسانی کو قوت دی ہے کہ ہاں یہ حکایت ایک روایت امام مالک کی بہت صحیح ہے اور اسی کی موید ہے عبارت ابن تجید حاشیہ بیضاوی کی کہ واحد رجعی ہونیکا قول امام ابوحنیفہ کا ہے۔ ابن تجید کی عبارت رسالہ تحقیق المعات کے ۱۲ سطر ۱۹ میں موجود ہے ملاحظہ کریں اُس میں پورا پتہ ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ عینی جو کہیں وہ تو کالوحی من السماء سمجھا جائے اور دوسرے کا قول ہباءً منثورا سمجھا جائے کیا یہ انصاف کا خون کرنا نہیں ہے ضرور ہے ترجیح بلا مرجح اسی کو کہتے ہیں بلکہ اندھی تقلید پہلے بسند صحیح و نقل صحیح سلسلہ وار بغیر از انقطاع احد من الراوی ہر چہار ائمہ سے قول بالتغلیظ کو نقل کریں پھر قاضی صاحب کے قول کو سنداً پیش کیجئے گا ابھی آپ ہی دھو دھو کے پیجئے بلکہ انصاف تو اسکو مقتضی ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہا تو یقینی ہے اور یہ اختلاف ہرج کا نہیں بلکہ حضرات صحابہ کے زمانہ سے آجتک اس میں اختلاف پایا جاتا ہے ہٹ دہرمی کا تو جواب نہیں جو اسپر عمل تو نہ کرے اپنا سر کھائے بیچاری عاملین پر کیوں آنکھیں نکالی جائیں نہیں نکالیں اسکا کوئی حق نہیں ہے آنکھ نکال نا لعنت کرنا لاریب بے چارے انصاف کی گردن پر بہوتری چھری چلانا ہے۔ آپ مت عمل کیجئے آپکا زبردستی کون گلا دباتا ہے جو اسقدر ڈرے جاتے ہیں ؛

قولہ ۱۳ سطر ۱۳ علامہ عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھتے ہیں ھذا مذھب جمہور العلماء من التابعین ومن بعدھم منھم اوزاعی النخعی والثوری وابوحنیفۃ واصحابہ انتھی ؛

قولہ صفحہ ۱۳۳ سطر ۳ بڑے بڑے فقہائے صحابہ جو مجتہدین عظام سے ہیں انکا فتوے نقل کر دیا گیا +

اقول نقل کرنیکو تو آپنے حسب زعم فاسد اپنے بہت کچھ نقل کر دیا ہے پر اصل مطلب سے آنکے آپ مراحل دور رہے اور اسکو اپنے اپنے موقع میں ہمنے بیان کر دیا ہے ضرور ملاحظہ شریف میں آپ کے آویگا جسقدر دلائل تحقیق اوپر مذکور ہوئے اہل انصاف و دور از اعتساف کے عمل در آمد کیلئے اتنی ہی کافی ہیں جنکی آنکھوں پر تعصب و جانبداری کا انپٹ بندھا ہے انکو اتنے کیا سارا قرآن و حدیث و تعامل الناس من لدن حضرات صحابہ الی یومنا ہذا لکھکر دکھلاؤ تو بھی کب ماننے والے ہیں سہ

عاقل کیلئے کافی ہے ایک حرف اشارہ

کافی نہیں نادان کو دفتر نہ رسالہ

قولہ صفحہ ۱۳۳ سطر ۱۲ قاضی ثناء اللہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان ما یخالف الائمۃ الاربعۃ +

یعنی اسپر اجماع ہو گیا ہے کہ جو مسئلہ خلاف ائمہ اربعہ کے ہو وہ مسئلہ باطل ہے +

اقول اولی تو اس مسئلہ متنازعہ فیہا میں ائمہ اربعہ کا اتفاق منقول ہی نہیں اس میں خود اختلاف ہے سوائے بعض متعصبین احناف کے مثل جیسے کے اہل تحقیق کوئی نہیں کہتا ہے کہ یہ ائمہ اربعہ کا مذہب ہے بلکہ بہتوں نے صاف لکھدیا ہے کہ طلاق ثلاثہ واقعہ فی مجلس واحد رجعی ہونیکا امام مالک و امام ابی حنیفہ و امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے چنانچہ مازری نے کتاب معلم میں بیان کیا ہے کہ محمد بن مقاتل کہتے ہیں کہ یہ تو یعنی طلاق ثلاثہ ایک رجعی واقع ہوتی ہے ایک قول ہمارے امام ابو حنیفہ کا ہے اور امام احمد کا بھی ایک قول ہے کہ طلاق ثلاثہ دینے سے ایک رجعی واقع ہوتی ہے اور محمد بن مقاتل وہ شخص ہیں کہ جن سے امام احمد نے روایت کی ہے

صحابہ وتابعین ومن بعدہم کا اجماع ہے تو آپکو قسم ہے خدائے واحد لاشریک کی حضرات اہل ظواہر وغیرہم قائلین واحد رجعی کے اوپر فتوے کفر ضرور لکہئے کیونکہ سانچ میں آنچ کیا۔ خارق للاجماع کا فر آپ کے اصول فقہ کا مسلم مسئلہ ہے۔ تو آپ ڈرتے کیوں ہیں واللہ اگر آپ اپنی بات کے پکے ہونگے تو ضرور لکہینگے ورنہ یہ محض زبانی جمع خرچ آپکا ہے علاوہ بریں حنفیوں کے جانب دار علامہ ابوجعفر طحاوی اپنی کتاب تہذیب الآثار میں لکہتے ہیں باب اذا طلق الرجل امراتہ ثلاثاً معاً پھر اسکے بعد حدیث ابی الصہبا کو ذکر کرکے کہتے ہیں فذہب قوم الی ان الرجل اذا طلق امراتہ ثلاثاً معاً فقد وقعت علیہا واحدۃ اذا کانت فی وقت سنۃ وذلک ان تکون طاہرا فی غیر جماع واحتجوا فی ذلک بہذا الحدیث الخ اور ایساہی عمدۃ القاری شرح بخاری میں علامہ بدرالدین عینی صاحب بہی لکہتے ہیں عبارت اُس کی یہ ہے ذہب طاؤس وابن اسحق والحجاج وا الظاہریۃ الی ان الرجل اذا طلق امراتہ ثلاثاً معاً فقد وقعت علیہا واحدۃ واحتجوا بحدیث الصہباء انتہی

اگر واقعی اس مسئلہ پر اجماع ہوتا تو ضرور وہ اُس قوم کو خارق للاجماع قرار دیکر فتوے کفر اُنپر جاری کرتے حالانکہ نہیں جاری کیا تو معلوم ہوا کہ اسپر اجماع نہیں ہے فتدبر ولا تکن من الغافلین اور اس عبارت تہذیب الآثار سے و عینی سے صاف ظاہر ہے کہ اس طرف یعنی واحد رجعی کی طرف ایک دو آدمی نہیں بلکہ قوم کی قوم ہے پھر اسکو مذہب شاذ کہنا حماقت نہیں تو ہے کیا۔ بعضوں نے یہی مذہب شاذ کہکر فلا یعمل بہ کہا تہا علامہ ابن حجر صاحب فتح الباری نے بجواب اُس کے فرمایا کہ یہ مذہب شاذ نہیں ہے حضرت علی وابن مسعود وعبدالرحمن بن عوف اور زبیر سے صاف منقول ہے ایسی تین طلاقیں جو مجموعاً واقع کیجاتی ہیں واحد رجعی ہوتی ہیں اسکو ابن مغیث نے اپنی کتاب الوثائق میں نقل کیا ہے انتہی پوری عبارت فتح الباری کی اوپر مقدمہ میں نقل کرچکا ہوں اب پہر

اقول یہ عبارت بھی مفید مدعا بر خاص و عام ہے اسواسطے کہ اس عبارت سے یہ بات نہیں معلوم ہوتی کہ اس طلاق دہندہ کی تینوں طلاقیں مغلظہ واقع ہونگی یا واحد بھی اس عبارت میں کسی کی تصریح نہیں ہاں اگر اسکی تصریح ہوتی تو وہ تینوں مغلظہ واقع ہونگی واحد بھی نہیں تو بے شک اس سے استدلال صحیح ہوتا اس عبارت سے اس بات کا بھی پتہ لگ گیا کہ ہاں وہ طلاق واقع ہو جائیگی وعینی صاحب کی اصل غرض بھی یہی ہے اسواسطے کہ بہت سے لوگ اس طرف بھی گئے ہیں کہ ایسی تین طلاقیں جو کسی واقع کیا ویں نہیں واقع ہوتیں جواب انکے عینی صاحب نے یہ عبارت لکھی اور مذہب جماہیر بیان کیا پر اس مسئلہ متنازعہ فیہا سے بالکل سکوت اختیار کیا اب اگر یہ کہو کہ جب تینوں واقع ہی نہ ہوئیں تو پھر انہوں نے لکنہ یاثم کیوں کہا تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس طلاق دہندہ نے چونکہ خلاف سنت ایکہی وقت میں دی ہیں لئے یہ گناہ اسکے سر تھپا اور اس عبارت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وقوع مذہب جمیع حضرات صحابہ نہیں ہے ورنہ تو جماہیر العلماء من الصحابة والتابعین الی آخرہ ضرور فرماتے غیر المحدود مقدار اس سے بھی غرض صاحب الغیاث کی فوت ہوئی یوں تمامیں تو آنکو اختیار ہے پر واضح رہے کہ ہستنی قسمت لفظ ہوتا ہے نکہ لفظ ہو کچھ اعادہ مقصود اور مطلب بیان کریں کچھ اور۔

قولہ صاحب الغیاث علامہ نووی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ یہی مذہب جمہور صحابہ و تابعین و من بعدہم کا ہے کہ طلاق ثلاث فی مجلس واحد مغلظہ ہے لیکن اختلاف کیا اس میں اہل ظاہر و محمد بن اسحق و ابن طاؤس اور چند شخصوں نے۔

اقول اس عبارت نووی سے کالشمس فی نصف النہار عیان ہوگیا کہ اس مسئلہ متنازعہ فیہا میں حضرات صحابہ و تابعین و من بعدہم کا اجماع نہیں ہے یہ حضرات جبتک سے اسمیں مختلف الرائے رہے متفق الرائے ہوتے تو نووی یہ عبارت ہرگز نہ لکھتے اور اہل ظاہر و محمد بن اسحق و ابن طاؤس وغیرہم حضرات اس طرف نہ جاتے اور خارق للاجماع نہ بنتے حاشاہم بھی حضرات آپکے نزدیک جب اس مسئلہ میں حضرات

نہیں آتا۔ جب اُس کے ناسخ کا پتہ نہیں لگتا تو بغیر اُس کے کسی کو کیا حق ہے کہ وجہ
رجحی کے حکم کو منسوخ کہہ سکے ایسے مقام میں ممکن و محتمل ہرگز کام نہیں دیتے۔ مجرد
احتمال پر جو کہ سکوت صحابہ علی عہد عمر رضی اللہ عنہ سے سمجھا جاتا ہے کوئی حتمی حکم نہیں
لگایا جاسکتا ہے اگر لگایا جاوے تو ترجیح بلا مرجح لازم آویگی اور یہ باطل ہے علاوہ
بریں اُس سکوت پر بہی سب کا اتفاق نہیں رہا فوراً ہی لوگ تتر بتر ہوگئے رہتا تو
حافظ ابن حجر صاحب فالمخالف بعد هذا لا اجماع منابذ له کیوں فرماتے اور خود حضرت
عمر اپنے عہد خلافت ہی میں اُس کے اجراء پر ندامت کیوں ظاہر کرتے معلوم
ہوتا ہے کہ وقت اجرائے حکم تغلیظ کے تو کسی مصلحت سے لوگوں نے سکوت اختیار
کرلیا پر جب کتمان حق معلوم ہوا تو مختلف الرائے ہوگئے اور اُس حکم پر راضی نہ رہے
آخر یہ بات حضرت عمر تک پہونچی اور واقعی اُنکو بہی معلوم ہوگیا تو اس اجراء حکم تغلیظ
پر ندامت ظاہر کی اور یہ اظہار صاف کہہ رہا ہے کہ یہ حکم آپکا من عند نفسہ کسی مصلحت
سے تہا حکم اللہ و رسول کا نہ تہا ہوتا تو اظہار ندامت کیسا وہ بہی کس سے حضرت عمر
جیسے قاتل کفار سے یہ بات عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی جب اظہار ندامت کیا تو لوگ دب
دبا کے رہگئے پہر کچہ لوگ بعد اظہار ندامت حکم سابق پر اور کچہ لوگ بوجہ اس کے
کہ حضرت عمر نے اُس ندامت کی اشاعت نکی حکم ثانی پر جمع رہے یہی وجہ اختلاف
کی اس مسئلہ میں معلوم ہوتی ہے بخلاف متعہ کے کہ اُس میں کسی نے حضرت عمر کا
خلاف نہیں کیا اسواسطے کہ اُس کی حرمت تو پہلے ہی سے بہتوں کو معلوم تہی اور جنکو
نہ معلوم تہا اُنکو بعد اجراء حکم حضرت عمر کے پورے طور سے معلوم ہوگیا چلو سب کا
اُسپر اتفاق ہوگیا پہر اُسوقت سے لیکر آج تک کسی اہل سنت والجماعت نے اُس میں
خلاف نہیں کیا اور کیونکر کرتے اُسکا منسوخ ہونا تو بتواتر ثابت ہے متعہ کو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات سراپا برکات ہی میں منسوخ فرمایا تہا اور لوگ اُس کو
باز آگئے تہے اگر زائد چند لوگوں کو اُسکا منسوخ ہونا اُسوقت نہ معلوم ہوا تہا تو
جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم حرمت جاری کیا سب کو معلوم ہوگیا پس جب معلوم

یہاں دوبارہ نقل کرنا محض فضول ہے ابن التین نے لزوم ثلاث پر دعوے اتفاق کیا تھا اسپر علامہ ابن حجر تعجب کرکے فرماتے ہیں ویتعجب من ابن التین حیث جزم بان لزوم الثلاث لا اختلاف فیہ وانما الاختلاف فی التحریم مع ثبوت الاختلاف کما تری انتہی - فی فتح الباری *

اس عبارت فتح الباری سے بھی دعوی اجماع ہباءً منثوراً ہوگیا *

قولہ ص ـــ علامہ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ قد سلم المازری فی کتابہ المعلم بفوائد المسلم فی اثناء کلامہ ان اجماعہم یدل علی ناسخ وھذا ھو المراد من ادعی الاجماع *

اقول اس عبارت کی نقل میں بھی صاحب الغیاث اپنی چالاکی سے باز نہیں آئے دیکھئے فی کتابہ المعلم بفوائد المسلم فتح الباری میں نہیں ہے اسکو اپنی طرف سے اضافہ کردیا اور من ادعی النسخ کی جگہ من ادعی الاجماع کہدیا بھلا اس سے کیا فائدہ انکا نکلا کہئے ان تالیف موہبی کون محقق۔ اس کی یہی شان ہے حاشا وکلا ہرگز نہیں اب سنئے مطلب مازری کا آپ کے فہم رسا میں نہیں آیا مازری حکم طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والی کے واحد رجعی ہونے کی منسوخیت کا ہرگز قائل نہیں ہے یہ آپکی خوش فہمی ہے جو ایسا سمجھ بیٹھے ہیں سچ ہے ہرکس بخیال خویش خبطے دارد والا مضمون ہے انکا اصل قول نووی شرح مسلم سے اوپر نقل کرچکا ہوں اور وہی عبارت بعینہ فتح الباری میں بھی موجود ہے کہ جسکو آپنے سم قاتل اپنے حق میں جانکر چھوڑ دیا ہے یعنی اس نے تو اس حکم کے منسوخ ہونیکا علی رؤس الاشہاد انکار کیا ہے بلکہ اس کے منسوخ کہنے والے کی کیسی گہری خبر لی ہے لہٰذا عبارت فتح الباری سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ مازری اسکو مانتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جو لوگوں نے اس حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سکوت کیا تو یہ سکوت دلالت کرتا ہے کہ شاید کوئی ناسخ ہو اور یہی مراد مدعی نسخ کا ہو (پر واقعی بات یہ ہے کہ اس کے ناسخ کا وجود نہیں) پس اس سے واقعی مازری کا تسلیم ناسخ لازم

درکار ہے علاوہ بریں اسکا اعتبار جب ہوتا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اس
سے رجوع بہ سند صحیح ثابت نہ ہوتا حالانکہ حضرت ابن عباس سے بسند صحیح مروی
ہے کہ وہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو واحد رجعی کا حکم دیتے تھے چنانچہ حافظ ابن قیم صاحب
اغاثۃ اللہفان میں فرماتے ہیں وصح عن ابن عباس انہ جعلھا واحدۃ اور اسکا آپ کو
اقرار ہی ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کا قول الزام بالثلاث اسی بنا پر ہے کہ مجاہد وغیرہ
نے انہ الزم بالثلاث من واقعھا جملۃ ابن عباس سے روایت کیا ہے اور یہی اثرم
کے جواب میں امام احمد صاحب نے فرمایا پس جب یہ بنا ہی ٹوٹ گئی اور انکا رجوع
صحیح پایا گیا تو امام احمد صاحب کا وہ قول کیونکر ثابت رہیگا اور امام احمد صاحب
الزام بالثلاث پر ہرگز اجماع کے قائل نہیں میں کہتا ہوں اجماع کا قائل ہونا تو
درکنار انہوں نے الزام بالثلاث ہی سے انکار کیا ہے اگر اس سے امام احمد صاحب
کو انکار نہوتا تو پھر حدیث رکانہ والی کو جو اسی طلاق ثلاثہ جلسہ احد کے واحد رجعی ہونے
پر برہان قوی ہے کیوں روایت کرتے اور صحیح کہتے۔ یہ صاحب الغیاث جیسے یار
لوگوں کی تراشہ سازی ہے جسکو اسکے خلاف کا دعویٰ ہو تو دلیل پیش کرے بغیر اسکے
امام احمد کو اپنا ہم سخن گرداننا سفاہت نہیں تو ہے کیا نعوذ باللہ من ذلک اور
اغاثۃ اللہفان میں بخلاف ان کے قول بالرجوع پر اجماع اہل سنت لکھا ہے اسکو
ہمارے صاحب الغیاث ایکدم چٹ کر گئے اور اسکے اوپر کی عبارت فقال ھذا
مذھب الرافضۃ محض بغرض ہوکہ دہی بے چارہ عوام کالانعام کے نقل کر دیا تاکہ انکو
سامنے کہنے کا موقع ملے کہ واحد رجعی شمار کرنا رافضیوں کا مذہب ہے اہل سنت
اسکے قائل نہیں نعوذ باللہ من ذلک ایسی ایسی کارروائیوں کا نام تحقیق ہے
ہرگز نہیں حالانکہ فقال ھذا مذھب الرافضۃ کا مطلب ہی دوسرا ہے سنئے
یہ جو کسی کا قول ہے اذا خالف السنۃ یرد الی السنۃ ابی قول کی نسبت لیس شیٔ
کہا اور کہا کہ یہ مذہب رافضہ ہے اس سے مسئلہ متنازعہ کو کیا [illegible] مادہ ہیں
اس کے بعد جو وھذا قائلھم القول بالرجوع اجماع اھل السنۃ ہے اسکا کیا مطلب

ہوا باز آ گئے اور بار دیگر اس کے مرتکب نہوئے چنانچہ اسکی بیسیوں نظیر کتب حادیث میں موجود ہیں اور مسئلہ متنازعہ کے ناسخ کا وجود عہد نبوی سے لیکر آجتک مفقود ہے جو کوئی ہاں ہوں کرتا بھی ہے تو وہ بھی صرف سکوت صحابہ علی عہد عمر رضی اللہ عنہ پر خیال کر کے اور یہ نرا خیال ہی خیال ہے جو کوئی اس دعوے نسخ حکم طلاق واحد رجعی میں سچا ہے تو کوئی دلیل بصراحت الفاظ نقل کرے اور ما جو عند اللہ مشکور عند الناس ہو ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین آثار و فتاوے صحابہ جنکو صاحب الغیاث نے نقل کیا ہے اُن میں کوئی ایسے نہیں ہیں کہ جنمیں بصراحت الفاظ موجود ہو کہ طلاق دہندہ نے اپنی زوجہ کو تینوں طلاقیں اکٹھی ایک ہی مجلس میں فم واحد سے دیں اور فقہا صحابہ نے ایسی صورت خاص میں اُن طلاق دہندگان کو حکم تغلیظ سنایا جو ایسے فتوے دس بیس نہیں دو ہی چار بھی کوئی اہل تحقیق بسند صحیح غیر ما تکلم فیہ پیش کرے تو میں اُسکا ہاتھ چومونگا اور بیشک اپنی اس تحقیق سے کہ جسپر ہوں باز آؤنگا۔ یہ پکی تحریر ہماری ہے واللہ علی ما نقول وکیل

قولہ صـ۱۴۳ سـ۱۱ اغاثۃ اللہفان میں ہے قد ادعی الاجماع علی ذلک ابوبکر بن العربی وابوبکر الرازی وظاھر الکلام امام احمد فانہ قال فی روایۃ الاثرم ذکر قول من قال اذا خالف السنۃ یرد الی السنۃ ولیس بشیء نقول ھذا مذھب الرافضۃ۔

اقول یہ عبارت اغاثۃ اللہفان میں اس طرح نہیں ہے صاحب الغیاث قطع برید عبارات کتاب میں ماشاء اللہ ایسے مشاق ہیں کہ مت پوچھو کیا کہا جائے اللہ رحم کرے اغاثۃ اللہفان کوئی نایاب کتاب تو نہتھی جو یہ داؤ انکا چل جاتا آخر کار رد و قدح ظاہر ہی ہوگئی اہل بصیرت دیکھکر کیا کہتے ہونگے اصل عبارت اغاثہ کی یوں ہے ذرا ادہر توجہ کریں ولہذا حکاہ غیر واحد منہم ابوبکر العربی الخ

غیر اب سنئے! ان حضرات کے اجماع کی حکایت محض حکایت ہی تھی کیونکہ باقی امام احمد رحمہ اللہ کو جو اپنا ہم مشرب بنایا ہے تو وہ قابل اعتبار نہیں اسکے واسطے سند

نہیں ہے وجود تو کہاں سے ہوگا اب میں اپنی تصدیق کیلئے پوری عبارت اغاثۃ اللہفان کی نقل کر کے ہدیہ ناظرین منصفین کرتا ہوں اور داد حق کا خواہاں ہوں وہ عبارت یہ ہے قال الامام احمد ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ .... عن عطاء بن السائب عن علی کرم اللہ وجہہ انہ قال فی الحرام والبتۃ والبائن والخلیۃ و البریۃ ثلاثا ثلاثا قال شعبۃ فلقیت عطاء فقلت من حدثک عن علی کرم اللہ وجہہ قال ابو البختری قال احمد وانا اھابھا لا اجیب فیھا لانہ یروی عن عامۃ الناس انھا ثلاث علی وزید وابن عمران وعامۃ التابعین انتہی ۔ یعنی امام احمدؒ نے فرمایا کہ حدیث کیا ہے محمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے عطاء بن سائب سے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ انہوں نے حرام اور بتہ اور بائن اور خلیہ اور بریۃ کے شان میں ثلاثاً ثلاثاً فرمایا یعنی اگر کوئی اپنی زوجہ سے انت علی حرام یا انت بتۃ اور بائن اور خلیہ اور بریۃ کہے تو ان سب صورتوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ تین طلاق واقع ہوگی شعبہ کہتا ہے کہ میں نے عطاء کی ملاقات کی تو کہا کہ یہ بات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپکو کس نے بیان کی ہے کہا ابو البختری نے امام احمد صاحب فرماتے ہیں اور میں تو ساتھ اُنکے فخر کرتا ہوں میں اُن کے اندر کوئی جواب نہیں دیتا اسواسطے کہ عام لوگوں سے مروی ہے کہ وہ کلمات بجائے تین طلاق کے ہیں حضرت علی اور زید اور ابن عمران سے اور عامہ تابعین سے اہل انصاف خیال فرماویں کہ یروی عن عامۃ الناس انھا ثلاث علی وزید وابن عمران وعامۃ التابعین کا محل کیا تھا اور ہمارے صاحب الغیاث نے اسکو کہاں سے کہاں لاکر رکھ دیا - اس کارروائی کو اُن کے بیچارہ عوام کیا سمجھیں مولانا تو مولانا ہی ہیں اُنکا کیا کہنا ہے ہمکو زیادہ تعجب تو حضرات ہاں میں ہاں ملانے والوں مہر کنندگان و تقریظ نویسندگان سے ہے کہ سب کے سب بہ پوندو سے قصے والوں کی طرح ایں ہم پوند و مرگیا کہکر ڈاڑھی مونچھ مُنڈاکے فرصت - اجی حضرت آپکو ذرا خیال نہوا کہ واقعی ہے کیا ذرا آنکھ اٹھاکر دیکھیں

ہوگا اگر یہ کہو کہ حضرت ابن عباس نے واحد رجعی کہنے سے جو انکار کیا اُسپر اجماع اہل
سنت ہے تو یہ ہرگز صحیح نہیں کیونکہ بڑے بڑے علمائے اسلام اہل سنت بیان کر
رہے ہیں کہ یہ مسئلہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کا مختلف فیہ ہے خالی صاحب
الخباث جیسے خوش فہموں کے لکھدینے سے کیا ہوسکتا ہے دیکھو اُسی اغاثۃ اللہفان
میں موجود ہے وھذہ المسئلۃ مسئلۃ نزاع بلا نزاع بین اھل العلم الذین ھم اھلہ
والنزاع فیھا من عھد الصحابۃ الی وقتنا ھذا اور اسکا بیان علامہ ابن قیم نے بیس
وجہوں سے کیا ہے جسکو اُن وجوہ بستگانہ کو دیکھنا ہو وہ تہذیب الایمان ترجمہ
اردو اغاثۃ اللہفان کو دیکھ لے اور تہذیب الایمان اور تقویۃ الایمان دونوں ایک
ساتھ ہی لاہور میں چھپی ہیں اور مجموعہ دونوں کتاب کی قیمت [illegible] ہے یہ کوئی بڑی
بات نہیں بغیر ثبوت اختلاف ہی آپکی یہ گہری خبر لی جارہی ہے +

قولہ ص ۲۳ س ۱۴ اور یہی اُس میں ہے قال احمد یروی عن عامۃ الناس
انھا ثلاث علی و زید و ابن عمران و عامۃ التابعین ترجمہ امام احمد نے فرمایا کہ
سب لوگوں سے یہی روایت کیا جاتا ہے حضرت علی اور زید اور ابن عمران اور عام
تابعین سے کہ تین طلاق جلسہ واحدہ والی ثلاثہ ہے +

اقول - واہ حضرت کیا خوب ماروں گھٹنا پھوٹے کان اسی کو کہتے ہیں خدا خیر
کرے ایسے حواس باختہ کیوں ہوئے - اجی اس مسئلہ کو مسئلہ ناحق نباہے
کیا سرکار ہاں ہاں سمجھ گیا یروی عن عامۃ الناس انھا ثلاث کا افسوں ہے بیچارے
عوام پہ دم کرکے اپنا سا ترانہ ساز بناتا ہے اے یار نہ یہ گھات خوب یاد رکھنے
کے قابل ہے پر تعجب اسکا بھی عیان ہے بہلا یہ تو بتلائیے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والی
ثلاثہ ہے یہ کون سے جملہ کا ترجمہ ہے یہ کسی جملہ کا ترجمہ تو نہیں ہے پر مبہود ذہنی
حضور گرامی ضرور ہے بہلا ایسا صریح دہوکا دروغ گو تم بروئے تو اسی کو کہتے
ہیں (واقعا) ضمیر واحد مونث غائب کی ہے اسکا مرجع طلاق جلسہ واحدہ ثلاثہ
ہے ہرگز نہیں کیونکہ دیکھا وہاں جہاں سے آپنے عبارت نقل کی ہے کچھ بو باس بہی

اختیار ہے کہ حنفی رہئے یا مالکی بنئے سچ پوچھئے تو اس میں بھی امام شافعی کی رائے اسہل و قرین قبول عقل سلیم معلوم ہوتی ہے کہ وہ رجعی کے قائل ہیں اور حدیث البتہ رکانہ والی آپکی مستدلہ ہے مؤید ہے اور امام شافعی صاحب اسی حدیث البتہ سے البتہ کے طلاق رجعی کے قائل ہوئے ہیں الغرض قال احمد یروی عن عامۃ الناس انہا ثلاث بھی آپ کے مفید مدعا نہیں پھر اسکا نقل کرنا بھی آپ کے واسطے محض بے کار ہی ہوا صرف چند سطر کاغذ کو للہ فی اللہ سیاہ کرڈالا یہی ہوا اور تو کچھ نہیں +

قولہ صفحہ ۲۳ سطر ۱۶ فتوی طلاق ثلاثہ کا بیہقی نے مغیرہ بن شعبہ اور عمران بن الحصین اور ابو موسی الاشعری نے بھی روایت کیا ہے +

اقول یہ فتوی بیہقی والا بوجہ رجوع اونہیں حضرات فتوی دہندگاں سے اس فتوے سے قابل احتجاج نہیں ہے ہاں اُن حضرات کا رجوع اس فتوے سے پایۂ ثبوت کو نہ پہونچتا تو لاریب قابل احتجاج تھا بلکہ لا کلام +

قولہ صفحہ ۲۴ سطر تین طلاق کے رجعی یا مغلظہ ہونے میں عقل کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ یہ ایسے احکام سے ہیں کہ جسکی بنا ے محض شارع کے حکم پر موقوف ہے +

اقول اس تفریع سے آپ کے کہ تین طلاق کے رجعی یا مغلظہ ہونے میں عقل کو کوئی دخل نہیں ہے الخ صاف معلوم ہوا کہ تین طلاق کی دو قسمیں ہیں ایک رجعی دوسرا مغلظہ اور یہ ایسے احکام سے ہیں کہ انکی عقل بناے محض حکم شارع پر ہے نہ عقل پر اور یہ تقسیم انکی عقلی نہیں بلکہ شرعی ہے پس اندرینصورت دونوں کا وجود بھی ضروری ہے پر آپکی تحریر تو بجز مغلظہ کے رجعی کو ثابت نہیں کرتی کہئے یتحکم علی الشریعۃ من عند نفسہ آپکی نہیں تو ہے کیا کہ ایک شی ثابت شدہ من الشارع کی تکذیب کرتے ہیں کہئے یہ شایان تسلیم ہے ہرگز نہیں اگر یہ کہئے کہ حکم طلاق ثلاثہ رجعیہ کا منسوخ ہوگیا ہے تو یہ زبانی جمع خرچ ہے کوئی آثار و فتاوی منقولہ فی الباب آپکے اسکو نہیں ثابت کرتے کہ یہ حکم فلاں روز فلاں تاریخ فلاں سن حضرت صلی

تو یہی تقلید کی لیڈنگی جہاں یہ سکابی بلا گھسے لوگوں کو انیٹ ہی تو بنا چھوڑا لاحول و
لا قوۃ الا باللہ واقعی کسی نے خوب کہا ہے ؎

وا ھرب عن التقلید فہو ضلالۃ
ان المقلد فی سبیل الجہالت

رسالہ الغیاث اسی قسم کی کارروائیوں سے پر ہے یہ چند کارروائیاں بطور نمونہ ہدیہ ناظرین منصفین کیں جسکو شک ہو وہ رسالہ الغیاث کو من اولہا الی آخرہا دیکھ جائے اور عبارات منقولہ مندرجہ رسالہ کو کتب منقولات عنہا سے ملاتا جائے انشاء اللہ تعالے ضرور آسکو میری تصدیق ہو جائیگی اسی وجہ کر مولانا نے عبارات منقولہ کا پتہ نہیں لکھا ہے خالی نام کتاب و عبارت لکھدیا ہے ناظرین قال احمد یروی عن عامۃ الناس الخ کی تحریر کو خیال کریں اغاثہ میں قال احمد کے بعد وانا اھابھا لا اجیب فیہا لا قد یروی الخ ہے صاحب الغیاث انا اھابھا لا اجیب فیہا لانہ کے جملہ کو حذف کر کے یروی الخ لکھدیا اغاثہ موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے میرے پاس چونکہ باب طلاقیں جتنی بحث اغاثہ میں ہے وہ تنہا ہی لکھا ہوا ہے اسواسطے میں اسی کا حوالہ لکھتا ہوں پوری کتاب مولانا مولوی محمد رفیع الدین صاحب رئیس شکراواں دام فیضہ کے پاس ہے جسکا جی چاہے وہاں دیکھ لے یہ عبارت ہماری تحریر کے صفحہ ۲۶ سطر ۱۹ میں ہے جو صاحب خواہش چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں اور اگر فرض کریں کہ بتہ بجائے خود ثلاثہ ہی ہو تو اس سے صاحب الغیاث کو کیا فائدہ نکلا اسواسطے کہ بتہ نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے طلاق مغلظہ نہیں پڑتی ہے طلاق بائن پڑتی ہے بہ تجدید نکاح دونوں میاں بی بی بنے رہے - حلالہ کی حاجت تو نہیں پڑی چلو قصہ طے ہے خیر آپ یہی کہئے کہ بہ تجدید نکاح اسی شوہر کے پاس رہیگی وہ زشع فراق سے تو دونوں بے داغ رہینگے اس دردیں کہینگے تو نہیں مصرعہ عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست -

حلالہ کی ضرورت کہنے سے تو توبہ کیجئے ورنہ آپ کی حنفیت میں بٹہ لگیگا آپکو

شب کو اُسکا انتقال ہوا وہ شب نہایت تاریک تھی اسی خیال سے لوگوں نے حضرت کو اطلاع نہیں دی رات ہی میں اُسکو دفن کردیا صبح کو جو آپ کو خبر ہوئی تو آپکے جنازہ میں نہ شریک ہونیکا افسوس ظاہر کیا لوگوں نے وہی تاریکی شب کی معذرت پیش کی آپ خاموش ہو گئے مقام غور ہے کہ ایسے ذرے ذرے خفیف باتوں کی تو آپ کو اطلاع ہوا اور لوگ مرتکب حرام ہوں اور آپکے فرشتے تک کو خبر نہو اسکو کوئی ذی ہوش کیا ادنی بلید بھی نہیں مان سکتا اسپر طرہ یہ کہ علاوہ عہد نبوی کے تمام زمانے خلافت صدیق اکبر اور دو تین برس خلافت عمر میں بھی سو ڈیڑھ سو گھر والی بستی میں لوگ ایسے فعل حرام کے مرتکب ہوں اور کسی کے فرشتہ تک کو خبر نہیں تعجب در تعجب معلوم ہوتا ہے یوں ہاں میں ہاں ملانے کے لئے کوئی کسی سے منالے تو ہم نہیں کہہ سکتے پر عقل سلیم تو ہرگز اسکو نہیں قبول کریگی فتدبر

قولہ صفحہ ۱۳ سطر ۔ اس لئے یہ کل فتاوے صحابہ کے جو اوپر منقول ہوئے حکم میں حدیث مرفوع کے ہیں الخ

اقول چونکہ حضرت شارع علیہ السلام سے نسخ حکم طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے واحد رجعی ہونیکا پایہ ثبوت کو بدلیل واضح پایا نہیں جاتا اور نہ کوئی صحابہ یہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں تاریخ فلاں سن فلاں مقام میں منسوخ ہوا تھا فلاں فلاں کو بھی یہ بات معلوم ہے اس لئے یہ کل فتاوے صحابہ جنکو ہمارے صاحب الغیاث نے اپنے ثبوت دعوی میں نقل کیا ہے بچند وجوہ قابل احتجاج نہیں اول تو وہی وجہ جو ابھی اوپر مذکور ہوئی دوسرے وہ فتاوے بیہات ہیں تیسرے مجرد گمان کہ حکم تغلیظ لثلاثہ حضرت سے سنا ہوگا پس بغیر ثبوت نسخ وتفصیل وتیقین کے یہ فتاوی بمقابلہ حدیث صحیح مرفوع حضرت ابن عباس وحدیث صحیح رکانہ اور تعامل صحابہ من لدن عہد نبوی الی ثلاث سنین عہد خلافت حضرت عمر کے اور تعامل ناس اُس زمانہ سے لیکر آج تک کے کیونکر قابل قبول ہونگے پھر حدیث مرفوع مان لینا اُنکا تو بعد ثبوت وجوہات مذکورہ بالا کے تیسرے ہے پہلے اُن وجوہات کو تو صاحب

اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منسوخ ہو گیا اور جس کے فلاں فلاں شاہد عادل موجود ہیں بخلاف
متعہ کے کہ اس کی حکم کی تاریخ و تفصیل بالا مذکور ہے جس وقت سے اسکی حرمت شائع
ہوئی اسوقت سے پھر اسکا کوئی مرتکب نہوا دوسرے شمس فی نصف النہار ہے طلاق
ثلاثہ جیسے کی نسبت کوئی ایسا نہیں کہتا جیسا متعہ کی نسبت کہتا آپ سمجھتے ہیں تو دو
ہی چار شہادت جس قسم کی کتب احادیث سے گذرانئے - خالی قیاس و اجتہاد سے
کسی کے تو کام نہیں چلتا قیاس و اجتہاد بوقت عدم وجدان نص کے البتہ بکار آمد
ہوتا ہے موٹی بات ہے اگر واقعی یہ حکم بحکم شارع علیہ السلام منسوخ ہوتا تو حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد تتابع الناس فی امر کانت لہم فیہ اناۃ نہ فرماتے یہ
قول آپکا صاف کہہ رہا ہے کہ یہ فعل لوگ برابر کیا کرتے تھے پر حضرت کے عہد خلافت میں
اس کی کثرت ہوئی تھی پہلے نہ تھی اس سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ پہلے حضرت عمر
کو اسکا منسوخ ہونا معلوم نہ تھا جب ان کے زمانے میں کثرت ہوئی معلوم ہوا اجی
اسوقت مدینہ کوئی کلکتہ و بمبئی و مصر ایسا بڑا شہر تو تھا نہیں کہ کثرت شہر اور
کثرت ازدحام خلق اسکو مانع تھی علاوہ بریں آپکا کارخانہ سلطان روم و
لفٹنٹ گورنر بہادر جیسا بھی نہ تھا کہ انکی خواب راحت سے تمام دن میں پوری نہیں
ہوتی دنیا و ما فیہا کی خبر ان کی بلا جانے یا وہاں تک پہونچتے پہونچتے عمر ہی تمام ہوجائے
یہ بات تو تھی نہیں ہاں یہ ہوتا تو واقعی تاویل آپکی بہت ٹھیک تھی والا فلا بخلاف
اسکے آپکی بیدار مغزی و شب گشتی مسلم الطرفین ہے پھر ایسی تاویل کیونکر
عقل سلیم بھلا مان سکتی ہے قرینہ تو نہیں ہے ہاں تعصب و جانبداری کی تو اور
بات ہے یہی جواب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے عدم علم
کا تصور کیجیے اور سب کام کو رہنے دیکھیے جنازہ تک تو مسجد نبوی میں پہونچایا جاتا تھا۔
اگر کسی وجہ کر نہ پہونچ سکا تو آپ خود وہاں تک تشریف لیجاتے تھے یہ مشہور قصہ ہے کہ
ایک بڑھیا ایک مسجد کی خادمہ تھی جب بیمار ہوئی تو اس محلے کے آدمیوں سے
آپ نے فرمایا کہ جب یہ بڑھیا انتقال کرے تو مجھے خبر کرنا خدا کی شان جب

تحقیق حقیق سے بدظن ہونا اور اپنے ہم کلام کے نقل پر وثوق کرکے اُسکی اور اُسکے جیسے اور محققوں کی تحقیق کو نظرانداز کرنا جانبداری نہیں تو ہے کیا۔ کیا یہ انصاف کے گلے پر کند چھری پھیرنا نہیں ہے ضرور ہے اپنے ہم کلام کی نقل تو تحقیق ٹھیری اور جانب مخالف کی نہیں یہ اچھی تحقیق ہے ؎ لئے حق بولنے والوں پہ آستین کشی ہو کیا خوب اچھی اصل اعتبار دلائل کا ہے جس جانب کے قوی نکلیں۔ تار عنکبوت اگر بیس پچیس ایک جا اکٹھے کئے جاویں تو کیا پھر بھی سوت کا مقابلہ کرینگے ہرگز نہیں آزما دیکھو العاقل تکفیہ الاشارۃ

قولہ صفحہ ۲۲ سطر ۱ تابعین و وقوع طلاق ثلاثہ۔ ذرا انصاف فرماویں۔ کہ تحقیق صحابہ و تابعین و مجتہدین عظام قابل اعتماد ہے یا محض دو ایک شخص کی تحقیق قابل وثوق ہے۔

اقول تحقیق صحابہ کرام و تابعین و مجتہدین عظام لاریب قابل اعتماد ضرور ہے اور بمقابلہ تحقیق ان حضرات کے محض دو ایک شخص کی تحقیق ہرگز قابل وثوق نہیں یہ مسلم بات ہے پر واقعی یہ ہو بھی تو یہی اس مسئلہ خاص میں جو صاحب الغیاث اپنی ڈھپی گا رہے ہیں اُسکو ناظرین منصفین من ارباب البصیرۃ والیقین معائنہ فرماویں اور مجوزین تغلیظ طلاق ثلاثہ فی مجلس واحد کے قول بے فروغ کو ذرا توجہ باطن سے خیال فرماویں دعوٰی تو یہ کہ وقوع طلاق ثلاثہ واقعہ فی مجلس واحد پر اجماع ہے اور ایسی طلاق مغلظہ واقعہ ہوتی ہے یہی مذہب جمہور ہے اور اس دعوے پر جو دلائل پیش کرتے ہیں اُنمیں اس صورت خاص کی کوئی تفصیل و تشریح نہیں چنانچہ ناظرین رسالہ الغیاث پر یہ اظہر من الشمس ہے کسی میں ثلاثا اور کسی میں ماتنا اور کسی میں لفظ غیرہا الفاظ ہیں اور انکے مبہمات ہونے میں کیا کسی ذی ہوش کو شک ہے ہرگز نہیں یہ وہ ہیں جنکی صحت میں مجھکو کلام نہیں باقی اور ارباب تحقیق کی میں نہیں کہتا پر یہ احادیث مرفوعہ نہیں فتاوی صحابہ ہیں اگرچہ صاحب الغیاث نے انکو حسب حسن ظن اپنے علی احتمال استماع الیشان از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

الغیاث ثابت کردکھادیں جیسے اسکو سنوائیں اور احتمال کیسا تب تو یقین ہی یقین ہوگا اور اس کاوش کی ضرورت ہی مندفع ہوجائیگی بالا اس کے یکی یہ دوادوش بے فائدہ محض ہے اور احتمال عدم علم کا حدیث ابن عباس میں آپکی کمال زندوری ہے اجی بھلا کن وثیق ایسے ایسے مقامات میں بھلا بکار آمد ہوسکتے ہیں ہرگز نہیں یہ سب خیالات بسبب جمود علی التقلید وتعصب مذہبی ہے آج تعصب یو دست بردار ہوں دیکھئے کیسا آفتاب نیمروز کی طرح یہ مسئلہ آپکی آنکھوں میں چمکتا نظر آتا ہے۔ جو کچھ خلل ہے تو اسی تعصب جانبداری کا ڈالا ہوا۔

قولہ صاحب الغیاث ۱۲ اسقدر احادیث کو جو بعض بروایت شیخین وبعض بروایت مسلم وبعض علی شرط مسلم الخ

اقول جسقدر احادیث صاحب الغیاث نے اپنے ثبوت دعوی میں نقل کیا تو نہیں کوئی حدیثیں ایسی نہیں ہیں کہ جنپر ائمہ نقادان حدیث نے کوئی جرح نہ کی ہو اور اسکو ہمنے اپنے اپنے مقام میں انہیں احادیث کے ذیل میں ثابت کردکھایا ہے ناظرین اس مقام کو ملاحظہ فرماویں اور صاحب الغیاث کے اس قول اسقدر احادیث الخ کا اندازہ کرکے داد حق دیں باقی رہے فتاوے حضرات صحابہ سو انکو اس مسئلہ تنازعہ فیہا میں استدلال نقل کرنا محض سادہ لوحی ہے اسواسطے کہ ان میں اکثر تو مبہمات ہیں اور مبہمات میں اسکی تفصیل نہیں ہے کہ سائل نے تینوں طلاقیں کبھی ایکہی وقت ایک ہی مونہہ دیں اور اسی کا حضرات صحابہ سے پوچھ کر مسئلہ پوچھا تو بجواب اس کے حضرات مفتیون نے یہ فتوی دیا اور اگر بعض میں جیسے بیہقی والی روایت ہے اسکی تفصیل ہے بھی تو وہ بوجہ اسکے کہ خود ابوموسی اشعری وغیرہ سے طلاق ثلاثہ جملہ واحدہ کے واحدہ رجعی ہونیکا قول بسند صحیح موجود ہے قابل قبول نہیں ہاں اگر ان سے یہ قول بنقل صحیح منقول نہوتا تو واقعی اسی کے ماننے میں کیا تامل تھا کچھ نہیں پھر ایسی حدیثیں اور فتاوے کہ جنکی صحت میں ائمہ نقادان حدیث کو کلام ہو محل استدلال میں پیش کرنا اور ایک محقق مسلم التحقیق کی

کھول کر کل مباحث محققہ پر غور و تامل کریں گے تو آئینہ انصاف میں انکے صاف و جلی نظر آئیگا کہ حق بجانب جماہیر، باب تحقیق سے خود تو صاحب ہدایہ و عینی و فتح القدیر وغیرہم مقلدین مذہب کے اقوال پر تقلید جامد کرکے ایسے ڈٹے بیٹھے ہیں جیسے زمانہ جیٹھ کی میخ اور دوسرے لوگ متبعین ائمہ ہدیٰ محققین کے اقوال محققہ پر شاذ و مذہب شاذ کا فتویٰ اوڑا کر کے بیچارہ عوام کالانعام کو دام تزویر میں ناحق اپنے پھنسانا چاہتے ہیں یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ جب تقلید پر ایسی جمود ہے تو پھر لاسود ولا ینفع تحقیق کا نام لینا لاریب سادہ لوحی محض ہے قرآن واحادیث سے تحقیق کرکے دلائل شافیہ پیش ناظرین کرنا ایسے مقلدین محض کا کام نہیں اور جو کچھ تحقیق حسب زعم باطل اپنے صاحب الغیاث نے بطور خود کیا ہے اسکا جواب کلا بجلہ وہیں دیا گیا ہے صاحب ہدایہ وغیرہ کی تقلید کرکے محقق نام رکھنا دعویٰ کے بالکل خلاف ہے صاحب ہدایہ و عینی وغیرہما کے تعصب آمیز اقوال سب لوگوں پر حجت نہیں ہو سکتے علی الخصوص انپر جو دلدادہ تحقیق ہیں کیا خوب ادعائے تحقیق ہی کہ تحقیق ہزارہا صحابہ و تعامل الناس و فتاوےٰ انکے فقط صاحب ہدایہ وغیرہ کے اقوال جمود کرکے نظر انداز کیئے جائیں یہ تحقیق نہیں ہے بلکہ تحقیق و انصاف کی گردن پر کند چھری پھیرنی ہے جتنے مسائل مختلفہ اہل سنت والجماعت ہیں ہر ہر جانب صحابہ و مجتہدین کی ایک ایک جماعت ضرور ہوتی ہے اور یہی وجہ اختلاف مجتہدین مابعد کی ہوئی ہے منجملہ نظائر کے ایک اسی مسئلہ متنازعہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کو خیال کرنے سے صاف معلوم ہو جائیگا۔

قولہ ص۴۵ ش جس مسئلہ میں کسی صحابہ کا فتویٰ نہیں وہ مسئلہ مردود ہے اسی واسطے اہل بدعت کے مسائل غیر معتبر ہیں الخ

اقول لاریب جس مسئلہ میں کسی صحابہ کا فتوےٰ نہیں وہ مسئلہ مردود ہے اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ مسئلہ تقلید کا کہ جسپر زمانہ جیٹھہ کی میخ کی طرح آپ لوگ اڑے بیٹھے ہیں اور واجب کا واجب دم بھر رہے ہیں اسپر کون سے صحابہ کا فتوےٰ

مرفوع حکمی خیال کیا ہے لیکن انکا محض احتمال ہی احتمال ہے یہ احتمال اُن کا
مدلل بیقین نہیں اور پھر یہ تو اسی صورت میں ہے جبکہ عندالخصم دلیل
نہیں ہو سکتی اور باصیرت پر یہ بات روشن ہے اسکے علاوہ اور جو بعض بعض
روایتیں ہیں وہ بھی بوجہ اسکے کہ خود اسکے قائلین سے نقادان حدیث نے
خلاف اس قول کے بسند صحیح نقل کیا ہے قابل استدلال نہیں اگرچہ صاحب
الغیاث انکا انکار قبل ہی سے کیے بیٹھے ہیں پر انکے انکار سے تو دونوں ساقط
عن الاعتبار ہیں یہ تو سنیہ قدوری کی نقل پر ایسی قسم کھائے اڑے بیٹھے ہیں جیسے
زمانہ جبیثہ کا صبح آپکے نزدیک صحیح وہی ہوگا جو جب یہ شرح وقایہ میں ہوگا اور
عینی و فتح القدیر کا قول تو وحی آسمانی ہے اور آپکے جمہور بھی وہی ہیں جنکو ہدایہ وغیرہ
نے جمہور لکھا ہے اسکے علاوہ اگر ہزاروں کسی ایک مسئلہ میں متفق الرائے ہوں تو
ہمارے صاحب الغیاث اور انکے ہم سخن حضرات ہرگز نہیں دیکھتے اس مسئلہ خاص
پر ناظرین نظر کریں کہ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ طلاق ثلاثہ جلسہ
واحدہ والی واحدہ ہی ہے اور یہ قول اختیار کثیر من علماء الدین ہے ابن مغیث و
حافظ ابن حجر عسقلانی اور ابن تیمیہ و ابن قیم و امام شوکانی وغیرہم حضرات نے یہی
قول و مذہب جماہیر علماء من الصحابۃ و التابعین و من بعدہم کا نقل کیا ہے اسکو
صاحب الغیاث نے نہیں مانا اور بیٹھے منہ مذہب شاذ پکار پکار کر غل مچایا واہ رے
تحقیق تیرے قربان جاؤں بھلا کوئی ان سے ذرا یہ تو پوچھے کہ جو آپ لوگ اپنے
ہم ترازو کی نقل کو کالوحی من السماء سمجھتے ہیں اور دیگر ارباب تحقیق کے اقوال کو اگرچہ
تحقیق حقیق ہو نظرانداز کرتے ہیں کیا یہ شیوہ اہل تحقیق کا نہیں تقلید جامد تو لا کلام ؟
اب قائلین بہ تغلیظ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ ذرا انصاف فرما دیں کہ تحقیق ہزاروں
صحابہ کرام و تابعین و مجتہدین عظام من لدن عہد نبوی الی یومنا ہذا قابل اعتماد و
وثوق ہے یا بعض دو ایک شخص مقلدین مذہب صاحب الغیاث یا انکے ہم ترازو
جیسے کی تحقیق قابل وثوق ہے اگر مذہب مصنفی سے تعصب و پاسداری کے انہیں کو

درج کتاب سابقا ہو چکے ہیں اُنکے یہاں اعادہ سے کتاب طویل الذیل ہو جائیگی -
بنا بریہاں درج نہیں کیا باقی رہی یہ بات کہ بعض حضرات قائلین واحد رجعی سے
ہمارے صاحب الغیاث جو رجعت کے قائل ہیں یہ زبانی جمع خرچ و خانہ ساز محض
ہے کسی صحابی سے یہ قول کہ جو کوئی تین طلاق ایک جلسہ میں ایک ہی مونہہ انت طالق
ثلاثا یا انت طالق انت طالق انت طالق کرکے اپنی زوجہ کو دے تو وہ تینوں
طلاقیں ایک رجعی نہ شمار ہونگی بلکہ مغلظہ واقع ہونگی ایسی صورت میں وہ عورت
اُس مرد طلاق دہندہ پر بغیر حلالہ کے حلال نہو گی بسند صحیح بتصریح تامہ نقل کرکے
دکھلادیں تو واقعی قابل ہاتھ چومنے کے ہونگے اور یہ ان سے اور انکے ہاں میں ہاں
ملانے والوں سے انشاء اللہ تعالی تا قیام قیامت نہو سکیگا سچے ہیں تو نقل کر دکھائیں
اُن حضرات قائلین سے رجوع ہرگز ثابت نہیں ابن وضاح وغیرہ نے حضرت علی
وابن مسعود وغیرہما سے التزام بالثلاث کی حکایت کی تھی پر اسکو حافظ ابن قیم نے بوجہ
اس کے کہ یہ حکائیت اُن حضرات سے بنقل صحیح مروی نہیں قابل اعتبار نہیں سمجھا او
صاف کہدیا لم نعد ما حکی عنہم فی الوجوہ المبنیۃ للنناع اھ بخلاف ابن وضاح وغیرہ کے
ابن مغیث وابن ہشام وغیرہما نے علی وابن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول بیان کیا ہے
کہ وہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو رجعی فرماتے ہیں اسپر صاحب الغیاث یہ ترانہ سازی
کرتے ہیں کہ یہ قول چونکہ بالسند حضرت علی وابن مسعود سے نہیں نقل کیا بنا بر
خالی نام گنانے سے کام نہیں چلتا اب میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے جو مجرد دعاوی اجماع
پر ابو بکر بن العربی وغیرہ کے اجماع اجماع پکارنا شروع کیا کہئے یہاں کیونکر کام چلیگا
جیسے یہاں آپکا کام چلیگا ویسا ہی ابن مغیث وغیرہم کے قول سے دوسرے کا کام چلیگا
جو جواب اسکا آپ دینگے وہی جواب دوسرے کا تصور کیجئے واہ حضرت کیا ۵

غیر کو دو دل آپ کو یوں واہ جی :
کیا ہی بہتر ہے تمہاری راہ جی :

تنبیہ یہانتک جواب مباحث تحقیق طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے مغلظہ ہونے

ہے۔ اب یہ حسب فرمودہ آپ کے کیا ٹھیرا اور اس کے حامیین کون ہوئے علی ہذا القیاس مسائل تعزیہ داری وعرس ومحفل مولود وغیرہ کا بھی اب آپ کے قول سے پتہ لگ گیا اور آپ کے حامیین کی بھی حالت معلوم ہوئی والحمد للہ علی ذلک

قولہ صفحہ ۲۳ سطر ۹ اس مسئلہ طلاق میں ایک صحابہ بھی واحد رجعی کے قائل نہیں ہیں جن بعض صحابہ کا نام بیان کیا گیا ہے اُن سے بسند صحیح خلاف میں مجبوعہ کے ہرگز کوئی فتوی مروی نہیں ہے اگر بالفرض ہے بھی تو انہیں سے رجوع بھی بسند صحیح مروی ہے ✻

اقول ناظرین منصفین ذرا صاحب الغیاث کی اس خانہ ساز بات کو بتوجہ خیال فرماویں خلاصہ رسالہ الغیاث میں جسکو جناب بابو سید ضمیر الحسن صاحب برادر عوی اپنے کے سوال میں لکھا ہے اور وہ اسی رسالہ الغیاث کے شروع میں منضم ہے لکھتے ہیں طلاق ثلاث جلسۂ واحدہ کے رجعی ہونیکا عمل درآمد سوائے حضرت ابن عباس اور اُن کے شاگرد طاؤس کے تو اور کوئی صحابہ وشاگردان سے اُن کے مروی نہیں ہے انتہی یہ عبارت اُس خلاصہ کے صفحہ سطر ۱۶ میں لکھی ہے اور نیز اُسی صفحہ کی سطر ۲ میں ہے بعض دیگر اہل سنت بھی بربنائے حدیث صحیح مسلم کان الطلاق الحدیث واحد رجعی کے قائل ہوئے متاخرین سے حافظ ابن قیم وتقی الدین ابن تیمیہ بھی اسی کی طرف قائل ہیں اب اس بات بتانے سے فائدہ کہ حضرت ابن عباس کی عظمت وجلالت شان کالشمس فی نصف النہار ہے اور اُن کے شاگرد طاؤس کی کرامت بھی مخفی نہیں ساری خدائی جانتی ہے حافظ ابن قیم وابن تیمیہ علیہما الرحمہ کو ملا علی قاری حنفی صاحب نے شرح شمائل مطبوعہ مصر کے صفحہ میں اکابر اہل سنت والجماعت ومن اولیاء ہذہ الامہ لکھا ہے عبارت اُس کی یہ ہے انہما کانا من اکابر اهل السنۃ والجماعۃ ومن اولیاء هذہ الامۃ انتہی شرح شمائل ترمذی کوئی نایاب کتاب نہیں ہے شائقین اسکو دیکھ سکتے ہیں صاحب الغیاث اگر تعصبا ناک بہوں چڑہائیں تو کیا جن حضرات صحابہ سے خلاف میں آپ کے مجبوعہ مفروضہ کے فتوے مروی ہے اُن حضرات کے اسمائے گرامی

زیادہ دینے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہو گئی) قطعاً باطل ہے ہاں اگر حدیث میں فرمایا ہوتا لما یکون یا کان الطلاق الثلاث علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وثلاثا من امارۃ عمر ہوتا تو آپ کا فرمانا بہت بجا و درست تھا حالانکہ ایسا کسی ایک روایت میں بھی نہیں ہے پھر آپکے قول کے باطل ہونے میں کیا کلام ہے باقی رہی یہ بات کہ جب حدیث میں فم واحد وغیرہ الفاظ نہیں ہیں تو استدلال اس سے صحیح نہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث مجمل ہے دوسری حدیث نہیں حضرت ابن عباس کی جو کہ علی شرط البخاری بہت صحیح ہے جسکو امام احمد نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے اسکی مفصل ہے اس میں صاف موجود ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دیں پھر اس فعل پر اپنے سخت غمگین ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس صورت خاص کا مسئلہ دریافت کیا تو آپنے پوچھا کیا ایک ہی مجلس میں تینوں دیدیا تو انہوں نے کہا حضور ہاں تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک ہوئی چاہو تو اس سے رجوع کر لو چنانچہ رکانہ نے اپنی زوجہ سے رجوع کر لیا اور اس حدیث کو حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے اپنی مختارہ میں جو صحیح حاکم سے بدرجہا صحیح ہے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث ابن عباس والی بہت صحیح ہے اس طریق کو سارے علمائے فن صحیح مانتے ہیں ہمارے صاحب الغیاث نے جو شبہ موشبہ بیچارہ عوام کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کیلئے قد حکی الخطابی ان احمد یضعف طرق ھذہ کلھا لکھدیا (مجرد خطابی کی نقل حکائت جو زاد المعاد میں ہے بکار آمد نہیں ہو سکتی ہے) طرہ یہ کہ فتح الباری وزاد المعاد کا حوالہ بھی دیدیا ہے حالانکہ فتح الباری باب الطلاق میں ہرگز یہ عبارت نہیں ہے بلکہ بذیل اسی حدیث کے حافظ ابن حجر صاحب باب من جوز الطلاق الثلاث میں صاف فرماتے ہیں کہ علاوہ ابی داؤد کے اس حدیث کو امام احمد اور ابو یعلی نے بھی اخراج کیا ہے اور محمد بن اسحق کے طریق سے اسکو صحیح کہا ہے اور یہ حدیث اس مسئلہ میں نص ہے جو تاویل اور حدیث میں

میں صاحب تعیات نے جو کئے تھے اٹھا دیا گیا اب یہاں سے تردید تنوف و معارض والزامات باطلہ کا اُنکے جنکو انہوں نے حسب زعم فاسد اپنے احادیث مستدل فی الباب واقوال حافظ ابن قیم علیہ الرحمہ پر کئے تھے شروع ہوتی وہ بہ بصیرت از انصاف سے سنیں اور داد حق دیں ⁂

قولہ [illegible] فصل۔ جو لوگ تین طلاق یکبارگی دی کو یک شمار کرتے ہیں انکی بہت بڑی دلیل حدیث ابن عباس کی ہے جسکو امام مسلم نے روایت کیا ہے حدثنا اسحق ابن ابراہیم الحدیث الی آخرہ لکھتے تھے ⁂

اقول اس حدیث پر جو انہوں نے نقض کیا ہے وہ یہ ہے ⁂

قولہ [illegible] نقض اس حدیث پر بڑا زور شور ہے کہ تین طلاق بفم واحد یا بمجلس واحد ایک طلاق جبھی ہوتی ہے لیکن ذرا مستدل صاحب غور کرکے فرما دیں تو سہی کہ فم واحد یا مجلس واحد یہ کہاں سے نکالتے ہیں ⁂

اقول بے شک اس حدیث حضرت ابن عباس والی میں [illegible] اس مقام میں نقل کیا ہے واقعی فم واحد یا مجلس واحد یہ جبھی کے الفاظ [illegible]
یجعل واحدۃ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
الحدیث یعنی تین طلاقیں عہد نبوی وخلافت ابی بکر و تین سال امارہ عمر میں برابر ایک کی جاتی تھیں تو ضرور ہے اسکو آپ نے نقل ہی کیا ہے انکار کی تو گنجائش ہی نہیں اس حدیث سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ ان تینوں زمانوں میں طلاق ثلاثہ برابر ایک ہی گردانی جاتی تھی اس سے لوگ ناواقف نہیں تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ عمل بعد نزول آیت الطلاق مرتان کے پایا گیا کیونکہ عہد ابی بکر و عمر میں اسکا وجود یقینی ہے آپ بھی یہی فرماتے ہیں اب سنئے! یہ قاعدہ مسلم ہے کہ کان جب مضارع پر داخل ہوتا ہے تو علی الدوام فائدہ استمرار کا دیتا ہے اور ماہرین علم پر مخفی نہیں پس یہ قول آپکا کہ یہ معاملہ چونکہ اوائل میں شاذ و نادر ہوتا تھا جسکی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابا بکر صدیق کو نہیں تھی اور جب عہد حضرت عمر میں لوگ اس قسم کی طلاق

اور اس حدیث کو ابن عباس وغیرہ نے ابن جریج سے بصیغۂ اخبار حدیث کیا ہے اور ایسا ہی ابن جریج نے عبداللہ بن طاؤس سے اور عبداللہ نے اپنے والد طاؤس سے اس اسناد میں کسی طاعن کو طعن کی گنجائش نہیں ہے اور طاؤس اخص اصحاب حضرت ابن عباس سے ہیں اور طاؤس کا یہی مذہب ہے کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والی واحد ہی ہے اسکا ہمارے صاحب الغیاث کو اقرار ہے اور اس حدیث کو حماد بن زید نے ایوب سے انہوں نے بہت لوگوں سے طاؤس سے روایت کیا ہے پس یہ حدیث بے شک من اصح الحدیث ہے اور اس سے یہ قول صاحب الغیاث کا کہ حدیث طاؤس گو سنداً صحیح ہے لیکن متناً شاذ ہے ہباءً منثوراً ہوگیا۔ امام بخاری نے جو اسکو کتاب بخاری میں نہیں نقل کیا تو کیا ہوا یہ ترک موجب ضعف و عدم اعتبار اس حدیث متروکہ کا نہیں بہت سی صحیح صحیح حدیثوں کو امام بخاری نے بخوف طوالت اپنی کتاب بخاری میں ترک کر دیا ہے کیونکہ اس کتاب کا نام انہوں نے الجامع المختصر الصحیح رکھا ہے اور یہ حدیث بھی انہیں احادیث صحیحہ متروکہ سے ہے ایسے واہی عذر کو دق فہم والا آدمی ہی نہیں پیش کرسکتا ہے ہاں اگر امام بخاری صاحب نے کسی مقام میں ایسا لکھا ہو چونکہ اس حدیث کے راویوں میں فلاں راوی مجروح ہے اسواسطے میں نے اس حدیث کو ترک کیا تو البتہ یہ حدیث قابل استدلال نہیں ہوسکتی ہے۔ صاحب الغیاث اور انکے حوارین اگر سچے ہیں تو امام بخاری صاحب سے بسند صحیح اسکو ثابت کر دکھا دیں نہیں تو اس عذر بارد اپنے پر نادم ہو کر توبہ کریں آیندہ پھر اس قسم کے اعذار باطلہ کو پیش ارباب بصیرت نہ کریں وما علینا الا البلاغ

قولہ صفحہ ۳۰ دوسرا نقض یہ ہے سند روایت میں اس حدیث کے روایتی گفتگو نہیں ہے لیکن متن حدیث میں محدثین نے قیل و قال کیا ہے قال البیہقی ھذا احد ما اختلف فیہ البخاری ومسلم فاخرجہ المسلم وترکہ البخاری واظنہ ترکہ لمخالفۃ سائر الروایات عن ابن عباس الخ

کیجا سکتی ہے اُس کی اس میں گنجائش ہی نہیں ہے عبارت عربی یہ ہے واخرجہ
احمد وابو یعلی وصححہ من طریق محمد بن اسحق وھذا الحدیث نص فی المسئلۃ لا یقبل
التاویل الذی فی غیرہ من الروایات الاتی ذکرھا انتہی

محمد بن اسحاق کی نسبت جو لوگ کلام کرکے اس حدیث کی تضعیف کے درپے
ہوئے ہیں اسکا جواب بھی اُسی فتح الباری میں مرقوم ہے کہ بہت سے احکام میں
محمد بن اسحاق جیسے اسناد والے حدیث کے ساتھ علمائے محدثین نے احتجاج کیا
ہے جیسے یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عزیزہ زینب رضی اللہ عنہا کو
بعد اسلام ابی العاص کے اُسے پہلے ہی نکاح پر ابی العاص کے یہاں رخصت کردیا
پھر نئے طور سے نکاح نہیں کیا اور اس معاملہ کو صاحب الغیاث کیا آپکے ائمہ بدسے
نے مان لیا ہے پھر یہاں نہ ماننے کی وجہ صاحب الغیاث اگر آپ سے جو اعتراض
کریں تو اُن کی سادہ لوحی محض ہے گا ہے چناں گاہے چنیں کیسا اور اگر کہو کہ جب
حدیث ابن عباس انما کانت الثلاث الحدیث سالم عن القدح تھی تو پھر امام احمد
نے جواب اثرم روایۃ مجاہد وغیرہ عن ابن عباس کا کیوں اعتبار کیا تو جواب اُسکا یہ
ہے اول تو امام احمد صاحب نے اس حدیث کے رواۃ کی نسبت کچھ کلام نہیں کیا۔
اگر واقعی اس کے رواۃ میں کچھ بھی کلام ہو تو وہ ضرور اثرم سے بیان کرتے دوسرے
ہوسکتا ہے کہ اُسوقت اُنکو اس حدیث کی پوری تحقیق نہوئی ہو بنا بر روایۃ مجاہد وغیرہ
کو معتبر جان کر اثرم کو وہی جواب دیا پھر جب حدیث رکانہ والی بسند صحیح اُنکو ملی تو
اپنے مسند میں لکھی اور تصحیح کی اور قول اول سے رجوع کیا یہی وجہ ہے
کہ اُن سے دونوں طرح کی روایت موجود ہیں اور اسکو محققین نے
اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور واقعی امام احمد صاحب کہ حدیث ابن عباس انما کانت
الحدیث میں موقع قدح کیونکر تھا اسواسطے کہ رواۃ اسکے ایسے ویسے نہیں بلکہ ثقہ
الحفاظ ہیں اس میں قدح ذرا ٹیڑھی کھیر ہے اضطراب وغیرہ کا ڈھکوسلا جو صاحب
الغیاث نکالتے ہیں اُسکا جواب اپنے موقع میں دیا جاویگا ارباب بصیرت ذرا صبر کریں

کے یہ خلاف ہے اسی واسطے بخاری نے اس کو چھوڑ دیا ہو یہ گمان بیہقی کا اسکو مستلزم نہیں کہ یہ حدیث واقعی تمنا غیر صحیح و واجب الترک ان کے نزدیک ہی یہ صاحب الغیاث اور انکے حواریین کا بیہقی پر بہت بڑا بہتان ہے سبحانک ھذا بھتان عظیم صاحب غیاث ایسے واڑگھات کے آدمی ہیں کہ مت پوچھیو اپنے پاس سخن کے کئی قول بیہقی دارقطنی کا ترجمہ ایک دم ہضم کر گئے پر الحمد للہ کہ اصل عبارت الغیاث کی ص۳۲ سطر۱۲ میں موجود ہے اہل انصاف ملاحظہ فرما دیں۔

باقی رہا قول ابن منذر کا کہ یہ جائز نہیں کہ حضرت ابن عباس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یا درکھیں کچھ اور فتویٰ دیں کچھ اور اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دیا ہرگز نہیں ہے ایسا سمجھنے والے کی سمجھ کا قصور ہی جیسا سائل نے اُن سے پوچھا اور جیسی صورت ہوئی ویسا فتویٰ دیا اگر طلاق ثلاثہ واقعہ اوقات و جلسات متفرقہ کا فتویٰ پوچھا تو مغلظہ کا فتویٰ دیا اور اگر طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ و فم واحد کا فتویٰ پوچھا تو واحد رجعی کا فتوے دیا اسی بنا پر طاؤس نے قسم کھائی ہے اور لاریب اسکے خلاف حضرت ابن عباس سے ثابت نہیں اور اس صورت میں طاؤس اور مجاہد و سعید بن جبیر وغیرہما کی روایات میں تطبیق باحسن الوجوہ ہوگئی صورت تطبیق کے ہوتے ہوئے معارضہ کیونکر تسلیم کریں اور بشرط تسلیم یہ اعتراض ابن منذر کا اس وجہ سے بھی صحیح نہیں کیونکہ سوائے مسئلہ طلاق کے ابن عباس سے فتاویٰ بخلاف حدیث منقول ہیں الغیاث کے ص۳۳ سطر۱۲ کے جواب میں اسکی تصریح موجود ہے وہاں دیکھو۔

آیت الطلاق مرتان کے متعلق اوپر بحث گذر چکی ہے۔ وہاں دیکھ لیں ۔

قولہ ص۳۲ سطر۱۲ عمدۃ القاری میں ہے کہ قال الجصاص حدیث ابن عباس منکر امام احمد نے بھی اس حدیث کو بسبب مخالفت ہونے کل رواۃ شاگردان حضرت ابن عباس کے شاذ و منکر سمجھکر ترک کر دیا ہے جیسا کہ اثرم نے نقل کیا ہے۔

اقول یہ جصاص کون اور کب کے محدث ہیں ذرا پہلی انکی تاریخ نقل کرنا مناسب

قول اس حدیث کی صحت سند تو صاحب الغیاث کی مسلم ہے انکا انکار تو
اب کر ہی نہیں سکتے باقی رہا یہ قول انکا کہ اس کے متن میں محدثین نے قیل وقال
کیا ہے محض کیا ہے اور خوش فہمی کہ ایسا سمجھ بیٹھے ہیں حدیث کی صحت وضعف
رواۃ کے صحت وسقم پر موقوف ہے راوی جرح وقدح سے پاک ہے تو حدیث
لاریب صحیح وقابل العمل ہے واحتجاج واستدلال ہے اور اگر راوی مجروح ہی تو
حدیث بھی ویسا ہی ہے یہ بات ساری خدائی جانتی ہے آج یہ نئی بات صاحب
الغیاث کی تحریر سے معلوم ہوئی کہ ایک قسم حدیث کی ایسی بھی ہے کہ سنداً تو
صحیح ہے پر متناً ضعیف ومتروک العمل صاحب الغیاث اور انکے ہاں میں ہاں ملانے
والے حضرات اپنے دعوی میں سچے ہیں تو زیادہ نہیں دو ہی چار حدیثیں اس قسم کی
پیش کریں اگر ہمارے صاحب الغیاث اور انکے حواریین حدیث فاطمہ بنت قیس کو
اپنے ثبوت دعوی میں پیش کریں تو یہ انکی خوش فہمی ہے اسواسطے کہ اس حدیث
کا بالکل دار مدار فاطمہ بنت قیس پر ہے جو راوی یہ ہے حدیث کی اور حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نے اس کے حفظ کا اعتبار نہیں کیا تو حدیث سنداً کیونکر صحیح ثابت ہوئی۔
ہاں عمر رضی اللہ عنہ بعد تسلیم حفظ اس کے بھی اگر اسپر عمل نہ کرتے تو بے شک آپ
حضرات کے فہم پر صاد تھا ؎

بات تو تمنے بنائی تھی بہت خوب مگر
تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہیں

ناظرین انصاف فرماویں کہ ہمارے صاحب الغیاث اور انکے حواریین کیسے
پورے ہیں ایمان جائے تو جائے پر آن نہ جائے۔

آپ سنئے متن حدیث میں کسی کو کلام نہیں ہے یہ آپ جیسے حضرات کی خوش فہمی
ہے بیہقی نے اس حدیث کی صحت وسقم میں ہرگز کلام نہیں کیا ہے نہ سند میں نہ
متن میں امام بخاری نے جو اس حدیث کو اپنی کتاب صحیح بخاری میں نہیں نقل کیا
ہے اسپر بیہقی نے اپنا گمان وشبہ بیان کیا ہے کہ شاذ اور روایات عن ابن عباس

اس کے راوی عبدالرزاق بھی ہیں اور انکے سوا اور بھی اور حماد بن زید اور دوسرے
اشخاص بھی اور یہ سب متفق الروایت ہیں پھر تفرد کہاں رہا کیونکہ جتنی حدیثیں کتب
احادیث میں درج ہیں سب میں یہی ہے کہ اوپر کے لوگوں میں ایک ہی راوی ہوتا ہے
مابعد اسکے شاگردان اس کے بڑھتے جاتے ہیں اور یہ بات مخفی نہیں علاوہ بریں ابی الصہباء
بھی حضرت ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا ہے دوسرے اگر حضرت ابن عباس
اس حدیث کی روایت میں متفرد ہوئے تو کیا نقصان لازم آیا بہت سی حدیثیں ایسی
ہیں کہ جنکو ایک صحابی کے سوا دوسرے کسی صحابی سے نہیں نقل کیا ہے باوجود اسکے
اُمت نے اس حدیث کو قبول کرلیا ہے اور کسی نے اسکو رد نہیں کیا ابھی یہ تو صحابی
ہی ہیں کہ جنکی روایت میں طاؤس تابعی رحمہ اللہ سے کم درجہ کے لوگ متفرد ہیں اور
اسکو اُمت نے مان لیا اور کسی نے انکار نہیں کیا ہم تو سمجھتے ہیں کوئی ذی علم تو کیا
عوام کالانعام جو ہیں وہ بھی کسی زمانہ سابق میں اس کے قائل ہوئے و نہ ہونگے کہ
جس حدیث کا ایک ہی صحابی راوی ہو تو وہ حدیث مقبول نہ ہوگی یہ صاحب الغیاث
اور اُن کے حواریین کی نئی من گھڑت ہے اللہم احفظنا من ہذا القول الفاسد۔
ہاں مبتدعین کی طرف ایسے اقوال کی نسبت اغاثۃ اللہفان سے معلوم ہوتی ہے ابھی
انکا کیا پوچھنا ہے وہ تو شتر بے مہار ہیں جو چاہیں بکتے ہیں طرہ اور سنو ایسی ایسی
ایک دو نہیں ساٹھ حدیثیں ہیں کہ اکیلا زہری انمیں متفرد ہے اس کے سوا کسی نے
انکو نہیں روایت کیا ہے اور امت نے اس پر عمل کرلیا ہے اور کسی نے انکار نہیں کیا
کیا یہ حدیثیں مولود کی روایات لا اصل لہا سے بھی کم درجہ کی ہیں بوڑھیا والی
روایت تو قابل استدلال ٹھیرے اور حضرت ابن عباس کی حدیث پس انداز؟
شاباش ایمان ہو تو ایسا ناظرین منصفین اسکا موازنہ کریں اسکے علاوہ ہزاروں
ذیل کا قصہ حضرات مقلدین اپنے بزرگوں کے من گھڑت مانے بیٹھے ہیں بلکہ کالوحی
من السماء اسکو جانتے ہیں کیا یہ حدیث اس کے برابر بھی نہیں۔ جی چاہتا تھا کہ اُن
قصص و روایات واہیہ سے کچھ نقل کروں پر بخوف طوالت کے مخل نظر ارباب

تھی پیچھے انکے قول کو سند میں پیش کرتے غیر جو ہو فقط قال فلان یاحصار
حدیث ابن عباس منکر کہدینے سے ہوگیا اور خصم نے مان لیا ہرگز نہیں اجی آپ تو
سند کے بڑے دلدادہ ہیں اور سند سند اکثر پکارتے ہیں یہ خاموشی کیسی اور
امام احمد نے جو اثرم کو جواب دیا اس کے متعلق ہم اوپر بحث کر چکے ہیں صاحب الغیاث
کی خوش فہمی ہے جو شاذ و منکر سمجھنے کا الزام امام احمد صاحب کے ذمہ لگاتے ہیں اثرم
نے نہیں نقل کیا ہے صاحب الغیاث سچے ہیں تو وہ عبارت پیش کریں کس کتاب میں ہے
ذرا ہم بھی دیکھ لیں اور اس حدیث کی نسبت جو آپ شاذ کا نعرہ مار رہے ہیں یہ
آپکی محض ترانہ سازی ہے یہ حدیث شاذ نہیں ہے اسواسطے کہ شاذ اُسکو کہتے ہیں کہ کوئی
ثقہ بخلاف مرویات ثقات کے روایت کرے اور اُس روایت میں وہ سب سے نرالا
ہو ؛ رہی یہ بات کہ اگر کوئی ثقہ ایسی روایت نقل کرے کہ اُس کے خلاف میں اور
کسی ثقہ نے کوئی روایت نہیں نقل کی ہے تو اُس روایت ثقہ متفرد کو شاذ نہیں کہینگے
اور یہ تفرد موجب عدم قبول اُس روایت کا نہیں ہوسکتا اور نہ اسکی گنجائش ہے امام
شافعی صاحب فرماتے ہیں لیس الشاذ ان ینفرد الثقة بروایة الحدیث بل الشاذ ان
یروی خلاف ما روی الثقات یعنی روایت حدیث میں جو کوئی ثقہ منفرد ہو تو یہ
شاذ نہیں ہے بلکہ شاذ یہ ہے کہ روایات ثقات کے خلاف روایت کرے اور یہ
ظاہر بات ہے کہ بمقابلہ اس روایت ابن عباس کے کسی اور راوی ثقہ نے نہیں
روایت کیا ہے کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابی
بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ابتدائی زمانہ خلافت میں دو تین برس تک
واحد رجعی نہیں ہوتی تھی بلکہ مغلظہ شمار ہوتی تھی صاحب الغیاث اور آنکے حواریین
اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو زیادہ نہیں دو ہی تین روایتیں تفصیل وتصریح کی
پیش کریں ورنہ خالی احتمالات مخیلین سے کام نہیں چلنے کا ہاں رہگیا تفرد والا شبہ
تو جواب اسکا اول یہ ہے کہ حدیث طاؤس والی بچند طرق عن طاؤس عن ابن عباس
مروی ہے اور سب رواۃ آپس میں متفق ہیں کوئی ایک دوسرے کے خلاف نہیں چنانچہ

صورت ہے تنزیہ اً لا لکن من الغفلۃ نہیں

قولہ صفحہ ۲ سطر بیشک یہ بات صحیح ہے لیکن یہ حدیث طلاق والی ایک ہی صحابی راوی کے ایک ہی شاگرد سے بسند صحیح مروی ہے جسپر ایک خاص مذہب کی بنا ہے ایسی حدیث کو امام بخاری ضرور روایت کرتے الخ

اقول مولوی صاحب علیہ الرحمۃ نے جو اس حدیث ابن عباس کو بخاری میں نقل نہیں کیا ہے اُس کی علت اوپر بیان ہو چکی ہے یہ علت خانہ ساز جسکو صاحب الغیاث بیان کرتے ہیں نہیں ہے یہ خوش فہم کی محض من گھڑت ہے اور بیچارے امام بخاری پر بہتان اگر واقعی یہی بات ہوتی تو امام بخاری صاحب ضرور اسکو اپنی کتاب کے کسی گوشہ میں جگہ دیتے حالانکہ بخاری میں کہیں اسکا پتہ نہیں ہے نہ معلوم صاحب الغیاث کو کیا ہو گیا کہ الاپ شناپ جو جی میں آیا اپنے رسالہ میں لکھدیا اور امام احمد صاحب کے جواب کی نسبت ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جو بات چاہیں اسکو وہاں دیکھلیں۔

قولہ صفحہ سطر قال العلامۃ فی شرح النخبۃ الشذوذ مذہب الخلیلی ومذہب الحاکم ان الشاذ ما انفرد بہ ثقۃ ولیس لہ اصل متابع لذلک الثقۃ قال العراقی قال الخلیلی فما انفرد بہ الثقۃ یتوقف فیہ ولا یحتج بہ انتہی

اقول اس عبارت کو حدیث ابن عباس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے بے فائدہ چند سطر کاغذ کو صاحب غیاث نے سیاہ کیا اور شاذ کی یہ تعریف مسلم نہیں ہے کیونکہ امام شافعی سے اس کے خلاف منقول ہے جیسا کہ اوپر گذرا - اور حاکم و شافعی کی نسبت کا تضعیف ماہرین فن کے ہاتھ ہے۔

باقی رہا جن بعضوں نے اس حدیث کو مضطرب المعنی کہا ہے وہ انکی محض فراست ہے اور یہ ہر شخص پر حجت نہیں آپ کیوں نہیں امنا وصدقنا کہیں گے آپ تو انہیں کے نمک خوار ہیں جنکی کہانے اُن کی گانے مشہور مقولہ ہے پر یاد رہے کہ اس خوشامد بازی سے کام نہیں چلیگا۔

قولہ صفحہ سطر حدثنا محمد بن عبد الملک بن مروان نا ابو نعمان نا حماد بن

بصیرت ہی ترک کیا خیر سنئے [illegible] روایت وقعہ
ذیل حضرت پیران پیر کو خیال [illegible] تھا یہ تو خیال کریں کہ کیسی
کیسی روایتیں او ناقول [illegible] صاحب [illegible] حدیث
کے تفرد کی نسبت ایک بات صاحب [illegible] سائل
ابا الصہبا ہیں چونکہ وقت [illegible] کے [illegible] حاضر تھے [illegible] نے کبھی نام
ابا الصہبا کا لیا کبھی نہیں تو معلوم ہوا [illegible] کے بیان کیا گیا۔
اور طاؤس سنتے تھے انتہی۔

اس سے غرض صاحب لغات کی [illegible] ابا الصہبا [illegible] کا اقتباً
نہیں تو یہ حدیث متفرد ہوئی واہ واہ حضرت [illegible] خوب آپ نے سوجھ سوجھ نکالی
ہے بھلا یہ تو بتلائیے کہ [illegible] میں دو دو بسول
سائل بیان ہوئیں [illegible] ہرگز نہیں
اجی مثلاً [illegible] مفتی کے پاس
بغرض دریافت اس کے جاتے ہیں تو [illegible] مفتی سے [illegible] نہیں۔
سائل ایک ہی ہوتا ہے اور دوسرے [illegible] اس کے کاربند
ہوتے ہیں [illegible] یہ دستور [illegible] کے وقت میں بھی ایسا ہی تھا۔
ہاں وقت روایت کے [illegible] کو بیان کرنیکا مجاز ہے [illegible] بیان کو
ساری خدائی تسلیم کرلی ہو کوئی نہیں کہتا [illegible] نہیں [illegible] کہے تو وہ
اسکو احمق کے سوا کچھ نہیں کہینگے یہی حال حدیث کی روایت کا ہے گو طاؤس نے
بھی اس واقعہ کو بیان کیا تو کیا ہوئی بلا جو آپ بوئی بوئی سنکر جاگے ابھی لڑکپن
مزاج سے نہیں گئی ؎

چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نگشت

اہل بصیرت آپکی اس بات سنکر [illegible] نہیں [illegible] روا حدیث کی توہی

صورت میں بھی فقط اس قدر اس روایت کے اولیٰ ہوگا چہ حضرت ابن عباس کی
دونوں حدیثوں یعنی عکرمہ و طاؤس ابی صہباء والی سے ثابت ہوتا ہے کہ
طلاق ثلاثہ واحد والی واحد رجعی ہے عام ازیں کہ یہ طلاقیں مدخول بہا و قت
یکجا دی جاویں یا غیر مدخول بہا پر اور انتظار سب وغیرہ کا قصہ بھی رفع ہوگیا و نعم ما قیل
مثل مشہور ہے ؎

زبھگے نکتہ چند جادوی بابل کرد ہو خیر
سر سر کہ دو دہ تر تیر چشم پر افسوس و گجبیر

والحمد للہ علی ذلک ۔

قولہ صفحہ ۔ ابو صہبا نے قول ابن عباس سے سوال کیا تھا کہ عہد نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے حضرت ابن عباس نے اپنا علم بنسبت تعامل ناس کے بیان فرمایا اس سے
یہ نہیں لازم آتا کہ سب صحابہ کا یہی تعامل تھا یا سب صحابہ اس کو فتوے دیتے تھے
اور حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسی کی معرفت مطلع تھے اور یہ تعامل بحکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے تھا الخ

اقول ابو صہبا تعامل ناس سے سوال کرتے تو یہ فرشتے کے تعامل کو سوال
کرتے نکاح و طلاق کی صحبت جو ناس کو تو تعامل کس کا دریافت کیا چاہئے بڑے
اندھیر کی بات صاحب لمعات کے مونہہ سے نکلتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تعامل ایام
نبی سے تھا اسواسطے کہ بغیر حکم نبی کے وہ کوئی ادنیٰ کام بھی نہیں کرتے تھے اور نکاح و
طلاق تو عظائم امور سے ہیں ایسے بڑے بڑے کام کو وہ محض اپنے ہوائے نفس سے
ہرگز نہیں کرتے تھے حضور تو حضور اگر سفر میں بھی کوئی کام بوجہ عدم سماع گستری ذات با
برکات حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے صادر ہو جاتا تھا تو جب مدینہ منورہ واپس
آتے فوراً اس امر کی حضرت کو اطلاع کی پھر جیسا حکم ہوا اسکو بسرو چشم قبول کرلیا دیکھو
سورہ فاتحہ دم کرنے کو جو تیس بکریاں دسواں کی تقسیم کی ہیں ہم حضرت کو بغیر اطلاع دیئے
نہیں رہے اطلاع بھی کر چھوڑ ۔ نیز قصہ تیمم وغیرہ کا صدہا دیتے اپنے معاملے کیما و

زید عن ایوب السختیانی عن غیر واحد عن طاؤس ان ابا الصہباء کان کثیر السؤال لابن عباس الحدیث

اس حدیث میں ابا الصہباء کے طلاق غیر مدخولہا کا ذکر ہی دیکھئے یہی طاؤس و صہبا ہیں کہ مسلم کی روایت میں مدخولہا و غیر مدخولہا دونوں کے بارہ میں یہ حدیث روایت کرتے ہیں اور ابو داؤد کی روایت میں غیر مدخولہا کے بارہ روایت کرتے ہیں خاص کر کے اور حال مدخولہا کا غیر مدخولہ سے فرق ہے تو اضطراب فی المتن لازم آتا ہے اسی واسطے علامہ قرطبی نے اس حدیث کو حدیث ابن عباس کو مضطرب کہا ہے۔

قولہ طاؤس اور ابو الصہباء نے جو مسلم میں مدخولہا و غیر مدخولہا دونوں کے بارہ میں روایت کی اور اس میں خاص کر غیر مدخولہا کے بارہ میں تو اس میں کیا قباحت لازم آئی قباحت و تعارض تو جب واقع ہوتا کہ اس حدیث میں تصریح اس کی ہوتی کہ جب کوئی تین طلاق اپنی زوجہ غیر مدخولہا کو دیتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت ابی بکر کے زمانہ میں اور ابتدا سے خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں لوگ انکو ایک شمار کرتے تھے اور جب تین طلاق اپنے زوجہ مدخولہا کو دیتا تھا تو ایک نہیں بلکہ تین مغلظہ شمار کرتے تھے۔ حالانکہ حدیث میں ایسی تصریح نہیں ہے تو اضطراب فی المتن و معارضہ کیونکر لازم آیا ابھی پہلے اضطراب و معارضہ کا معنے لغت میں دیکھ لیتے پھر اضطراب فی المتن زبان پر لاتے ہم کہتے ہیں کہ انہ تکن الطلاق الثلاث علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث والی روایت ابی الصہباء میں جو ابہام تھا وہ اس روایت قبل الدخول والی اور بکرہ والی روایت فی المدخول بہا سے جاتا رہا پھر جلسہ واحدہ یا جلسات و اوقات متفرقہ کا جو شبہ تھا وہ رکانہ والی روایت سے جاتا رہا اب بے کھٹکے بتوافق قرآن و حدیث و تعامل الناس من عہد النبی الی یومنا ہذا لوگ اس مسئلہ پر عمل کریں خلاف زید و بکر و چین چیرہ کا انکو ہرگز خیال نہ کریں اور اگر فرض کر لو کہ قبل الدخول والا ابی الصہباء ہی کی زیادتی ہے تو بھی ثقاہت میں ابی الصہباء کے کلام نہیں اور زیادہ ثقہ مقبول مسلم ہے اس

ہرگز نہیں بخلاف متعہ کے کہ اسکی نہی وحرمت پر بعد صدور حکم منجانب حضرت عمر کے
سارے حضرات صحابہ نے اتفاق کرلیا کسی نے اسکا خلاف نہیں کیا حضرت ابن عباس
نے اس حکم حرمت پر اگرچہ اپنا افسوس بوجہ عدم علم اس کی منسوخیت کے پہلے ظاہر کیا۔
پھر لوٹا مان لیا اور اس کے خلاف کسی کو فتویٰ حلت متعہ کا نہیں دیا۔ بخلاف اس
مسئلہ متنازعہ فیہا کے کہ اسمیں بعد حکم حضرت عمر کے بھی ابن عباس پہلے ہی حکم واحد
رجعی پر فتوے دیتے رہے چنانچہ جواب انکا جو ابی الصہباء کو دیا ہے اسکا شاہد عدل ہے
پس ان دونوں مسئلوں میں دوری آسمان وزمین کی ظاہر ہوگئی۔ اور سوال ابی صہبا
سے ایک بات اور بھی نکل آئی وہ یہ کہ ابو الصہباء کو پورا یقین تھا کہ حضرت ابن عباس
طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ میں واحد رجعی کا ضرور فتوے دیتے ہیں کیونکہ ابو الصہبا
ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بڑے منہ لگے تھے اسی بھروسہ پر طراقہ تصدیق کرانے کیلئے
دہم سے آپہنچے اگر اسکا یقین انکو پورا ہوتا تو کبھی اس مسئلہ کو ان سے نہ چھیڑتے بلکہ
خاموش ہو بیٹھتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضرت عمر کے عہد خلافت کے بعد کا ہے
الفاظ حدیث وصدرا من خلافۃ عمر اس کے شاہد عدل ہیں فتنبہ ولا تکن من
مدعی الاجماع علیٰ ھذہ المسئلۃ الطلاق

قولہ صلہ سطر ۹ مانعین طلاق جو کہتے ہیں کہ نزدیک محدثین کے طلاق ثلاثہ جلسہ
واحدہ حکم میں رجعی کے ہے مراد محدثین سے اگر اہل ظواہر ہیں جیسے کہ داؤد بن حزم
ظاہری تو انکا خلاف ووفاق اجماع میں اعتبار نہیں اور اگر مراد فقہاء محدثین ہیں جیسے
امام بخاری ومسلم ودیگر محدثین وفقہا تو یہ محض غلط ہے سوائے بعض ظاہریہ کے اور
کسی قدماء محدثین کا یہ مذہب نہیں ہے کتابیں موجود ہیں دیکھ لیں۔

اقول یہ مذہب حسب اقرار انکے حضرت ابن عباس اور ان کے شاگرد طاؤس
کا اور بعض دیگر اہلسنت اور حافظ ابن قیم اور تقی الدین ابن تیمیہ کا ہے اور حسب اقرار
علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری وہدایہ کے علاوہ طاؤس کے ابن اسحاق اور
حجاج اور ظاہریہ کا ہی اور حسب اقرار علامہ ابو جعفر طحاوی حنفی کے ایک قوم کا قول ہم تو

نہیں سیکڑوں ہیں ماہرین فن حدیث پر ایسے معاملے کا شمس فی نصف النہار تاباں
ہیں بخوف طوالت اُن سب کی نقل پر ہم نے جرأت نہیں کی۔ اس ہی کون قرون
ثلاثہ مشہود لہا بالخیر والے جو حضرت کی دینے سنت پر اپنے جان و مال کی قربان
کرنے والے بھلا کوئی با ایمان آدمی ایسے حضرت کے ساتھ کبھی اتباع نفس کا
دھبہ لگا سکتا ہے ہرگز نہیں آپکے اس قول ان کا حکم نبوی تھا سے اُن حضرات کی
بہت بڑی عزت پائی گئی۔ مصرع ؎

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو

جب صاحب غیاث اور اُن کے حواریین حضرت صحابہ کی ایسی عزت کرتے
ہیں تو دوسرے بزرگان کو کون پوچھتا ہے۔ این کار از تو آید و مردان چنیں کنند۔
اس جواب سوال سے ابی الصہباء اور حضرت ابن عباس کے صاف ظاہر ہے
کہ قبل اس مسئلہ پر اُسوقت بھی تھا اور توقف نہیں ہو تھا سوال کا تقاضا تو یہی
معلوم ہوتا ہے کہ ابو الصہباء سے کسی نے اس مسئلہ طلاق ثلثہ بجلسہ واحدہ واحد
ہونے کا اُن سے سوال کیا تھا انہوں نے جواب اسکے اپنے واحد ہونے کا فتوے دیا۔
پھر کسی نے انکار کیا ابوالصہباء کو خلاف معلوم ہوا حضرت ابن عباس سے اس کی
تصدیق کرانی منظور ہوا اگر اُس ہی یہ حکم منسوخ ہوتا تو اُسوقت ابی الصہباء کی حضرت
ابن عباس نے تصدیق کی تھی ساتھ ہی اسکے یہ ضرور فرماتے کہ ابن سیان پہلے
یہ حکم ہوا تھا پھر بعد نزول آیت الطلاق مرتان کے منسوخ ہوگیا نہ یوں فرماتے کہ
منسوخیت اسکی چند سے یعنی عہد نبوی و صدیقی اور ابتدا دو تین برس امارت عمری
میں مخفی رہی جب کثرت سے لوگ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ دینے لگے تو حضرت عمر کو
بعد تفتیش اُسکے منسوخیت کا پتہ لگ گیا تو آپ نے تینوں کے ایسی صورت میں مغلظہ کا
فتوے دیا اُسوقت سے لیکر آجتک یہی حکم جاری ہے صہباء تم نے غلطی کی جو واحد
ہونے کا فتوے دیا۔ میاں منکر صاحب تم ٹھیک کہتے ہو صہباء کی خطا ہے اگر ایسا
حضرت ابن عباس سے مروی ہوتا تو پھر کسی کو اس مسئلہ میں دم مارنے کی کیا مجال تھی

اور دلیل اُن کی وہ ہے جو صحیح مسلم اور بخاری وغیرہ میں وارد ہے کہ بے شک تین طلاقیں ایک تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور ایسا ہی زمانہ میں ابو بکر اور ابتدائے خلافت عمر رضی اللہ میں پھر بے شک عمر رضی اللہ نے جاری کیا اُس تین کو لوگوں پر ہو چکی عبارت عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ کی۔

اب ناظرین منصفین ملاحظہ فرماویں کہ صاحب الغیاث اس قول (سوائے بعض ظاہریہ کے اور کسی قدماء محدثین کا یہ مذہب نہیں) میں دروغگو ثابت ہوئے یا نہیں اور یہ قول اُنکا محض غلط پایا گیا یا نہیں ضرور دروغ محض غلط پایا گیا اسواسطے کہ انکا یہ قول ہے کہ سوائے بعض ظاہریہ کے اور کسی قدماء محدثین کا یہ مذہب نہیں اور عینی صاحب طاؤس وابن اسحٰق وحجاج اور کل ظاہریہ کا مذہب بتاویں اور طحاوی ایک قوم کا بتاویں اور مولانا مولوی عبدالحی لکھنوی بعض صحابہ اور داؤد ظاہری اور اُن کے تابعداروں اور ایک قوم امام مالک اور بعض یاران امام احمد وغیرہم کا بتلاویں کہیئے یہ سب سچے یا صاحب الغیاث اور طرفہ یہ کہ اُلٹے کتاب وسجنے کو کہیں لیجئے کتاب دیکھی گئی اور آپکی سخن سازی واہلہ فریبی کالشمس فی نصف النہار تاباں ہوگئی خیر اَوروں کو رہنے دیجئے امام مالک صاحب آپ کے نزدیک فقہائے محدثین میں ہیں یا نہیں اب آپ سچے یا یہ حضرت ناظرین سمجھئے اسکا انصاف ارباب بصیرت کے نزدیک ہے ارباب بصیرت اگر ہماری تصدیق چاہیں تو اصل کتاب منقول عنہ کو ملاحظہ فرماویں اسی خیال سے میں نے کتاب منقول کا پورا پتہ لکھدیا ہے اور اس کے علاوہ بہت سے علماء نے اسی مذہب کے ناقل ہیں اگر ہر ایک اسمائے گرامی مع محل عبارت کے نقل کئے جائیں تو واقعی یہ رسالہ بہت ہی طویل الذیل ہو جائے امام فخر الدین رازی صاحب نے بھی اختیار کثیر من علماء دین فرمایا ہے علمائے دین بھی کون ہیں جنب امام اعظم ابو حنیفہ کے چنانچہ اسکو ہم اوپر نقل کر چکے ہیں اور علمائے دین وہی ہیں جو قرآن واحادیث کے ماہر ہیں یہ علمائے دین نہوں تو کیا دوسرے متکلمین و فلاسفر ہوں ہرگز نہیں دوسرا بھی اگر یہ دعویٰ کرے کہ طلاق ثلاثہ بجلسہ واحدہ

ہیں پر اجماع قدیم کے قائل ہیں حضرت عمرؓ کے عہد خلافت سے جو اس مسئلہ میں اختلاف پیدا ہوا وہ آج تک نہیں مٹا۔ کہئے یہ حضرات آپ کے نزدیک فقہائے محدثین سے ہیں یا نہیں اگر شق ثانی کا اقرار ہے تو اسکو ایک پرچہ کاغذ پر آپ لکھدیں بخاری نے جو حدیث ابن عباس کو اپنی کتاب میں نہیں نقل کیا تو اس سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں خلاف ہیں اب اگر امام بخاری نے کہیں بخاری میں یہ نقل کیا ہو کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والی واحدہ نہیں بلکہ ثلاثہ مغلظہ ہے تو اسکو پیش کیجئے اور اپنا ہم خیال جانئے۔ کیا یہ دونوں آدمی آپکے نزدیک بعض فقہا ہیں نہیں علاوہ بریں مولانا مولوی عبدالحی لکھنوی مغفور اپنے حاشیہ عمدۃ الرعایۃ علی شرح الوقایہ میں لکھتے ہیں القول الثانی انہ اذا طلق ثلاثاً تقع واحدۃ رجعیۃ وهذا هو المنقول عن بعض الصحابۃ وبہ قال داؤد الظاهری واتباعہ وهو احد القولین لمالک ولبعض اصحاب احمد وانتصر لهذا المذهب ابن تیمیۃ الحنبلی فی تصانیفہ وتلمیذہ فی کتاب زاد المعاد واغاثۃ اللهفان وغیرهما ومن تبعهما وبسطوا الکلام فیہ وحجتهم ما ورد فی صحیح مسلم والبخاری وغیرہ ان الطلاق الثلاث کانت علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحدۃ وکذا فی عهد ابی بکر وصدر من خلافۃ عمر ثم ان عمر امضاہ علیهم انتهی

یہ عبارت شرح وقایہ عمدۃ الرعایۃ مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ ربع ثانی کے صـ ۳۱ میں موجود ہے۔

یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ جب تینوں طلاق دیگا تو وہ واحدہ رجعیہ واقع ہوگی اور یہی منقول ہے بعض صحابہ سے اور یہی قول ہے داؤد ظاہری اور انکے اتباع کا اور یہی ایک قول امام مالک اور بعض یاران امام احمد رح کا ہے اور مدد کی ہے اس مذہب کی ابن تیمیہ حنبلی نے اپنی تصنیفوں میں اور انکے شاگرد نے اپنی کتاب زاد المعاد اور اغاثۃ اللہفان وغیرہما میں اور ان دونوں کے تابعدارں نے اور دراز کیا کلام کو انہوں نے اس مسئلہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ رجعیہ میں

علیٰ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحدۃ کے نہیں پھرتی ہے یہ صاحب الغیاث کی ہمہ دانی ہے بلکہ طرف خبر جملہ کے جو لفظ الثلاث کا مفرد اور صفت ہے موصوف مفرد الطلاق کا پھرتی ہے اس صورت میں فامضاہ عمر بہت صحیح ہوا یعنی فامضا الثلاث فیہ واحدۃ اور اضمار قبل الذکر کا خدشہ بھی رفع ہو گیا یہی معنی حدیث محمد بن عبدالملک بن مروان میں جسکو صاحب الغیاث نے رسالہ غیاث کے منشء میں نقل کیا ہے بتصریح تامہ موجود ہے فلما رای الناس قد تتابعوا الناس حال اجیزوھن علیہ اب اگر یہ خدشہ پیدا کریں کہ اجیزوھن کیوں فرمایا اجیزوہ کیوں نہیں فرمایا تو جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ ثلاثا باعتبار مدلول اپنے جمع ہے اور اسی جمع کو جماعت تاویل کیا کرتے ہیں یہ مشہور قاعدہ ہے بایں خیال اجیزوھن فرمانا ہی بجا ہوا فتدبر

علاوہ بریں اب اس حدیث کے حل کیواسطے الفاظ محذوفہ کے ماننے کی ضرورت ہے نہیں رہی کیونکہ یہی الفاظ دوسری حدیث ابن عباس میں بتصریح موجود ہیں اور مخالفت قرآن واحادیث صحیحہ تنادی کی بہی جنکو صاحب الغیاث نے نقل کیا ہے نہیں لازم آئی صاحب الغیاث کے فہم سقیم وعقل کند کی خوبی ہے جو ایسا سمجھ بیٹھے ہیں تطبیق بینہ کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ حسب نافہمی سے معارضہ ومخالفت کا غل مچانا صاحب الغیاث ہی کا کام ہے دیکھیئے معارضہ ومخالفہ کیسا اڑ گیا۔ اور یہ حدیث بہ نسبت معاضدت حدیث رکانہ کے اپنے معنے پر بہی دال ہوئی اور یہ حدیث آیت قرآنی کے ہرگز مخالف نہیں ہے اسکا پورا جواب مقدمہ میں گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیں اور یہ حدیث شاذ بہی نہیں ہے یہ صاحب الغیاث کی خوش فہمی کا باعث ہے کہ ایسی صحیح حدیث کو ایسے لایعنی بیہا تاویلات سے اپنے مخدوش بناکر بے چارہ عوام کالانعام کو دام تزویر میں پہنسانا چاہتے تہے پر بفضلہ تعالےٰ ناکام رہے الحمدللہ والمنۃ علیٰ ذٰلک

میں صاحب الغیاث سے پوچھتا ہوں کہ اگر الغیاث تحقیق المعاث کا جواب نہیں ہے تو پھر لفظ صاحب معاث کے کیا معنی ہیں۔ اور صاحب معاث مدظلہ کے بارے میں دریدہ دہنی انکی خوش فہمی ہے ٹھیک ہے ؎

واحد رجعی ہے یہی مذہب جماہیر علماء کا ہے تو یہ دعویٰ اسکا بہت ٹھیک ہوگا۔

قولہ صفحہ ۱۸ پس یہ حدیث شریف اول تو متن ہی حدیث شاذ ہے دوسرے مضطرب تو مقام استدلال میں اس حدیث سے کیونکر دعویٰ ثابت ہوگا بمقابلہ دوسری حدیث صحیح اور فتاویٰ صحیحہ اور آیت قرآن کے ۔

اقول یہ حدیث نہ شاذ ہے اور نہ مضطرب اسکا جواب ہم اوپر دے چکے ہیں پس مقام استدلال میں اس سے کیونکر دعوے ثابت ہوگا ضرور ہونا چاہئے خصوصًا ایسے وقت میں کہ اور حدیثیں اور فتاویٰ اور آیت قرآن اسکو مساعد ہوں۔

قولہ صفحہ ۱۹ تیسرا نقص یہ ہے کہ یہ حدیث مشکل سی ہے ظاہری الفاظ پر لحاظ کیا جائے تو بالکل غلط ہوتا ہے کیونکہ ظاہر لفظ سے سمجھا جاتا ہے کہ مطلقًا تین طلاق رجعی ہوتی ہے جب واحدہ میں دے یا جلسات متفرقہ میں کانت الطلاق الثلاث علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحدہ اور ظاہر لفظ فامضاہ عمر سے سمجھا جاتا ہے کہ حضرت عمر نے انہی تین طلاق واحدہ ہی کو جاری کیا کیونکہ ضمیرہ کی کس طرف پھرتی ہے۔ اگر طرف طلاق ثلاثہ واحدہ کے پھیری جاوے تو یہ باطل ہے اور اگر طرف نفقہ کے پھیری جائے جیسا کہ صاحب ثلاث نے پھیرا ہے تو لغو بد مرتبہ آتا ہے اور یہ بھی منسوخ ہے۔

اقول اس حدیث رکانہ والی جو ثلاثہ فی مجلس واحد کے الفاظ سے حضرت ابن عباس ہی سے مروی ہے نہ ہوتی تو دقیق یہ حدیث مشکل سی تھی اب اسکی وجہ کرکے ابہام تو جاتا رہا اور خوب ظاہر ہوگیا کہ جو تین طلاق یکمجلس میں دی جائے تو وہ تین نہیں بلکہ ایک ہوگی بخلاف ان تین کے جو اور ان مجلسات متفرقہ میں دی جائے کہ وہ ثلاثہ مغلظہ ہے موافق آیت قرآنی فان طلقہا الآیۃ و دیگر حدیث نبوی کے۔ اور یہ ضمیر واحد غائب کی طرف مجموعہ جملہ کان الطلاق الثلاث

حضرت عمر سے بسند صحیح ثبوت کو پہونچاتے تو پہر ماننے میں اُس کے کیا عذر تہا - صاحب الغیاث کو مناسب تہا کہ پہلے اسی کو ثابت کر دکہاتے تو یہ بے فائدہ بات بنانے کی ضرورت نہ پڑتی بغیر ثبوت اُس کے کیا یہ بات بنانا کام دیگا ہرگز نہیں -

نسخ ب

نقض - بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت عمر تو حدیث فاطمہ بنت القیس کو بخیال نسیان اُس کے عملاً علی القرآن ترک کریں اور فرمادیں کہ ایک عورت محتملۃ النسیان کے قول پر ہم کتاب اللہ کو نہیں چھوڑ سکتے ہیں اور آپ اور آپ کے ہم تراز حضرات نے حضرت عمر کے اس قول کو پس پشت ڈالکر اُسی عورت کے قول طلقنی ثلاثاً کو کا وحی من السماء تصور کر کے استدلالاً پیش کیا اور مخالفت قرآن و قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذرا خیال تک نہیں گذرا یہ اچھی اطاعت عمری ہے شاباش

مصرع - آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو

حضرت عمر کے اگر سچے تابعدار ہوتے تو ہرگز اس حدیث فاطمہ بنت القیس سے استدلال نہ کرتے علاوہ بریں وہ مضطرب البیان و متفردہ بہی ہے پھر باوجود اس کے یہ حدیث فاطمہ والی ساقط عن الاعتبار کیوں نہیں مانی گئی جب اس سے استدلال کیا گیا تو حضرت ابن عباس سے کیوں نہیں کیا جائیگا ضرور کرنا چاہئے اگر اب بہی نہ کریں گے تو واقعی تعصب و جانبداری کا دہبہ سے آپ لوگ یقینی داغ دار ہوجائینگے مُنصفہ نقیاد بدست مختار -

قولہ صفحہ ۳۸ چوتہا نقض یہ ہے کہ بعض محدثین نے اس حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس کے یہ معنی کئے ہیں کہ قرن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض لوگ طلاق ثلاث بتکرار لفظ انت طالق انت طالق فقط بنظر تاکید کے دیتے تہے اور مراد ایک ہوتی تہی مکرر کرنے سے محض غرض تاکید تہی نہ تثلیث -

اقول بعض محدثین یعنی ابن شریح وغیرہ نے اس حدیث ابن عباس کا وہ معنی جسکو صاحب الغیاث بیان کرتے ہیں نہیں بیان کیا ہے یہ صاحب الغیاث کی ابلہ فریبی

سہ خود فراموشی منہ تہمت دیدہ شود ۔

قولہ صفحہ ۱۱ ۔ دیکھو اسی واسطے حضرت عمر نے حدیث فاطمہ بنت قیس کو باب نفقہ و سکنیٰ میں جو بسند صحیح منقول ہے بسبب مخالف ہونے عموم آیت لا تخرجوھن من بیوتھن و للمطلقات متاع بالمعروف کے اور بسبب متفرد ہونے فاطمہ بنت قیس کے قبول نہیں کیا ۔

اقول کہاں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ اور کہاں یہ فاطمہ کی حدیث حضرت ابن عباس کی جلالت شان کا شمس فی نصف النہار تاباں ہے اور فاطمہ بنت قیس کی حالت جو ہے وہ بھی عیاں ہے کہ حضرت عمر نے اُس کی نسبت کیا فرمایا اور اُنکی حدیث بھی سالم عن الکلام نہیں علاوہ بریں موقع شہادت میں ایک عورت کی شہادت ساقط عن الاعتبار ہوتی ہے قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتا ہے اسی کی وجہ حضرت عمر کے انکار کی ہوئی اور صاف فرمایا کہ لا نترک کتاب اللہ بقول امرأۃ لا ندری حفظت ام نسیت بخلاف حضرت ابن عباس کے کہ اُنکی حدیث کی نسبت یہ قول حضرت عمر کا منقول نہیں ہاں اگر اُنکی حدیث کی نسبت حضرت عمر ایسا فرماتے کہ یہ حدیث انما کانت الثلاث علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحدۃ جس میں چونکہ ابن عباس متفرد ہیں اور عموم آیت فان طلقہا فلا تحل لہ الآیۃ کے مخالف ہے اس لئے ہم کتاب اللہ کو نہیں چھوڑتے اور حکم ثلاثہ مغلظہ کا جاری کرتے ہیں تو حدیث ابن عباس کو حدیث فاطمہ پر قیاس کرنا مناسب تھا و اذ لا فلا یا صاحب اغاثہ اور اُن کے ہم کلام حضرات ایسا ثبوت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہونچاتے کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے واحد ہی ہونیکا فتوے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے عہد میں جاری تھا کسی نے حضرت عمر کو سنایا تھا اور حضرت عمر نے باوجود علم اسکے یہ فرمایا کہ عموم آیت فان طلقہا الآیۃ کے چونکہ یہ مخالف ہے سو اسطے ہم اسکو قبول نہیں کرتے حکم ثلاثہ مغلظہ کا جو مفہوم آیت ہے ہم جاری کرتے ہیں یا چونکہ یہ حکم منسوخ ہوگیا ہے سو اسطے ہم حکم تغلیظ سناتے ہیں ایسی بات اگر صاحب اغاثہ اور اُن کے حوارین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے لیکر حضرت عمر کے اس ثانی حکم کے اجرای تک
کوئی پانچ ساڑھے پانچ سال ہوئے اتنے ہی عرصہ قلیل میں کہاں زمین میں بھوڑ
پھوٹا کہ لوگ ٹڈیوں کی طرح سے تمکلر منتشر ہوگئے اور لڑکپن کا زمانہ بھی گذر گیا جوان
ہوئے شادی بیاہ کیا اور پھر یہ سب دغا فریب کرنے لگے لاحول ولا قوۃ ایسی بات
کسی اہل اسلام کے مونہہ سے نکل سکتی ہے ہرگز نہیں واللہ یہ مدک خانہ کی گپ سے
کم نہیں ہے بلکہ ایک بالشت زیادہ جب حضرت عمر ہی کے زمانہ میں کہ مشہود لہا بالخیر
میں داخل ہے ایسے دغا باز فریبی لوگ ایک دو نہیں بلکہ بکثرت ہوئے تو اُن کے بعد
کے لوگوں کو کون پوچھتا ہے اُنکو اور اون سے ایک ہاتھ بڑھکے ہونا چاہئے - اب
مسائل دینیہ کا اعتبار کیسے کیا جائے کیونکہ رواۃ وناقل اُن کے تو وہی لوگ ہیں جو
زمانہ عمر میں یا اون کے بعد تھے چلئے اسلام ہی رخصت - اب کھلے خزانہ یار لوگ جو
چاہیں مزے اُڑادیں خیال کیا جائے تو یہ تاویل متوصل اسلام ہے ہم ایسی تاویل کو
سو دفعہ سلام کرتے ہیں ہم اُن حضرات کو اپنا ہادی و پیشوا گردانتے ہیں وہ لوگ کوئی دوسرے
نہیں تھے ابھی وہی تھے جنہوں نے اپنے دیدہ ظاہری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کی اسلام لائے سفر حضر میں برابر شامل حال و جان نثار رہے ایسے حضرات
کے اندر اسی پانچ ساڑھے پانچ سال کی مدت قلیل میں کثرت خداع کا کیسے اقرار کریں۔
واللہ ناظرین میرے تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور اس تاویل سے ابن شریح وغیرہ
کی ایک بات اور نکل آئی جو صاحب الغیاث کے حق میں سم قاتل ہے وہ یہ کہ حضرت عمر
نے مجرد اُن کی حالت پر خیال کرکے تاکید کے حکم کو اٹھا دیا اور لفظ انت طالق کو ظاہر تکرار
پر حمل کرکے حکم تغلیظ جاری کیا پس اس سے یہ قول صاحب الغیاث کا کہ حضرت عمر نے
بعد منسوخیت طلاق ثلاثہ جلسۂ واحدہ واحد رجعی کے حکم تغلیظ جاری کیا قطعًا باطل ہوگیا۔
اور اس تاویل سے یہ بھی معلوم ہو . . . کہ اسوقت بھی اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو انت طالق
انت طالق انت طالق کرکے محض بنظر تاکید طلاق دے اور واقعی ہو بھی یہی تو وہ طلاق
واحد رجعی ہوگی نہ مغلظ کیونکہ علت تغلیظ جو تھی یعنی خداع و فریب وہ یہاں مفقود کہ

ہے ہاں ابن شریح یمکن وحتمل کے طور پر لیشبہ ان یکون ورد فی تکرار اللفظ کان یقول انت طالق انت طالق انت طالق وکانوا اولاعلی سلامۃ صدورھم یقبل منہم انہم ارادوا التاکید فلما کثر الناس فی زمن عمر وکثر فیھم الخداع ونحوہ مما یمنع قبول من ادعی التاکید حمل عمر اللفظ علی ظاھر التکرار فامضاہ علیھم انتہیٰ فرتج ہیں یعنی اسکا شبہ ہوسکتا ہے کہ حدیث ابن عباس کی تکرار لفظ کے بارہ میں وارد ہوئی ہو دمثال تکرار کی یہ ہے) جیسے کوئی انت طالق انت طالق انت طالق کہے اور اسوقت ابتدا میں وے اپنے سلامت صدور پر تھے بنابریہ بات اُن سے مان لی جاتی تہی کہ اُنہوں نے تاکید مرادلی ہے پس جبکہ حضرت عمر کے زمانہ میں لوگ بڑھ گئے اور اُن میں فریب وغیرہ زیادہ ہوگئی جوکہ مانع قبول دعویٰ تاکید سے ایسے دعوے کرنیوالے کے ہے تو حضرت عمر نے لفظ انت طالق انت طالق انت طالق کو ظاہر تکرار پر حمل کیا۔ (اور تاکید کا خیال نہ کیا) پس اُس تکرار کو اُنپر جاری کیا۔ یہ عبارت فتح الباری شرح بخاری مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کے صـ۳۲۹ میں مرقوم ہے اب سنئے یہ تاویل ابن شریح کی جو بطور شبہ بیان ہوئی قابل استدلال نہیں ہوسکتی ہے اسواسطے یہ محض گمان ہی گمان ہے محل استدلال میں احتمالات کسی کے بکار آمد نہیں ہوتے خصوصًا ایسے مسئلہ متنازعہ فیہا میں علاوہ بریں حضرات صحابہ موجودین زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اُنہوں نے ایسی خبر لی کہ مت پوچھئے معاندین اسلام کے سواہم سمجھتے ہیں کوئی اہل اسلام سُنے تو ایسی بات اپنے منہ سے نہیں نکالیگا ہم کو تعجب ہے کہ کیونکر ابن شریح وغیرہ اسکے قائل ہوئے قرینہ ہے کسی دشمن دین نے اُنکی طرف ایسی نسبت کردی ہوگی خیال کرنے کی بات ہے کہ حضرت عمر کا زمانہ عہد نبوی وصدیقی سے کوئی سوڈیڑھ سو برس بعد کا تو تہا نہیں کہ امتداد زمانہ کے سبب ایسی تفاوت وخرابی کے پڑنیکا قوی گمان کیا یقین ہوتا بعد انتقال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو برس کئی مہینے خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہی اُسکے بعد حضرت عمر خلیفہ رسول اللہ وامیر المومنین ہوئے دو یا تین برس تک اُنکے زمانہ میں بہی واحد ہی پر عمل کرتے رہے غایۃ ما فی الباب

دی جاوے طلاق مغلظہ پڑیگی ایک جلسہ میں دی جاوے یا جلسات متفرقہ میں قطعاً باطل ہے کیونکہ جلسہ واحدہ والی صورت میں صاحب وحی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دہندہ کو باطن پر اعتماد کرکے حکم ظاہر طلاق ثلاثہ مغلظہ کا نافذ نہیں فرمایا بلکہ واحد رجعی کا حکم سنایا اور آپ سب وہاں بائیس سطری والا مضمون یہاں بیان کرگئے تو باطل ہونے میں اسکو اب کیا تامل رہا الحمدللہ کہ آپ کا قول آپ ہی کے کلام سے باطل و مردود ہوگیا اور یہ برہان قوی ہے آپ کے خوش فہم ہونے پر ارباب بصیرت اس قول کو صاحب الغیاث کے بغور خیال کریں۔

تنبیہہ۔ جب شارع نے بعض ایسے مواقع میں کہ باعتبار صورت ظاہر کے حکم ظاہر کو اُسپر نافذ ہونا چاہئے اُس حکم ظاہر کو نافذ نہیں فرمایا اور باطن پر اعتماد کرکے بخلاف حکم ظاہر ایک دوسرا حکم ظاہر فرمایا اور یہ بات بھی مان لی گئی ہے کہ صاحب وحی من عند نفسہ کوئی حکم نہیں کرتے تھے جو کرتے تھے وہ باطلاع باری کرتے تھے تو اب امت کو کیا حق ہے کہ اس حکم ثانی کو من عند نفسہ باطل و ناجائز کرے کوئی حق نہیں اگر کوئی شخص اپنی نادانستگی سے ایسے فعل کا مرتکب ہو تو یہ فعل اُسکا اولی الالباب کے نزدیک حجت نہیں کے باشد پھر جو کوئی بے تحقیق حقیق اُس امتی کے فعل کو اپنے ثبوت دعویٰ میں باوجود حکم صاحب وحی کے استدلالاً وحجتاً پیش کریگا تو ارباب بصیرت کے نزدیک ناریب وہ خوش فہم سمجھا جائیگا۔ اور صاحب وحی نے جو باطن پر اعتماد کرکے حکم ظاہر کو نافذ نہیں کیا تو اس سے تبدل حکم ظاہر کا لازم نہیں آیا یہ قول بہت صحیح ہے پر اس سے یہ بات بھی تو بخوبی معلوم ہوئی کہ یہ واقعہ خاصہ جسمیں صاحب وحی نے حکم ظاہر کا خیال نہیں کیا ضرور مخالف سنا تھا جسمیں نفاذ حکم ظاہر کا ضرور ہے چاہئے تھا اگر مخالف نہوتا تو صاحب وحی ہرگز دہرا آئینہ تنفیذ حکم ظاہر میں اغماض وچشم پوشی نہ فرتے اور تحقیق اور تفتیش نہ کرتے یہ عدم تنفیذ وتحقیق ہی کہہ رہے ہیں کہ دونوں صورتوں میں مخالفت ضرورتھی پس جب یہ ثابت ہوگیا تو اس سے عین مدعا ہمارا ثابت ہوا نہ صاحب الغیاث کا۔ علاوہ بریں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر موقع محل میں بے تحقیق وتفتیش اناپ شناپ حکم ظاہر کو

پھر جگہ نہیں کے جاری کرنے میں کسی کو کیا کلام ہوسکتا۔ تیسرے صاحب غیاث ہی کو ان میں کیا مضائقہ ہے یہ تو اگلی زمین مستند کا مفہوم ہے شاید یہی وجہ ہو کہ زمانہ عمر میں لوگ اس حکم پر اس کے ساتھ پہونچ گئے ہوں کہ غیب سب تو ایک ہی لاٹھی سے نہیں ہانکے گئے ہیں تو دیکھئے کہ صاحب غیاث ابن شریح وغیرہ کے قول کے کیسے پابند ہیں اگر اُن کے سچے پابند ہوتے تو زمانہ دیکھا نہیں گئے اور انصاف یہی ظاہر جاتی باقی رہا یہ قول صاحب غیاث کہ سب صحابہ یہی فتوے دیتے۔ یہ محض غلط ہے اگر سب صحابہ یہی فتوے دیتے تو یہ خلاف کیوں پڑتا۔

قولہ صفحہ ۵۳ جو صدق کہ زمانہ نبوی میں تھا وہ صدق زمانہ قرب نبوی میں باقی نہیں رہا اس طرح حالات زمانہ کے بدلتے گئے۔ کل یوم ... ہوتا گیا۔

اقول ارباب بصیرت ذرا صاحب غیاث کے اس کلمہ کو جو حضرات قرب نبوی والے پر کیا ہے تامل کریں کونسا کذب تھا صاحب غیاث پر ظاہر ہوا اگر ان بندگان خدا کی یہ ثابت ہوتی کی حدیث ... تو کس دلیل سے پس خطا ہو گئی ذرا اور نیچے اترئے ... ابی حنیفہ ... کے پہنچے ... کہتے ہیں اب چند سال ... کا ذخیرہ ہوا جاتا ہے سنبھالنے ... شرح وقایہ وغیرہ اور اُن کی روایات کا ذرا اندازہ کیجئے کا آپ ... اور جہان تک ہی کہو ... مخلف ہوں تو لینے ہوں کیوں نہیں۔

قولہ صاحب الغیاث صفحہ ... اگر صاحب وحی نے باطن پر اعتماد کر کے حکم ظاہر نافذ نہیں فرمایا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ حکم ہی بدل گیا۔

اقول جب صاحب وحی نے بعد اظہار اس باطن کے یعنی اصل مراد پر اس شخص کے اعتماد کر کے حکم ظاہر طلاق مغلظہ نافذ نہیں فرمایا تو بے شک اس سے یہ بات بوجہ احسن مفہوم ہوئی کہ بعض مواقع میں حکم ظاہر بوجہ اعتماد علی الباطن غیر معمول بہ ہوتا ہے مفتی کو باطن کا اعتبار کرنا بھی ضروری امر ہے مجرد صورت ظاہری پر حکم ظاہر کو نافذ نہیں کرنا چاہئے بس اس بنا پر یہ قول آپکا کہ جس زمانہ ... میں طلاق

تنقیہ کرو بعد تنقیہ کے دوسری دوا تمکو استعمال کرائی جائیگی بلکہ اس نافہمی کو اس کے نظرانداز کر کے یوں کہیگا کہ خیر جاؤ وہ خوراک اور اُسی دوا کو دو ہفتہ میں ایک ایک خوراک کر کے استعمال کرو پہلی دونوں خوراک یوں ہی لغو ورائگاں گئی بعد استعمال اسکے پھر دیکھا جائیگا۔ اب یہ اُس نے اُس طبیب حاذق و مہربان کی اطاعت کی تو نعمت تندرستی سے پہولے نہ سمایا کیا کہنا ہے وہ طبیب حاذق اگر اپنی حذاقت کو کام میں نہ لاتا اور مجرد تکمیل عدد ثلاث کا خیال کر کے اسکو کوئی دوسری دوا استعمال کراتا اور اس میں اُس مریض کا جو نقصان ہوتا تو دونوں مریض و معالج انگشت حسرت بدندان گزید کرتے اسی لئے عقلمند کو مناسب ہے کہ نشیب و فراز خیال کر کے کام شروع کرے ؎ مرد آخربیں مبارک بندۂ ایست۔

اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں کے کن کن پہلوؤں کو خیال فرما کر احکامات کو نازل فرمایا سبحانہٗ ما اعظم شانہٗ ہمارے ہادی برحق ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اپنی امت مرحومہ کی رفاہت کس قدر منقوش خاطر تھی کہ مت پوچھو بہت سے لوگ بخیال تجہیل دہوکے میں آگئے اور مغلطہ مغلطہ کا دہوم مچایا اور تحقیق صاحب وحی کا ذرا خیال نہ کیا اجی اگر مجرد تکمیل ہی بکار آمد ہوتی تو پھر باوجود ثبوت اسکے صاحب وحی باطن کی کیوں تفتیش کرتے اور اُس پر اعتماد کیوں کرتے اور بخلاف حکم ظاہر کے ایک۔ دوسرا حکم کیوں صادر کرتے یہ کارروائی صاف کہہ رہی ہے کہ آیت فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ عموم معنی کیلئے نہیں ہے اگر یہ آیت عموم معنی کو شامل ہوتی تو صاحب وحی ہرگز وہرآئینہ اُس کے باطن پر اعتماد نہ کرتے اگر اس تحقیق و اعتماد علی الباطن صاحب وحی کا اعتبار نہ کیا جائے تو لازم آویگا۔ کہ صاحب وحی نے حکم باری عزاسمہٗ کا خلاف کیا نعوذ باللہ من ذلک صاحب وحی کی شان سے یہ بہت ہی بعید ہے پس خواہ مخواہ تحقیق صاحب وحی کی ماننی ہی پڑیگی نہیں تو ایمان رخصت ہے۔

علاوہ بریں یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ صاحب وحی منجانب خود کوئی کام بغیر اطلاع

نافذ نہیں کرنا چاہئے تحقیق ضروری امر ہے۔ بسا اوقات بہت سے امور میں صورت
ظاہری کچھ اور ہوتی اور حقیقت و باطن کچھ اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ ایسے مواقع میں
بہت سے اچھے اچھے لوگ چوک جاتے ہیں اور حکم ظاہر نافذ کر کے پھر اظہار ندامت
کرتے ہیں ازاں جملہ ایک اسی مسئلہ متنازعہ فیہا کو خیال کیا جائے کہ باعتبار ظاہر کے
انت طالق ثلاثا یا انت طالق انت طالق انت طالق۔ معلوم ہوتا ہے کہ طلاق
ہر سہ عدد طلاق کی منجانب زوج ہوگئی اب نفاذ حکم ظاہر مغلظہ کا اس پر ہونا چاہئے
لیکن باعتبار حقیقت کے تکمیل اُنکی علی وجہ المشروع نہ ہوئی اسواسطے کہ باری عزاسمہ
کی یہ مرضی تھی کہ تکمیل اُن تینوں عددوں طلاق کی تین دفعہ مرۃ بعد اخریٰ کر کے
تین عدتوں میں ہونی چاہئے اور اس طلاق دہندہ نے بغیر خیال فرمان باری تینوں کو
ایک ہی جلسہ میں بعبارت واحد انت طالق ثلاثا یا انت طالق انت طالق انت طالق کر کر
دیدیا تو اندریں صورت امتثال امر باری عزاسمہ نہوا بلکہ اُلٹی معصیت پھر اس صورت
میں وہ حکم فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ کیونکر اسپر نافذ ہوگا؟
نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس نے ما امر کے خلاف کیا اگرچہ تکمیل عددوں کی بظاہر
ہوگئی لیکن یہ تکمیل بوجہ مخالفت ما امر کے قابل الاعتبار عند اولی الابصار نہیں اسکی
مثال یوں سمجھئے کہ جیسے کسی طبیب نے کسی مریض کو تین خوراک دوا دی اور
کہہ دیا کہ میاں اسکو تین ہفتہ میں ایک ایک خوراک کر کے کھانا دیکھنا اسکا خلاف
ہرگز نہ کرنا اور اس مریض نے بخلاف حکم طبیب کے کل تینوں خوراک کو ایک ہی روز
ایک ہی دفعہ ہڑپ کر لیا تو کیا کوئی ایسے مریض کو کہہ سکتا ہے کہ اس نے موافق حکم طبیب کے
تینوں خوراک دوا کو تین ہفتہ فی ہفتہ ایک ایک خوراک کر کے کھالیا ہے ہرگز نہیں۔
اگرچہ تکمیل عدد کی ہوگئی ہے پھر موافق فرمان طبیب کے نہیں تو یہ گویا کچھ نہیں ہوا۔
اولٹا بار مخالفت کا اس کے سر لدا اور دوبارہ اسی دوا کے استعمال کا محتاج
رہا کیونکہ اصل غرض طبیب کی جو اس دوا کے استعمال کرانے سے تھی وہ حاصل نہیں
ہوئی اب ایسے مریض نافہم کو طبیب مہربان ہرگز نہیں کہہ سکتا ہے کہ تم پھر نئے سر سے

کے جمع بین الصلوتین کیا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص بغیر از اتخاذ عادت کسی وقت بغیر از عذر ظاہر کے جمع بین الصلوتین کریگا تو وہ شخص ؛ خود عند الشرع نہیں ہو سکتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جمع سے اصل غرض بہی یہی بیان جواز تہی۔ حضرت تو رحمۃ للعالمین تہے آپکو اپنی امت مرحومہ کی ذرا تکلیف بہی برداشت نہ تہی۔ افسوس ہے کہ میسرات الامور کو بہت سے حضرات خوش فہم نے اشد من اجبال علی رؤس الناس کر ڈالا اور اس سے نسخ توقیت صلوۃ کا خیال کرنا خوش فہموں کا کام ہے ہاں اتخاذ عادت لاریب ملامت سے خالی نہیں اور اس کی پوری تشریح اوپر مقدمہ کتاب میں بیان ہو چکی ہے وہاں دیکھ لیں اسی طرح حاکم حکم الہی حضرت عمر نے اگر کسی مصلحت خاصہ یعنی رفع کثرت ایقاع طلاق ثلاثہ جلسہ واحد کے خیال سے حکم طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحد رجعی کو مغلظہ ہونے کا حکم دیا تو کیا اس سے نسخ واحد رجعی کا لازم آویگا ہرگز نہیں بلکہ اسکو خلاف الاجتہاد پر عمل کیا جائے تو کیا قباحت ہے بشریت ہی تو ہے ؎ ہے خطا جائز ولی سے اے حبیب -

اسپر اگر کوئی یہ خدشہ شروع کرے کہ حضرات صحابہ موجودین علی عہد عمر رضی اللہ عنہ نے خلاف الاجتہاد پر اجماع کیوں کیا تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ دعوی اجماع ہی غلط ہے اسواسطے کہ اگر اسوقت اسپر اجماع ہوتا تو آج یہ رسالہ طرفین سے کیوں لکہا جاتا متعہ کے مسئلہ میں کیوں نہ اختلاف ہو۔

قولہ صفحہ ۱۳۵ سطر ۳ حضرت عمر اپنی خلافت میں رنگ زمانہ کا دوسرا ہی دیکھنے لگے۔

اقول حضرت عمر اپنی خلافت میں رنگ زمانے کا کیا دوسرا ہی دیکھنے لگے ساٹہ پانچ ہی سال کے عرصہ میں ان حضرات صحابہ کا کیسی کایا پلٹ گئی کہ صحبت نبوی کا ذرا اثر انمیں نہیں رہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ صاحب الغیاث ان حضرات کے بڑے مداح معلوم ہوتے ہیں صفحہ ۱۳۵ سطر ۳ میں لکہتے ہیں کہ حضرت عمر کو تجربہ ہونے لگا کہ اب سچائی زمانہ وحی کے برابر نہیں رہی اور پھر اسی صفحہ کی سطر ۸ میں ہے جو صدق کہ زمانہ وحی میں تہا وہ صدق زمانہ قریب وحی میں باقی نہیں رہا اھ اقول صاحب الغیاث کو

منجانب باری عز اسمہ نہیں کرتے تھے تو اس صورت خاصہ رکانہ میں کیونکر بغیر اطلاع منجانب باری واحد جیسی کا رکانہ کو دیا ہوگا ضرور اسکی اطلاع منجانب باری آپکو دی گئی ہوگی اور اسکا تو صاحب الغیاث کو اقرار ہی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسباب اطلاع باطن کے بہت حاصل تھے وحی الہام کشف الخ۔

اب یہ اعتماد علی الباطن امت کے لئے بہت بڑی قوی حجت و دلیل ہوگئی پس امت کو ایسے مواقع خاص میں بتبعیت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم ثانی کو ماننا اور اس پر عمل کرنا واجب و ضروری ولابدی ہے آیۃ ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا اسی کو مقتضی ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اسی کی طرف پکار کے بُلا رہی ہے اجیبوا داعی اللہ ادھر ہی اشارہ کر رہی ہے اور ایسے موقع میں فرض کردم اگر بعض حضرات خوص سے کوئی صورت خلاف کی معلوم ہو تو وہ خطائی الاجتہاد پر کیوں نہ محمول کیجاوے المجتہد قد یخطی و قد یصیب مضمون کا مشہور مسئلہ ہے اور ظاہر ہے کہ خطائی الاجتہاد موقع استدلال میں قابل اعتبار نہیں ہوتی وھذا اوضح علی من لہ ادنیٰ فھم فی العلم۔

قولہ صفحہ ۹۲ سطر ۔ بعض مواقع میں ایسا ہوتا ہے کہ حاکم حکم کسی مصلحت خاصہ کے سبب خلاف ظاہر قانون کے برتاؤ کرتا ہے اس سے نسخ اصل قانون لازم نہیں آتا۔

اقول حاکم حکم کا کسی مصلحت خاصہ کے سبب خلاف ظاہر قانون کے برتاؤ کرنا بہت بڑی دلیل ہے اس بات کی کہ اس کے محکوم کو بوقت حکومت فی ما بینھم مصلحت خاصہ کا ضرور خیال چاہئے ایسا نہو کہ اناپ شناپ بے تحقیق مآل قانون ظاہر کا برتاؤ کر کے پیچھے اظہار ندامت کرے ہم نہیں سمجھتے کہ کس دلیل سے لوگ اس خیال مصلحت خاصہ حاکم حکم کو پس انداز نظر کرتے ہیں اور قانون ظاہر کو محض بہوائے نفس خویش بغیر از خیال مصالح بے جا رہ عوام پر جاری کر کے میسر الامور کو معاق گردانتے ہیں اور پھر بیٹھے منہ اتباع حاکم حکم کا دعویٰ کئے جاتے ہیں یہ اچھی اتباع ہے کیوں نہیں واہ ایسا ہی چاہئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مدینہ منورہ میں بغیر کسی عذر ظاہری

مراد بر آئی حضرات صحابہ کرام پر جو الزامات واہیہ جوڑے عائد کرتے ہیں کہ وسے اہل خدع تھے اسلام کو محض خدع سے اور تلوار چلا کر شائع کیا ہے اسلام سچا دین نہیں ہے اُنکی پوری تصدیق آپ نے کر دی اب کس موتہہ سے اُنکو جواب دیجئے گا اُلٹے طمانچہ بر رخسار شریف رسید نہ کریگا افسوس صد افسوس ایسی خوش فہمی پر صاحب الغیاث کے ۔

قولہ ص۸۲ سٹ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حالات لوگوں کے نہایت غور سے دیکھتے تھے اور اُس کے اعتبار میں آپکو غایت درجہ کا ملکہ حاصل تھا باطن کا اعتماد نہ کرنے لگے اور یہ خیال کیا کہ اگر عورت مطلقہ ثلاثہ شوہر اول پر فقط بر بنائے قول شوہر کے کہ مراد میری تین طلاق سے ایک ہی طلاق تھی لوٹا دیجاوے تو ممکن ہے کہ فی الواقع وہ شخص جھوٹا ہو اصلی بات کو چھپا کر ایک طلاق کا بیان جھوٹ کرتا ہو تو ارتکاب حرام کا احتمال ہے +

اقول اس تقریر سے صاحب الغیاث کے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت عمر نے جو طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحد رجعی کو مغلظہ قرار دیا اور اعتماد علی الباطن کیا وہ محض اُن کی سمجھ تھی وجدان نسخ پر یہ حکم نہیں جاری کیا تھا اگر وجدان نسخ پر یہ حکم جاری کرتے تو اس خیال کرنے کی ضرورت کیا تھی اس سے یہ قول صاحب الغیاث کا کہ جو نسخ اُس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی تھی وہ کل صحابہ پر تا زمانہ حضرت ابوبکر صدیق کے مخفی تھی اُس کو حضرت عمر نے اپنی خلافت میں شائع کیا قطعاً باطل ہے اور اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بخوبی معلوم تھا کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والی علی اعتماد الباطن واحد رجعی تھی منسوخ نہوئی تھی جبھی تو امکان کذب طلاق دہندہ کا خدشہ خاطر شریف میں آپ کے جاگزین ہوا اور بخیال احتمال ارتکاب حرام اُس حکم تغلیظ کو جاری کیا پس جب یہ ثابت ہو گیا۔ تو دعوے ہمارا کہ حکم طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحد رجعی کا منسوخ نہیں بلکہ اسپر برابر تعامل عہد نبوی سے لیکر آج تک موجود ہے ثابت ہو گیا اور دعوے نسخ صاحب الغیاث کی

مناسب تہا کہ زیادہ نہیں وہی ایک تجربہ حضرت عمر کا جو کذب پر حضرات قرب وحی کی
بعت بینہ ہوتی بیان کرتے بعد ازاں انکو مورد استعمال ایسے الفاظ قبیم کا گردانتے ہیں
ارباب بصیرت اس حملہ کو صاحب الغیاث کے جو اُن حضرات قرب وحی الٰہی پر کیا نظر
انصاف سے ملاحظہ فرماویں ہمارے سُنی بہائی کی یہ گفتگو ہے ارباب تشیعہ مفت
قابل ملامت بنائے جاتے ہیں اب انکو کیا کہینگا - صاحب تجربہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ تو ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لہم فیہ اناۃ فرماویں اور یہ حضرت کہیں
کہ حضرت عمر کو تجربہ ہونے لگا کہ اب سچائی زمانہ وحی کے برابر نہیں رہی حضرت یہ کونسی
دلالت کا مفاد ہے - یہ حملہ صاحب الغیاث کا فقط اُنہیں پر نہیں ہے بلکہ اُن کے مابعد
والے بہی کلیہ کل یوم بتر میں شمار کئے جاوینگے اب حضرات احناف اپنے بہائی صاحب
الغیاث سے اسکا تصفیہ کرلیں ہیں تو بموجب حدیث اکرموا اصحابی فانہم خیارکم
ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم اور حدیث اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی
اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوہم من بعدی غرضاً فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم
فبغضبی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ
فیوشک ان یاخذہ - انکو اپنا ہادی و پیشوا جانتا ہوں واللہ صاحب الغیاث کے اس
حملہ سے میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے - یا الٰہی ایسی بات انکے منہ سے
نکلی اس سے زیادہ اور کیا ایذا دہی اُن کے حق میں دوسری ہوگی سه

از خدا خواہیم توفیق ادب -
بے ادب محروم گشت از فضل رب

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب دیکھو اُن لوگوں کو جو برا کہتے
ہیں میرے اصحاب کو تو کہو لعنت خدا کی ان برا کہنے والوں کی بدی پر - اجی اُنکا
گناہ وہ کام کرتا تہا کہ اور کی عبادت وہ کام نہیں کرتی - حضرت کے معجزے کا فریب
کو جادو معلوم ہوتے تہے اور انکا یقین بڑہتا تہا انکی صاحب الغیاث نے یہ عظمت کی
شاباش شاباش خلف ہوں تو ایسے کہئے اب تو مخالف ہے اہل سنت کی بلا ناگہ

مراد یہی معنے ہیں کہ زمانہ سرورِ کائنات و عہد خلافت صدیق اکبر و دو تین برس خلافت عمر میں لوگ جو تین طلاق ایک جلسہ میں دیا کرتے تھے خواہ بلفظ تاکید دیں یا تجدید وہ حضرات صحابہ کے اقوال و نیت پر اعتماد کرکے ایک ہی شمار ہوتی تھی اور یہ امر اتفاقی نہیں تھا بلکہ بلا نکیر انہیں جاری و ساری تھا خود حضرت نے ایسا برتاؤ برتا ہے چنانچہ دارقطنی مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۴۲۹ سے میں منقول ہے عن سلمۃ ابن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن بن عوف عن ابیہ ان عبدالرحمن بن عوف طلق امرأتہ تماضر بنت الاصبغیۃ وھی ام ابی سلمۃ ثلاث تطلیقات فی کلمۃ واحدۃ فلم یبلغنا ان احداً من اصحابہ عاب ذلک

یعنی عبدالرحمان بن عوف نے اپنی زوجہ تماضر بنت الاصبغیہ کو جو ابی سلمہ کی ماں ہے تین طلاقیں ایک ہی کلمہ میں دیں تو ہمکو یہ خبر نہیں پہنچی کہ انکے اصحاب میں کسی نے انکے اس فعل کو معیوب جانا ہو۔

یہ حدیث اگرچہ ہمارے نزدیک کیا بلکہ ماہرین فن حدیث کے نزدیک متکلم فیہ ہے مگر چونکہ صاحب الغیاث نے اس حدیث کو اپنے دعوے کی دلیل گردانا ہے اور رسالہ الغیاث کے صفحہ ۱۳ سے میں نقل کیا ہے میں نے بخیال جسکا طمانچہ اسی کا گال اس حدیث کو اپنی ثبوت دعوے میں پیش کیا ہے تاکہ پھر انکو موقع گریز نہ باقی رہے اس میں مذکور ہے کہ اکٹھی تینوں طلاق دینا اسوقت کوئی معیوب امر نہ تھا لوگ بکثرت اس کے مرتکب تھے چنانچہ اسی مضمون کی اور بھی حدیثیں اسی دارقطنی میں موجود ہیں بخوف طوالت میں نے انکو نقل نہیں کیا جسکا جی چاہے وہاں دیکھ لے پس اس حدیث و دیگر احادیث دارقطنی سے یہ قول صاحب الغیاث کا اور چونکہ یہ امر اتفاقی ہوتا تھا الخ قطعاً باطل و مردود ہوگیا اور یہ برہان قوی ہے صاحب الغیاث اور ان کے حواریین کے خوش فہم ہونے پر۔ صاحب الغیاث نے بڑی غلطی کی جو بے سوچے سمجھے اس میدان معرکہ آرا تحقیق مسئلہ ثلاثہ میں کود کر رہی سہی آبرو کو بھی اپنے کھو دیا۔ واحسرتاہ

خوش فہمی ہے الحمد للہ کہ یہ انہیں کی تقریر سے ثابت ہوگئی اور یہ برہان قوی ہے صاحب الغیاث کی غباوت پر اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مجرد احتمال ہی پر آپ سنے اس حکم کو جاری کیا تھا کوئی دلیل آپ کے پاس نہ تھی اگر ہوتی تو جیسا فاطمہ بنت القیس کی حدیث کی نسبت لا نترک کتاب اللہ بقول امرءۃ حفظت ام نسیت فرمایا یہاں بھی ضرور فرماتے کہ میں سنی کتاب اللہ عمومی دلالت کو اس اعتماد سے علی الباطن صاحب وحی کے مقابل میں نہیں چھوڑونگا حالانکہ ایسا ہرگز نہیں فرمایا ہے صاحب الغیاث اگر سچے ہیں تو پہلے اس کو پیش کریں پیچھے اس کے منسوخ ہونیکا تمادم کریں بھلا حضرت عمر ایسا کیونکر فرما سکتے تھے کیا جانتے نہ تھے کہ یہ اعتماد صاحب وحی کا ہے وہ حکم حضرت عمر کا لاریب مصلحتاً یا سیاستاً تھا یا خطائی الاجتہاد سمجھو۔ وجدان نسخ پر نہیں تھا ایسا سمجھنا سفاہت سے خالی نہیں یہی وجہ تھی جو پھر آپنے بعد اجرائے حکم تغلیظ کے اظہار ندامت کی موافقت کتاب و سنت پر اظہار خوشی کا کرتے یا کہ اولٹا اظہار ندامت۔ یہ کیسی موافقت تھی کہ معاملہ برعکس نظر آیا۔ ارباب بصیرت صاحب الغیاث کی خوش فہمی کا ذرا اندازہ کریں۔

قولہ صفحہ ۳۱ اگر فی الواقع تمامی خروج سے حدیث مذکور کے قطع نظر کی جاوے اور مورد اس حدیث کا فم واحد یا جلسہ واحد ہی تسلیم کر لیا جائے تو اس حدیث کے ضرور یہی معنی ہیں کہ زمانہ سرور کائنات میں جو گاہ بگاہ کبھی تین طلاق کوئی صحابہ دیتے تھے وہ بنظر تاکید کے دیتے تھے نہ بطور تجدید کے اور چونکہ یہ امر اتفاق ہوتا تھا اور بوجہ صدوق ہونے صحابہ کے انکی نیت و قول پر اعتماد کیا جاتا تھا اور جب لوگ خلافت میں حضرت عمر کے تین طلاق کی جلسہ واحدہ میں کثرت کرنے لگے جو بمہلت دینا انکو مشروع تھا تو حضرت عمر نے حکم ظاہر طلاق کا جو مغلظہ تھا جاری فرمایا اعتبار باطن کا جو عند اللہ ہے عند القضا ساقط فرمایا۔

اقول فی الواقع تمامی خروج سے حدیث مذکور کے قطع نظر ضرور کرنا چاہئے اور مورد حدیث مذکور کا فم واحد یا جلسہ واحدہ ضرور تسلیم کرنی چاہئے اور اس حدیث کے

نے سیاستاً مغلظ کردیا اور اگر بالفرض یہ بات مان لی جائے کہ یہ تاویل حافظ ابن قیم علیہ الرحمہ کی ہے تو اس سے وہبہ الزام تغیر حکم نبی کا جانب غیر نبی سے حضرت عمر کو نہیں لگتا کیونکہ یہ بات تو حافظ ابن قیم مان چکے ہیں کہ اس اجرائے حکم تغلیظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اظہار ندامت کیا اور آپ نے آخر ایام میں اسکو منسوخ کردیا اور حکم اوّل سے رجوع کیا چنانچہ یہ بات عبارت اغاثۃ اللہفان سے جو اوپر مذکور ہے بخوبی روشن ہے اور نیز اسی میں ہے فلما تبین له ان المفسدة لم تندفع بذالك وما زاد الامر الا شدة اخبر ان الاولى كان عدوله الى تحريم الثلاث الذى يدفع المفسدة من اصلها بما كان عليه الامر فى زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر واول خلافة عمر اولى من ذلك كل ولا يندفع الشر والفساد بغيره البتة ولا يصلح الناس سواه انتهى

یعنی جب حضرت عمر پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اس اجرائے حکم تغلیظ سے مفسدہ مندفع نہوا بلکہ اس سے اور شدت زیادہ ہوگئی تو خبر کردیا کہ ان سبھوں سے بہت اولیٰ و انسب تو یہ تہا کہ ہم طرف تحریم ان ہر سہ طلاق کے عدول کرتے جو اس مفسدہ کو جڑ سے اوکھاڑ پھینکتا اور یہ ساتھ اسی طریق کے ہوتا کہ جو زمانہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر اور اوّل خلافت عمر میں تہا بغیر اسکے شر و فساد ہرگز مندفع ہو نہیں سکتا ہے اور نہ سوا اس کے اصلاح ناس ہو سکتا ہے ہو چکی عبارت اغاثۃ اللہفان کی اور یہ عبارت اغاثۃ اللہفان کے قلمی اوراق میں جو ہمارے پاس موجود ہے اس کے صفحہ ۳ سطر میں ہے ارباب بصیرت اگر چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں اب اس سے بڑھکر اور کیا اعلان صاحب الغیاث منجانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے ہیں ذرا آنکھ تامل کی اوٹھا کر دیکھیں تو کیسا صاف وجلی دکھائی دیتا ہے بے چارہ عوام کالانعام کے فریب دہی کی غرض سے ہمارے صاحب الغیاث کیسی کیسی چالیں چلنے لگے کیا خوب اور اس عبارت سے دعوائے اجماع علیٰ قول عمر رضی اللہ عنہ خود حضرت عمر ہی کے اعلان سے کیسا ہباءً منثوراً ہوگیا دیکھئے تو وہ رسالہ الغیاث آپکا ایک

پہلے ہی سے نہ تھی تری کچھ قدر و منزلت
پر اب کی گفتگو نے ڈبو دی رہی سہی

اور خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں جب لوگ اچھے دونوں زمانے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعتبار کر بکثرت طلاق ثلاثہ بلفظ واحد یا بمجلس واحدۃ دینے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس فعل پر اُن کے حرارت آئی اور اُسی حرارت میں یہ حکم تغلیظ اُنپر جاری کیا اور یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستور ہی تھا کہ جب کوئی امر خلاف مرضی پایا فوراً غصہ میں آگئے پھر جب اُس کی تحقیق ہوئی تو دھیمے ہو گئے ایسے بیسیوں واقع اُن کے کتب احادیث میں موجود ہیں بنابر حکم تغلیظ حرارت میں تو جاری کر دیا پھر جب سوچا تو اظہار ندامت کی اس سے نعوذ باللہ منہا تبدیل حکم نبوی کا اُنپر الزام نہیں آسکتا آپ اس میں محض معذور ہیں اُنپر اس الزام کا عائد کرنے والا بڑا کمبخت و بد باطن ہے اللہ اُسکو ہدایت کرے ہاں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس حکم تغلیظ پر پچھتانا ثابت نہوتا تو مخالفین کو شاید موقع الزام ملتا۔ حالانکہ بسند صحیح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس حکم تغلیظ پر پچھتانا ثابت ہے چنانچہ اغاثۃ اللہفان میں حافظ ابن قیم علیہ الرحمہ کے مرقوم ہے قال الحافظ ابو بکر الاسماعیلی فی مسند عمر اخبرنا ابو یعلی ثنا صالح بن مالک ثنا خالد بن یزید عن ابی مالک عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ما ندمت علی شیء ندامتی علی ثلاث ان لا اکون حرمت الطلاق وعلی ان لا اکون انکحت الموالی وعلی ان لا اکون قبلت النزاع انتھی

میاں صاحب معترض وقت ایک حکم جاری کیا جب اُس کی اصل کنہ و حقیقت معلوم ہوئی تو اُس سے باز آگئے یہ تو عین اقتضائے انصاف و کمال اطاعت حضرت باری ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے واقعات بہت مذکور ہیں زیادہ تحقیق درکار ہو تو سیرت الفاروق کو دیکھ لیں حافظ ابن قیم علیہ الرحمہ نے کہاں یہ تاویل کی ہے کہ تجدید تین طلاق جلسہ واحدہ بحکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم طلاق واحد جیسی تھا حضرت عمر

قولہ صفحہ ۳ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ تین طلاق دو یا تین برس
خلافت عمر رضی اللہ عنہ تک ایک شمار ہوتی تھی پھر تین شمار ہونے لگی اس حصر سے
معلوم ہوتا ہے کہ بعد تین برس خلافت حضرت عمر کے تین طلاق جلسہ واحدہ کے
مغلظہ ہونے پر اجماع ہوگیا ورنہ یہ حصر صحیح نہیں ہے۔

اقول صاحب الغیاث ماشاء اللہ ابلہ فریبی میں بڑے چالاک ہیں کس کس دہوکہ
سے بے چارہ عوام کو اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہتے ہیں یہ قول حضرت ابن عباس
کا کہاں ہے بخدا ذرا نقل تو کریں یا کسی کتاب ہی کا حوالہ دیں دیکھ لیا جائیگا۔ میں
کہتا ہوں کہ یہ قول حضرت ابن عباس کا اس تقریر سے کسی کتاب میں نہیں ہے یہ فقط
صاحب الغیاث کی ابلہ فریبی ہے صاحب الغیاث اگر راست گو ہیں تو اسکو نقل کر کے
سرخرو بنیں ہاں بجواب ابی الصہبا حضرت ابن عباس نے فلما کان فی عہد عمر
تتابع الناس فی الطلاق فاجازہ علیہم ضرور فرمایا یعنی ابو الصہبا نے حضرت
ابن عباس سے پوچھا کہ بھلا آپ یہ تو بتلائیے کہ تین طلاقیں عہد نبوی وصدیقی میں
کیا ایک نہ ہوتی تھیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ضرور ہوتی تھیں پھر جب حضرت عمر کے
زمانہ میں لوگوں نے طلاق میں تانتا باندہ دیا یعنی بکثرت دینے لگے تو اس تین
کو حضرت عمر نے انپر جاری کیا ارباب انصاف خیال فرماویں کہ صاحب الغیاث نے
اس تقریر حضرت ابن عباس کو کس پیرایہ میں بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ دو تین برس عہد عمر میں ایک شمار کرنے پر اجماع رہا پھر بعد اس کے تین پر
اجماع ہوگیا حالانکہ یہ محض خلاف ہے تین پر ہرگز اجماع نہیں ہوا ہوتا تو ابو الصہبا
ابن عباس سے ایسا سوال کیوں کرتے ابو الصہبا کے سوال سے ظاہر ہے کہ اس
حکم تغلیظ پر حضرت عمر کے اجماع نہ تھا جبھی تو اس نے زمانہ نبوی وصدیقی کا حال
ان سے دریافت کیا عہد عمر میں کیا ہوا کیا نہوا اسکو پوچھا ہی نہیں حضرت ابن
عباس نے از خود اسکو یہ کہہ سنایا معلوم ہوتا ہے کہ ابو الصہباء اور کسی دوسرے
شخص سے اسی طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے مسئلہ میں حجت پیش ہوئی ہوگی

اتنی سی سہل تحقیق ابن قیم علیہ الرحمہ سے کیسا غرق آب ہوگیا ارباب بصیرت اسکو خوب غور سے ملاحظہ فرمادیں۔

قولہ ص۵۵ سطر۱ حد شارب خمر کو جو نظیر میں پیش کیا ہے وہ نظیر اُس کی مماثل نہیں ہے حد شرب خمر میں کوئی نئی چیز ایجاد نہیں کیگئی ہے بلکہ سزا کو ذرا زیادہ کر دیا اصل نوعیت سزا میں یعنی تکلیف جسمانی دینے میں کوئی تغیر ہرگز و ہرآئینہ واقع نہ ہوا یہ نہیں کہا گیا کہ مار پیٹ کی سزا قتل سے بدل دیگئی۔

اقول یہ صاحب الغیاث کی خوش فہمی ہے جو نظیر حد شارب خمر کو اُسکا مماثل نہیں مانتے اُسکے مماثل ہونے میں کیا کلام ہے خیر اسی کو اڑ دیا دیکھو باقی یہ جو حضرت عمر نے شارب خمر کا سر منڈا دیا اور جلا وطن کر دیا اسکو کیا کہوگے اسکو تو ضرور مماثل اس کا کہنا پڑیگا اب بھی اگر مماثل ہونیکا انکار کرو تو واقعی خوش فہمی تمہاری ہے کیا مار پیٹ اور سر کا منڈانا و جلا وطن کر دینا سب ایکہی چیز ہے ہرگز نہیں علاوہ بریں حضرت عمر شراب بیچنے والوں کی دوکانوں کو جلا دیا کرتے اور ڈنگا پیٹ بھی کرتے تھے اور یہ مار پیٹ اور اُن کی دوکانوں کو جلانا عہد نبوی و صدیقی میں لاپتا تھا حضرت سعد کے محل کو جو کوفہ میں جلا دیا سو معلوم ہی ہے انکا قصور کیا تھا کہ ذرا آسائش طلب ہوگئے تھے اسپر یہ سزا دی گئی تھی ازیں قبیل اجتہاد فی التعزیر حضرت عمر کا بہت سا پایا گیا ہے حالانکہ ایسے لیسے امور کا پتہ اوپر کے دونوں زمانوں نبوی و صدیقی میں ذرا بھی نہیں باوجود اس کے حضرات صحابہ موجودین علی خلافتہ نے اُنکا خلاف نہیں کیا اور بخیال رموز سلطنت خویش خسرواں دانند ساکت رہے تو کیا اس سے تغیر حکم نبی کا دہبہ اُنکو لگایا جائیگا ہرگز نہیں اور کیا اصل سے اصل حکم صاحب وحی منسوخ سمجھا جائیگا کبھی نہیں اسی طرح اُس حکم تغلیظ کو سمجھنا چاہئے حاکم وقت تھے جیسا اُنکی رائے میں آیا کیا پھر جب اصل حکمتہ معلوم ہوئی باز آئے اس سے تغیر حکم نبی کا الزام اونپر عائد نہیں ہوسکتا۔ ایسا سمجھنا خوش فہمی نہیں تو ہے کیا اور نہ اس سے اُن حضرات صحابہ موجودین علی عہدہ پر کچھہ الزام عائد ہوسکتا ہے فتدبّر ثم تدبّر +

لوگ مختلف ہو گئے کوئی ایک شمار کرتا تہا اور کوئی مغلظہ۔

اقول اس کہنے کی ضرورت کیا تہی ہاں ابو الصہبا اگر یہ سوال کرتے کہ بعد تین برس کے پھر کیا ہوا تو یہ جواب انکا مناسب تہا جب سرے سے اُس نے اسکا حال کچھ پوچھا ہی نہیں تو آپ یہ جواب کیوں دینے لگے جو پوچھا اُسکا جواب دیا اور پھر ابو الصہبا کو باوجود علم حکم صاحب وحی کے حضرت عمر کی رائے کو دریافت کرنے کی ضرورت کیا تہی جو اُسکو دریافت کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر کے زمانہ خلافت کا حکم اُن کو نہ معلوم ہوتا تو یہ بات پوچھ سکتے تہے جان کر انجان کیوں بننے لگے اور اظہار اختلاف کی بہی حضرت ابن عباس کو ضرورت نہ تہی اسواسطے کہ اگر اس مسئلہ میں اختلاف نہ تہا تو ابو الصہبا نے پوچھا کیوں اور خود حضرت عبداللہ بن عباس نے اُس کی دل خواہ تشفی کیوں کردی۔ سیاق وسباق بہی کوئی چیز ہے یا نہیں ابو الصہبا کوئی نرے گنوار تو تہے نہیں جو اتنی کاوش آپکو کرنی پڑتی ہوشیار وذی علم آدمی تہے حضرت ابن عباس نے فرمایا اور فوراً سمجھ گئے اور جو معلوم تھا اسپر عمل کرتے رہے بہرحال مغلظہ ہونے پر اجماع نہ ثابت ہوا اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت عمر نے جو یہ حکم تغلیظ جاری کیا یہ محض آپکی رائے ہے یا کوئی دلیل بہی منجانب صاحب وحی اسپر پائی جاتی ہے اور دیگر حضرات صحابہ بہی انکے ہم خیال ہوئے یا نہیں نظر غور سے جو تامل کیا گیا تو صاف معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے محض بغرض دفع کثرت ایقاع الثلاث بمرۃ واحدۃ یہ رائے سیاسۃً واجتہاداً جاری کیا تہا جب وہ مفسدہ کثرت ایقاع والا اور بڑہگیا تو آپ نے اس اجرائے حکم پر اپنی اظہار ندامت کیا اور بہت صاف اور صریح لفظوں میں فرمایا کہ یہ بڑی غلطی ہوئی جو ایسا حکم جاری کیا مناسب تو یہی تہا کہ یہ مفسدہ اسی طریق پر دفع ہوتا جس طریق پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اور اول خلافت ہماری میں تہا بے اسکے شر وفساد کبہی مندفع ہو ہی نہیں سکتا ہے مجرد رائے حضرت عمر کی نہ تہی تو یوں کیوں فرمایا تعجب ہے کہ باوجود موجودگی دلیل کے حضرت عمر

جانب مخالف ابی الصہبا کا کہنا ہوگا کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ عہد عمر میں مغلظہ شمار ہوئی اب واحد رجعی کیونکر شمار ہوگی بجواب اُس کے ابوالصہبا نے کہا۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کے زمانے میں ایک شمار ہوتی تھیں دونوں زمانوں کا تعامل فقط حضرت عمر کے حکم سے کیونکر اٹھ سکتا ہے تمکو شبہ ہو تو چلو حضرت ابن عباس سے اسکو پوچھوا دیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابی بکر کے زمانے میں ایسی تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں یا نہیں چنانچہ حضرت ابن عباس کے پاس آئے اور اس کی تصدیق کرادی اور وہ خاموش ہوگیا اور ابوالصہبا برابر واحد رجعی ہی کا فتوے دیتے رہے ایسا ہی نہیں کہ بعد اس جواب حضرت ابن عباس کے واحد رجعی کے فتوے دینے سے ابوالصہبا نے رجوع کیا ہو اور یہ واقعہ حضرت عمر کے بعد کا ہے پھر اجماع اُسپر کہاں سے پایا گیا اگر اجماع ہوتا تو حضرت ابن عباس ابی الصہباء کو ضرور اس افتا سے روکدیتے حالانکہ روکنا انکا ثابت نہیں علاوہ ابی الصہبا کے طاؤس اور عکرمہ بھی طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے واحد رجعی کا فتوے دیتے تھے اور یہ دونوں حضرت ابن عباس کے خواص سے تھے ایرے غیرے نتھو خیرے میں نہ تھے ہم نوالہ وہم پیالہ جسکو کہتے ہیں وہ تھے یہ سب حضرت عمر کے بعد کے لوگ ہیں اس مسئلہ پر اجماع ہوتا تو یہ لوگ ہرگز خارق للاجماع بنکر مطعون خلائق نہ بنتے انکے افتا کو صاحب الغیاث پہلے ہی مان چکے ہیں اب یہ بات بنانی ہرگز بکار آمد نہوگی اور اس قول اجماع کا ایکے اوپر بھی جواب گذرچکا ہے ارباب انصاف وہاں بھی دیکھ لیں علاوہ بریں طحاوی نے اپنی کتاب اختلاف العلماء اور تہذیب الآثار میں اور ابوبکر رازی نے اپنی کتاب الاحکام میں اور ابن منذر اور ابن حزم اور مورخ اپنی تفسیر میں اختلاف کو حکایت کرچکے اجماع ہوتا تو یہ درجنوں آدمی بخلاف اُس کے حکایت اختلاف کی کرتے ہرگز نہیں۔ اور طحاوی وعینی وغیرہما کا قول اوپر مذکور ہوچکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قولہ صفحہ ش بلکہ یوں کہنا تھا کہ بعد تین برس خلافت حضرت عمر کے بھی تین طلاق ایک ہی شمار کی جاتی تھی یا اگر مختلف ہوگئے تو یوں کہنا تھا کہ بعد تین برس کی

[لی]ا تھی وہ تو جانتے ہی تھے کہ یہ حکم حضرت عمر کا باقی نہیں رہیگا جب ذرا تامل کرینگے تو ان پر حق روشن ہوجائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پھر حضرت عمر نے اس حکم ثانی پر ندامت ظاہر کی جسکا مفادیہ ہے کہ آپ نے حکم ثانی سے رجوع کیا اور اسکو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں اور نہ اس سے حضرت عمر پر کسی قسم کا الزام عائد ہوسکتا ہے اس لئے کہ آپ اقرار ہی کرچکے ہیں کہ بعض مواقع میں ایسا ہوتا ہے کہ حاکم حکم کسی مصلحت خاصہ کے سبب خلاف ظاہر قانون کے برتاؤ کرتا ہے اس کو نسخ اصل قانون کا لازم نہیں آتا اگر حضرت عمر نے بھی بخیال کسی مصلحت خاصہ کے حکم تغلیظ جاری کیا تو آپپر الزام کیوں عائد ہونے لگا انپر الزام عائد کرنیوالا بہت بڑا بددین ہے اور حضرت عمر نے منجانب خود حکم نبی کو نہ بدلا اور نہ منسوخ کیا ایسا سمجھکر جو خوش فہم انکو مورد الزام بننے کا مستحق گردانے وہ بددین و بے ایمان ہے واحد رجعی اور مغلظہ یہ دونوں حکم منجانب صاحب وحی ہیں اور دونوں کے موقع بھی الگ الگ ہیں اب اگر کوئی شخص واحد رجعی کے جگہ حکم تغلیظ جاری کرے تو کیا کوئی آدمی کہہ سکتا ہے کہ اس نے حکم واحد رجعی کو منجانب خود بدلدیا یا منسوخ کردیا ہرگز نہیں بلکہ یوں کہیگا کہ موقع استعمال میں اس سے چوک واقع ہوا یہ موقع اس کے استعمال کا نہیں تھا۔

ایسا ہی حضرت عمر نے خطاء فی الاجتہاد واحد رجعی کے جگہ حکم تغلیظ جاری کردیا تو کیا نسخ و بدل کا الزام انپر عائد ہوسکتا ہے کبھی نہیں صاحب الغیاث کی بلہ فریبی ہے جو ایسے واہیات خدشے بیان کرکے لوگوں کو اہل حق سے بدظن کراتے ہیں برتاؤ قانون میں چوک کو ہو شیا۔ تو کیا ادنی بے وقوف سے بے وقوف بھی نسخ نہیں کہہ سکتا ہمارے صاحب الغیاث کچھ ایسے پر مغز ہیں کہ مت پوچھئے اس پر طرہ یہ کہ اہل تالیف بننے کا بھی بہت بڑا شوق ہے حضرت کو ابھی تک نسخ کا مفہوم ہی سمجھ میں نہیں آیا ہے تو کتاب کیا لکھیں گے خاک ابھی نسخ کا یہ معنی ہے کہ پہلا حکم اٹھا کر اسکی جگہ دوسرا ایسا حکم منجانب خود جاری کرے کہ اس کا وجود اس اجرا کے پہلے تھا ہی نہیں اور خدا نخواستہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا ہے تو

ایسا کیوں فرمانے لگے جب یہ قول عمر کا شائع ہوگیا تو جن حضرات صحابہ نے
اُن کی موافقت کی تھی اپنے قول سابق سے رجوع کرلیا یہی وجہ ہے کہ اسمیں
پچھلوں نے بوجہ عدم علم رجوع کے اختلاف کیا جنہوں نے تحقیق کی انکو معلوم
ہوگیا اور جنہوں نے اسی حکم پر اعتماد کیا وہ ویسا ہی کرتے رہے اور بپاس حسن ظن یا بوجہ
عدم اعتبار قول مخالف اسکی تحقیق کی طرف توجہ نہیں کیا کرتے تو معتقد غرض دین محمدی
میں ہرگز نہیں ہوتا اور یہ مذاہب ۔۔ تمام دنیا میں پھیلتے متعدد ہ لاکھوں مخلوقات

قولہ صفحہ ۔ سطر ۔ خصوصاً حضرت عبداللہ بن عباس نے جو راوی حدیث
ہذا ہیں تقیہ کرکے سکوت کیا ۔

اقول جب آپ کے نزدیک یہ مسئلہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والا مذہب
رافضی کا ہے اور حضرت ابن عباس کا بھی یہی مذہب ہے تو تقیہ کو تو آپ ضرور
ہی اُن کے واسطے ثابت کرینگے مجھکو معلوم نہ تھا کہ آپ تبرائی ہوگئے ہیں رسالہ
الغیاث کے دیکھنے سے یہ عقدہ آپکا کھل گیا کیا خوب اب آپ حضرات صحابہ پر بھی ہاتھ
صاف کرنے لگے سے این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

لیکن واضح رہے کہ اس میں آپ ہی کی خرابی ہے نہ انکی ۔ ابھی آفتاب عالمتاب
پر خاک ڈالنے سے کہیں روشنی اُس کی منکدر ہوتی ہے ہرگز نہیں ۔

قولہ صفحہ ۔ سطر ۔ تو صحابہ پر کتنا بڑا الزام عاید ہوتا ہے کہ جس سے قلب
لرزان ہے ۔

اقول حضرات صحابہ پر الزام کیوں آنے لگا انپر الزام عائد کرنیوالا خارج از
اسلام ہے حضرت عمر نے بخطاء فی الاجتہاد یا سیاستاً اُس حکم کو جاری کیا تو
اُسوقت وے حضرات مصلحتاً بطوقت ذرا متامل رہے کہ دیکھیں کیا گل کھلتا ہے
جب حضرت عمر کی وہ کارروائی کارآمد نہوئی اور خود ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
اُس حکم کے اجراء پر تاسف ظاہر کیا تو فقط جو عمل درآمد سابق میں تھا جاری
رہا اصل غرض جو اُن حضرات کی تھی باقی رہی بے فائدہ قول ماننے کی ضرورت

اس جرم پر اس کا برتاؤ نہ ہوا تو اس اصل قانون کا نسخ نہیں لازم آیا وہ بحال
برقرار رہا عندالحاجت اُسپر عمل لابدی ہے ایسا ہی رجعی پر حضرت عمر نے جو تشدد
کرکے حکم تغلیظ جاری کیا تو اس سے حکم رجعی منسوخ نہیں ہوا کیونکہ حضرت عمر نے
یہ حکم تغلیظ جاری کیا وہ من عند نفسہٖ انکا نہ تہا بلکہ منجانب شارع وصاحب وحی کے
تہا ہاں اتنی بات ضرور کہنی پڑیگی کہ حضرت عمر نے بے موقع اس حکم کو جاری فرمایا
یہ اُسکا محل نہ تہا فتدبر

قولہ صفحہ ۱۷ الغرض اس طلاق ثلاثہ جلسۂ واحدہ کے مغلظہ ہونے پر جو
حسب سیاق وسباق عبارت حضرت عبداللہ ابن عباس اجماع ہوا وہ اجتہاداً یا
جبراً یا مصلحۃً للوقت نہیں ہوا تہا بلکہ وجہ اُسکی یہ تہی کہ طلاق فم واحد والی جو بعض
صحابہ استنباطاً یا حکماً واحدہ رجعی شمار کرتے تہے تصریح یا تنسیخ اُس کی جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی تہی وہ کل صحابہ پر تا زمانہ خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ مخفی تہی اُسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں شائع کیا اور چونکہ وہ حکم
حضرت عمر کا موافق حکم رسول کے تہا اس لئے کسی صحابہ کو یارائے انکار نہوا الخ

اقول سیاق وسباق روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے اس طلاق ثلاثہ
جلسہ واحدہ کے مغلظہ ہونے پر ہرگز اجماع ثابت نہیں ہوا یہ صاحب الغیاث کی محض
ابلہ فریبی وسخن سازی ہے روایت موجود ہے ارباب بصیرت اُسکو ملاحظہ کریں اُس
روایت کے کن کن الفاظ سے اجماع مفہوم ہوتا ہے ذرا صاحب الغیاث اور آنکے
حواریین اسکو مرد میدان ہوکر بیان کریں ورنہ خالی زبانی جمع خرچ تو بکار آمد نہوگا
حضرت عبداللہ بن عباس کی کوئی روایت ایسی نہیں ہے جسکا یہ مفہوم ہوکہ تین طلاق
دو یا تین برس خلافت عمر رضی اللہ عنہ تک ایک شمار ہوتی تہی پہر بالاتفاق تین شمار
ہونے لگی اور اسپر کسی صحابہ نے انکار نہیں کیا۔ تبہی تو پہر اُسکو صاحب الغیاث نے اس
رسالہ الغیاث میں کیوں نہیں نقل کیا۔ کس دن کے لئے رکھ چہوڑا اسوقت نقل نہیں کیا
تو پس از قیامت نقل کرینگے خیر پہلے نہیں نقل کیا تو آپ پیش کریں ذرا دیکھ تو لوں کہ

لزوم نسخ کا اُسکو مورد بنانا حماقت نہیں تو کیا ہے حضرت مدت العمر میں کچھ کچھ
ہی بیٹھے تو دو بیاتے ایسی ایسی باتوں سے بیچارہ چند اوراق کاغذ کو سیاہ
کرڈالا ہے سکے سوا کچھ نہیں چنانچہ ناظرین رسالہ الغیاث پر یہ بات کالشمس فی نصف
النہار روشن ہے

قولہ مصنف — علاوہ اس کے اگر یہ بات سیاست یا مصلحت وقت جا
ہے کہ غیر نبی حکم خدا و رسول کو بدل ڈالے سے چہ جائیکہ برخلاف اُس کے کوئی دوسرا حکم
جاری کرے تو اس کی کیا دلیل ہے ذرا پیش کرنا چاہیے ؛

اقول ایسا کون کہتا ہے جس سے دلیل طلب کی جاتی ہے یہ تو کوئی کہتا ہی نہیں
ہے کہ حضرت عمر نے حکم تعلیق کا جو منجانب شارع نہیں تھا اُس کو منجانب خود جاری
کیا اور حکم واحد جیبی کا جو منجانب شارع تھا اُس کو من عند نفسہ اٹھا دیا ہاں ایسا اگر
کوئی کہتا تو البتہ اُس سے دلیل طلب کی جاتی ہمنے جو کچھ کہتے ہیں یہ حضرت عمر
نے اس حکم تعلیق کو بے موقع جاری کیا یعنی محل اُس کے جاری کرنیکا نہیں تھا بلکہ
واحد جیبی کے جاری کرنیکا محل تھا یہ اجرا جس حیثیت سے ہو بے محل ہوا پس اتنی
تو بات ہے آئندہ اور سب غیر مسلمات۔ اسکی مثال یوں سمجھنا چاہئے کہ مثلاً کسی مجرم
نے ایسا جرم کیا جسکی سزا شش ماہہ قید یعنی چھ مہینے کی ہوتی اور حاکم نے اُسکو چھ برس
قید کردیا تو کیا اس سے یہ لازم آیا کہ حاکم نے خلاف قانون کیا کبھی نہیں خلاف
قانون جب ہوتا کہ ویسے جرم میں وہ مستحق سزا کا قانوناً نہ تھا اور حاکم قید کردیتا۔
جب ویسے جرم میں قانوناً سزا قید کی موجود ہے اور اس سے تھوڑے زائد جرم
میں ڈبل تو حاکم نے اسی زائد پر خیال کرکے اس پر حکم اس زائد جرم کا جاری کردیا
تو اُس حاکم کو یہ نہیں کہا جائیگا کہ یہ نیا حکم من عند نفسہ جاری کیا بلکہ یہ کہا جائیگا کہ اُس
نے بے موقع اُس مجرم کی ڈبل سزا کردی اتنی بڑی سزا کا وہ مستحق نہ تھا یہ حکم
بے موقع دیا گیا اور اس حکم کے جاری کرنے سے وہ حکم مسلسل جو تھا منسوخ نہیں
ہوا دوسری دفعہ اور موقع میں یہی حاکم اُسکو برت سکتا ہے اتنی بات ہوئی کہ

کا اعتقاد نہ کرنے لگے اور یہ خیال کیا کہ اگر عورت مطلقہ ثلاثہ شوہر اول پر فقط بربنائے قول شوہر کے کہ مراد میری تین طلاق سے ایک ہی طلاق تھی لوٹا دی جاوے تو ممکن ہے کہ فی الواقع وہ شخص جھوٹا ہو اصلی بات کو چھپا کر ایک طلاق کا بیان جھوٹ کرتا ہو تو ارتکاب حرام کا احتمال ہے اھ (اسی مصلحت کے خیال سے حضرت عمر نے وہ حکم تغلیظ جاری کیا) یہ عبارت ساد الغیاث کے صفحہ ۵۹ میں موجود ہے۔ ناظرین منصفین وہاں ملاحظہ فرماویں اور صاحب الغیاث کی خوش فہمی و نسیان کا اندازہ کریں۔

باقی رہی یہ بات صاحب الغیاث کی کہ بعض صحابہ استنباطاً یا حکماً واحد رجعی شمار کرتے تھے تصریح یا تنسیخ اونپر مخفی تھی محض غلط ہے اسواسطے کہ وہ لوگ کوئی ہندوستان چین دبرہما کے رہنے والے تو تھے نہیں کہ بوجہ بعد مسافت کے مدینہ منورہ کی حالت انکو معلوم نہ ہوتی ہاں ایسا ہوتا تو اسکی گنجائش تھی۔ اجی وہ تو مدینہ منورہ کے یا آس پاس دو ایک کوس کے رہنے والے تھے۔ اور دینداری کے اتنے بڑے حریص کہ اپنا گھر بار چھوڑکر ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمہ دم موجود ایسے لوگوں سے پانچ سات ہے پانچ برس تک علاوہ عہد نبوی کے فقط عہد نبوی و عمری میں تصریح و تنسیخ کا مخفی رہنا بہت ہی بعید معلوم ہوتا ہے ذرا سی عقل والا آدمی بھی اس کے ماننے میں تامل کریگا ذیہوش تو کیوں ماننے لگا۔ تعجب کی بات ہے کہ بڑے بڑے علمائے احناف تو صاف اقرار کریں کہ عہد نبوی سے لیکر خلافت عمر تک اسی پر عمل درآمد رہا کہ مجموعہ تینوں طلاقیں جب یکبارگی ارسال کی جاتی تھیں تو انپر حکم تین کا نہیں لگتا تھا مگر ایک کا پھر عہد عمر میں سیاسۃً و تہدیداً انپر تین کا حکم لگایا گیا اور ہمارے صاحب الغیاث کہیں کہ بعض صحابہ استنباطاً یا حکماً واحد رجعی شمار کرتے تھے یہ اندھیر نہیں تو کیا ہے ناظرین منصفین ذرا انصاف کریں کہ کسکی بات قابل اعتماد ہے یا ان حضرات کی۔ انصاف و عقل سلیم تو یہی کہتی ہے کہ نہ صاحب ان حضرات کی بات قابل اعتماد ہے

کیسی روایت ہے اور اجتہاداً یا مصلحۃً للوقت یا سیاستہً کا انکار کرنا صاحب الغیاث کی خوش فہمی یا ہٹ دھرمی ہے انکے بڑے بڑے مستند حضرات احناف نے سیاستہً کا علی رؤس الاشہاد اقرار کیا ہے انکے انکار سے کب کام چلیگا دیکھو طحطاوی اور مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں صاف موجود ہے اور یہ دونوں کتابیں مذہب حنفی میں معتبر مانی گئی ہیں اب یہ عبارت ملاحظہ ہو

انہ کان فی صدر الاول اذا ارسل الثلاث جملۃ لم یحکم الا بوقوع واحدۃ الی زمن عمر رضی اللہ عنہ ثم حکم بوقوع الثلاث سیاسۃ لکثرتہ من الناس انتہی فی طحطاوی۔

اور مجمع الانہر مطبوعہ دوم کے صفحہ ۳ میں ہے

واعلم ان فی الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملۃ لم یحکم الا بوقوع واحدۃ الی زمن عمر رضی اللہ عنہ ثم حکم بوقوع الثلاث لکثرتہ بین الناس تهدیدا انتہی ما فی مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر

اور جامع الرموز میں ہے۔

واعلم ان فی الصدر الاول اذا ارسل الثلاث لم یحکم الا بوقوع واحدۃ الی زمن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم حکم بوقوع الثلاث سیاستہ وتهدیدا لکثرتہ بین الناس انتہی۔

ہمکو تعجب ہے کہ صاحب الغیاث کو اپنے گھر کی ہی خبر نہیں کہئے اب بھی سیاستہً سے انکار ہوگا علاوہ بریں مصلحۃً للوقت کا تو خود صاحب الغیاث نے اقرار کیا ہے نہ معلوم یہاں کیوں انکار کرنے لگے کیا کروں اب لاچار ایسے کہنے پر کہ دروغ گو را حافظہ نباشد مجبور ہوں مزید تصدیق کے لئے اب قول صاحب الغیاث کا یہاں نقل کرنا پڑا وہ یہ ہے۔

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت عمر لوگوں کے حالات کو نہایت غور سے دیکھتے تھے اور اس کے امتیاز میں آپکو فراست درجہ کا ملکہ حاصل تھا باطن

جو لوگ آپ کے ہمرکاب تھے انکو معلوم ہوا مدینہ والے حضرات پر مخفی رہا اور جابر
بن سمرہ اور ابن عباس وغیرہ حضرات تو مین صحابت تھے بلکہ ابھی حضرت بانکپن
میں تھے آپ کے ساتھیوں میں ہوتے تو اس حرمت سے ضرور واقف ہوتے
پھر ظاہر ہے کہ متعہ کی حلت سفر کے ساتھ وابستہ تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں کچھ ایسے اودھم کھڑے ہوئے باغ فدک وغیرہ کا رد و کد
کے سلجھاتے سلجھاتے خلافت کا زمانہ ہی تمام ہو گیا سفر جہاد کی نوبت ہی نہیں پہونچی
پہونچی نہ تھا تو کیا ہوتا حضرت عمر کے عہد خلافت میں سفر جہاد کی کثرت ہوئی اور لوگوں
کو متعہ کی ضرورت پڑی بہ شدت پہونچی حضرت عمر تک اسکی خبر پہونچی حضرت عمر نے حکم
حرمت جو آپ کو معلوم تھا کیونکہ حجۃ الوداع میں آپ ہمرکاب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے تھے، شائع کیا سب کے کان میں بات پڑی خفا جاتا رہا قصہ طے ہوا بخلاف
اس مسئلہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحد رجعی کے کہ اس کی ممانعت کا کہیں پتہ
نہیں صاحب الغیاث اور ان کے حواریین اگر سچے ہیں تو سند صحیح پیش کریں کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فلاں سن فلاں مقام میں فلاں حضرات کے سامنے
موجودگی میں اس طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے واقع کرنے سے لوگوں کو روکا اور
صاف حکم صادر کر دیا کہ جو کوئی ایسی طلاق دیا کریگا تو وہ طلاق مغلظہ شمار ہوگی تو
اس کے ماننے میں کیا عذر ہوگا کوئی نہیں ابھی ہم تو تابع حکم اللہ و رسول کے ہیں ضرور
مانینگے نہ مانیں تو پھر دعوے اسلام کیسا دیکھیں صاحب ذرا اسکو سند صحیح پیش
بھی تو کریں اور جو کچھ دلیلیں صاحب الغیاث نے پیش کی ہیں وہ کل مخدوش اور
تار عنکبوت سے بھی ردی ہیں انکے اجوبہ بھی وہیں موجود ہیں ناظرین وہاں ملاحظہ کریں
اگر طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحد رجعی پر تعامل حضرات صحابہ کا من لدن عہد
نبوی سے دو تین برس خلافت عمر تک برابر بلا نکیر ثابت ہے اور حلت متعہ پر عام
حجۃ الوداع سے لیکر زمانہ خلافت حضرت عمر تک تعامل کا پتہ نہیں ہاں جابر بن سمرہ
رضی اللہ عنہ کے قول فتمتعنا سے کچھ تعامل کا پتہ لگتا ہے پر وہ بھی نظر سے خالی نہیں

اگرچہ صاحب غیاث کے کلیہ کل یوم بتر میں وہ بھی داخل ہیں پر صاحب الغیاث سے علے العوق تو یقینی ہیں، میں انکو بڑا ہی جانتا ہوں صاحب الغیاث کی آنکے نزدیک کوئی ہستی نہیں ہے۔ اگر یہ مسئلہ مخفیات صحابہ سے ہوتا تو یہ بڑے بڑے منہ حضرات احناف کبھی نہ اقرار کرتے۔ صدر اول سے لیکر خلافت عمر تک وہ بھی پر عمل رہا پھر سیاستاً وتہدیداً تین کا حکم لگایا گیا یہ اقرار انکا صاف کہ رہا ہے کہ یہ مسئلہ مخفیات صحابہ سے نہیں ہے ایسا سمجھنے والا احمق ہے پھر احمقوں کی بات کیا بنا بریں قول صاحب الغیاث کا قطعاً باطل ومردود ہے قابل التفات نہیں علاوہ بریں اس قول پر انہوں نے کوئی دلیل بھی نہیں پیش کی ہے پس

دعویٰ بلا دلیل قبول خرد نہیں

قولہ صفحہ سطر دیکھو حلت متعہ کو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ہی میں حجۃ الوداع یا عام اوطاس میں حرام فرما دیا تھا لیکن چونکہ سب صحابہ کو یہ حکم نہیں پہونچا تھا اس لئے بہت صحابہ عہد صدیقی اور ستّ سنین برس خلافت حضرت عمر تک تعامل اسکا کرتے رہے لیکن حضرت عمر کو جب اس تعامل کی خبر پہونچی تو آپ نے منع کردیا۔

اقول اس مسئلہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحد ہیں کو مسئلہ متعہ پر قیاس کرنا صاحب الغیاث کی خوش فہمی ونیرمغزی ہے اسواسطے کہ مسئلہ متعہ کو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں صاحب الغیاث کا اقرار یہ موجود ہے کہ آنحضرت نے متعہ کو حجۃ الوداع میں حرام کردیا اور حجۃ الوداع وہ سال ہے کہ جس میں آپ نے اس دار فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرمائی حج کرکے واپس آئے اور فوراً ہی بیمار ہوئے اور جان بحق تسلیم ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حکم حرمت متعہ کی اشاعت کا موقع آپ کو نہیں ملا تھا تو ضرور شائع کرتے۔ اور حرمت متعہ کا حکم آپ نے وہیں سفر مکہ میں سنایا تھا اور ظاہر ہے کہ کل صحابہ اس سفر میں آپکے ہمراہ نہ تھے بہت سے حضرات مدینہ میں رہگئے تھے

حضرت عمر نے ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لہم فیہ اناۃ کیوں فرمایا یہ قول صاف کہہ رہا ہے کہ اس مسئلہ پر تعامل یقینی تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی منشا پورا پتہ تھا کچھ انپر مخفی نہیں تھا مخفی ہوتا تو ایسا ہرگز نہیں فرما سکتے تھے اور یہ قول ان کا بھی کہہ رہا ہے کہ حکم واحد رجعی کا منسوخ وحرام نہ تھا اگر یہ حکم منسوخ ومحرم ہوتا تو آپ یوں نہ فرماتے بلکہ یوں فرماتے ان الناس قد استحلوا ما حرم اللہ علیہم حالانکہ ایسا نہیں فرمایا تو پھر منسوخ وحرام اس کو کیونکر کہا جا سکتا ہے یہ بات عمدہ ہے کہ جتنی کثرت ان کی عہد خلافت میں ہوئی تھی اور پہلے تک دونوں خلافتوں میں نہ تھی تو اس کا مخفی رہنا نہیں [illegible] کو [illegible] ہے جیسے فتوح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئے اتنے عہد صدیقی میں نہ تھے تو جو نسبت ان دونوں فتوح کے درمیان ہے اسی کو اس مسئلہ طلاق ثلاثہ کے تعامل میں سمجھو اور پھر لفظ مخفی رہنے کا ہرگز زبان پر نہ لاؤ اور ترجیح بلا مرجح نہ دو فافہم ولا تکن من الغافلین۔

قولہ [illegible] جس دلیل سے حافظ ابن قیم نے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو واحد رجعی ہونیکا دعویٰ کیا ہے بجنسہ اسی قسم کی تقریر کرنے سے متعہ بھی حلال ہوگا اور متعہ کو خود ابن قیم حرام کہتے ہیں تو طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو مغلظہ کہنا پڑیگا۔ ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آویگی۔

اقول جس دلیل سے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے واحد رجعی ہونیکا دعوےٰ کیا ہے اس سے حلت متعہ نہیں ثابت ہوتی ہے صاحب الغیاث کی عالی دماغی ہے جو ایسا سمجھ بیٹھے ہیں۔ ترجیح بلا مرجح کیوں لازم آنے لگی اور طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو مغلظہ کیوں کہنا پڑیگا المرء یقیس علی نفسہ کیوں ایسا گمان کرتے ہیں جی حضرت آپکو بھی انکی ہم جنسی کا خیال ہے ؎

این خیال ست ومحال ست وجنون

آپ کی قابلیت معلوم ہے لوگوں کے مولانا کہنے پر شاید آپ پیراہن میں پھولے نہیں سماتے ہیں اور متعہ حرام ہے تو کیا اسکو حافظ ابن قیم حلال کہیں وہ تو آپ جیسے خوش فہم

اسواسطے کہ حجۃ الوداع کے بعد اصحاب نبوی سے کون لوگ سفر جہاد میں روانہ
کئے گئے کہ جنکو متعہ کی اُس سفر میں ضرورت پڑی اور اُسپر اُنکا تعامل ہوا کوئی نہیں
حجۃ الوداع کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی مہلت کہاں ملی کہ کہیں لشکر
روانہ کریں حج کرکے مدینہ منورہ واپس آئے اور بیمار ہوئے اور اُسی مرض میں
راہی الی عالم جاودانی ہوئے یہ تو تہا نہیں کہ حضر میں بہی لوگ متعہ کرلیا کرتے حاشا
وکلا ہرگز نہیں پہر تعامل اُنکا حیات نبوی میں بعد اشاعت حرمت اُس کے کیونکر
پایا گیا یہ بات عقل سے نہائیت دور معلوم ہوتی ہے عہد نبوی میں بعد حجۃ الوداع کے
اُس کی حرمت تو شائع ہونے نہیں پائی اور کیونکر ہوتی حضرت کی تیمارداری
والم مرض میں آپ کے لوگ پریشان حال تہے اُسوقت اُنکو یہی سوجھتا تہا کبہی نہیں
بعد وفات آپ کے بہی کچھ روز تو لوگ رو رو فراق میں ہی آپ کے نالاں رہے
بعدازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امیرالمؤمنین مقرر ہوئے اُنکا زمانہ خلافت بہی باغ
فدک وغیرہ کے اُلجہاؤ اور آپس کی کشیدگی خاطر ہی میں تمام ہوگیا دو برس چار مہینے
کے تمام ہونے میں کتنا عرصہ لگتا ہے بہت تہوڑا اُس پریشانی کے زمانے میں اگر کسی
نے ناواقفی و ناداستگی سے شاذ متعہ کرلیا ہو تو وہ فعل اُسکا ہرگز حجت نہیں ہوسکتا
ہاں اشاعت حرمت متعہ کی پورے طور سے ہوچکتی اور پہر بہی لوگ اُس کو مرتکب
نکل پڑتے تو ایک بات تہی بغیر اس کے تعامل تعامل کا غل مچانا حماقت نہیں تو ہے
کیا بخلاف طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحد رجعی کے کہ تعامل اُنکا عہد نبوی اور صدیقی اور
دو تین برس تک خلافت عمری میں بکثرت موجود - علاوہ بریں یہ ایسی چیز بہی نہیں
تہی کہ اسکا تعلق سفر کے ساتہہ تہا جو سفر میں لوگ اس کے مرتکب ہو جاتے تہے اور
مدینہ والے کو اسکی خبر نہ ہوتی تہی اجی یہ تو حضر کی چیز تہی اور کثیر الاحتیاج بہ نسبت
متعہ کے اس کی حاجت لوگوں کو بہت زیادہ تہی پہر اسکا مخفی رہنا کیونکر ممکن تہا ایسی
چیز کسی وقت میں مخفی رہ ہی نہیں سکتی ہے بلکہ محال ہے پہر ایسی چیز پر حکم مخفی جاری کرنا
حماقت در حماقت ہے اور خیال کرنیکا مقام ہے کہ اگر تعامل اس مسئلہ پر نہ تہا تو

ضعیف بھی اس تصریح و تفصیل سے نہیں نقل کیا ہے کہ اُن حضرات سے نے یہ فتوٰی دیا کہ جو کوئی تین طلاق ایک ہی جلسہ میں ایک ہی منہ سے انت طالق انت طالق انت طالق یا انت طالق ثلاثًا کر کے اپنی زوجہ مدخولہ یا غیر مدخولہا کو دیا ہو تو اس صورت میں وہ تینوں طلاقیں واحد بھی نہیں بلکہ مغلظہ شمار ہونگی والا اس تصریح سے کوئی فتوٰے رسالہ الغیاث میں اُن حضرات سے صاحب الغیاث نے نہیں نقل کیا ہے ایک فتوٰی بھی اس تفصیل کا اُس میں منقول نہیں رسالہ الغیاث موجود ہے ناظرین ملاحظہ کریں اور میری تصدیق کی داد دیں جتنے فتاوے ہیں وہ سب مبہمات ہیں کسی میں ثلاثًا کسی میں مایۃ کسی میں الفا کسی میں باقی الفاظ موجود ہیں انہیں اس کی تفصیل نہیں ہے کہ مجموعۃً سب ایکہی بار ایکہی مجلس میں واقع کیگئی تہیں ہاں اگر اسکی تفصیل انہیں ہوتی تو وہ بھی انکو موقع استدلال میں پیش کرنا بہت صحیح ہوتا واذ لا فلا اطلاق ثلاث وغیرہ کا اُن اعداد متفرقۃ الاوان پر جو مرۃ بعد اخری کر کے اپنی حد کمال یعنی ثلاث و مایۃ وغیرہا کو پہونچ گئی بوجہ احسن صحیح ہو سکتا ہے جو اعداد کہ مجموعۃً آنِ واحد میں بمرۃ واقع ہوں انہیں کے ساتھ ثلاث وغیرہ کی خصوصیت نہیں رہذا واضح علٰے من لہ ادنٰی فہم

صاحب الغیاث ایسے خوش فہم ہیں کہ مت پوچھئے جہاں لفظ ثلاث وغیرہ کا دیکھا۔ وہاں بس مونہہ میں پانی بھرآیا اور تالی بجانے لگے کہ بس یہی میری دلیل ہے جھٹ رسالہ الغیاث میں دہر گھسیٹا کیوں نہیں صاحب الغیاث بھی ایک بڑے بزرگ خوش فہم آدمی ہیں شاباش ؎

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ او

عدم قبول تحقیقات امام بخاری میں نہ معلوم کن مجاہیل کا اتفاق ہے کہ ہمارے صاحب الغیاث نکا دعوی کرنے لگے ابی ذرا ایک کا ہی تو پتا دو خالی آپ کے اس لکھدینے سے تو کام نہیں چلیگا ؎

دعوٰی بلا دلیل سفاہت ہی بیگماں

وعالی دماغ نہیں ہیں کہ ایک شئے ثابت شدہ بلانکیر کا انکار کریں۔

قولہ صفحہ ۱۰ کتاب لوثائق میں ابن مغیث نے جو بعض صحابہ حضرت علی و ابن مسعود وغیرہ کو طلاق ثلاثہ جلسۂ واحدہ میں متفق واحد رجعی سے شمار کیا ہے ہرگز سند صحیح سے ثابت نہیں ہے بلکہ انہیں لوگوں سے سند صحیح سے مغلظ ہونیکا فتوے منقول ہے جیساکہ اوپر منقول ہوا۔

اقول یہ قول صاحب الغیاث کا بالکل ہیری ہے ابن مغیث کوئی ایسے ویسے لوگوں میں نہیں کہ انکا قول ساقط عن الاعتبار ہو جب ایسے حضرات محققین کے اقوال ساقط عن الاحتجاج ہوں تو کیا پھر کوئی فرشتہ خدا کے یہاں سے آکر بیان کریگا کہ یہ قول فلاں کا صحیح ہے فلاں کا نہیں۔ صاحب الغیاث یہ تو ذرا بتلائے کہ انہوں نے جو اقوال علمائے ہم خیال کا اپنے نقل کیا ہے وہ کیونکر سند صحیح سے ثابت ہیں۔ ہدایہ شرح وقایہ فتح القدیر عینی شامی وغیرہ کتب احناف میں جو اقوال معلق بلا سند منقول ہیں وہ کیونکر قابل التفات ہونگے جس دلیل سے آپ انکو صحیح بلکہ کالوحی من السماء سمجھتے ہیں اسی دلیل سے یہ قول ابن مغیث کا بھی صحیح ماننا ہوگا ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آویگی اور اسی قول سے اُن کے تو جتنے دلائل انہوں نے اپنے رسالہ الغیاث میں اپنے ثبوت دعوے میں اقوال علما مثل بیہقی اور قرطبی وحافظ ابن حجر عسقلانی وعینی وقاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرہم نقل کیا ہے وہ سب ساقط عن الاحتجاج وقابل التفات نہیں کیونکہ کوئی اقوال اُن کے بسند صحیح آپ نے نقل نہیں کیا ہے بلکہ علاوہ غیاث امام مالک بھی قابل التفات نہیں چلئے اس سے تو ساری بیخ وبنیاد ہی انکی کٹ گئی اور ساری محنت انکی جو تحریر رسالہ الغیاث میں کی تھی رائگاں گئی خیر الحمد للہ کہ انہی کے قول سے اُن کے رسالہ الغیاث کی تردید ہو گئی اور سارے اقوال منقولہ انکے قابل التفات نہ ٹھیرے اور یہ برہان جلی ہے انکی خوش فہمی پر باقی رہا یہ قول صاحب الغیاث کا بلکہ انہیں لوگوں سے سند صحیح سے مغلظ ہونے کا فتوے منقول ہے۔ جیساکہ اوپر منقول ہوا محض غلط ہے اُن حضرات سے ہرگز بسند صحیح کیا معنے بسند

سچ ہے

چو خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پاکاں برد

... سچ ہے کہ جو پردہ دری انکی ہوتی شائد من صنف هذا والاصول ... پھر حافظ ابن قیم علیہ الرحمہ نے واقعی اس مسئلہ تنازعہ فیہا کو بہت ... بیان سے ثابت کردکھایا ہے چنانچہ ناظرین تہذیب الایمان ترجمہ اغاثۃ اللہفان ... شمس فی نصف النہار تاباں و درخشاں ہے باقی رہا یہ قول صاحب الغیاث کا کہ حافظ ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان میں اقرار کرلیا ہے کہ کسی صحابہ سے سوائے ابن عباس کے کوئی فتوے بسند صحیح منقول ہی نہیں ہے بالکل سراپا غلط ہے حافظ ابن قیم کی عبارت کا مطلب ہی حضور عالی کے فہم شریف میں نہیں آیا ہے اصل مطلب اسکا اگرچہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں پر پھر یہاں مزید تشریح کے ساتھ اس کو بیان کرکے ہدیہ ناظرین منصفین کرتا ہوں ملاحظہ فرمادیں اور صاحب الغیاث کی خوش فہمی کا داد دیں پہلے الغیاث میں جتنا صاحب الغیاث نے نقل کیا ہے مع ترجمہ بجنسہ نقل کرتا ہوں پھر پوری عبارت اغاثۃ اللہفان کی نقل کرکے اسکا اصل مطلب لکھونگا۔ رسالہ الغیاث کے صلا سطر میں ہے:-

قال ابن قیم فی اغاثۃ اللھفان وصح عن ابن عباس انہ جعلہا واحدۃ ولم نقف علی نقل صحیح عن غیرہ من الصحابۃ بذلک ولم نعد ما حکی منہم فی الوجوہ المبنیۃ للنزاع وانما نعد ما وقفنا علیہ -

یعنی حضرت ابن عباس سے البتہ بسند صحیح مروی ہے کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو واحدہ ہی کا فتوے دیتے تھے اور کسی صحابہ سے بسند صحیح اس بارہ میں فتوے منقول نہیں ہے اور اسی واسطے میں نے اسکو ذکر نہیں کیا جو لوگ ان کی روایت کرتے ہیں محل نزاع میں ہم نے اسی کو ذکر کیا جسپر مجھے اطلاع ہوئی۔ انتہی -

تعلیقات امام بخاری نا قبول نہیں او بیہقی و ہدایہ د ... کے اقوال
کا رحمی من لسا ... نے جائیں اس سے بلکہ ... تعصب فی المذہب ہو کر تعصب
ہو کیا سینگ ہوتا ہے ۔

قولہ ... حافظ ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان میں اس مسئلہ کو بڑے
... ثابت ... واحد جیسی کے ہیں لیکن سوا ... حدیث
عبد اللہ بن عباس کے کوئی حدیث نقل نہیں کر سکے تو کوئی ... صحیح ... سے
دربارہ واحد جیسی کے بسند صحیح نقل کیا بلکہ اغاثۃ اللہفان میں اقرار کیا ہے کہ کسی
صحابہ سے سوائے حضرت عبد اللہ بن عباس کے کوئی فتوے بسند صحیح منقول ہی
نہیں ہے ۔

اقول ... کو ... تو کاش صاحب
الغیاث کو بہت ہے ۔ ابن علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس مسئلہ طلاق ثلاثہ جلسہ
واحدہ واحد جیسی کو علاوہ حدیث عبد اللہ بن عباس قرآن اور اجماع قدیم اور فتاوے
حضرات صحابہ و اقوال سلف صالحین سے ثابت کر دکھایا اور قائلین ثلاث کی دلائل
کو بیس وجہوں سے باطل کر دکھایا اور صاف دکھا دیا کہ دعوے اجماع تمہارا ان
وجوہ بستگانہ سے باطل و مردود ہے ۔ اغاثۃ اللہفان کوئی نایاب کتاب نہیں ہے
جو یہ ابلہ فریبی صاحب الغیاث کی کارگر ہو گی ابھی ترجمہ اسکا زبان اردو میں تقویۃ
الایمان کے حاشیہ پہ لاہور میں چھپ گیا ہے ۔ ایک روپیہ ۱۰ کو وہ کتاب آتی
ہے ناظرین چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں کوئی بڑی بات نہیں ہے بخیال طوالت کتاب
میں نے اس کی پوری بحث کو یہاں نقل نہیں کیا بلکہ حضور عالی کو جو کچھ پہنچی ہی سو
انہی کی طفیل جناب مولانا مولوی محمد رفیع الدین رئیس شکرانواں مدفیضہ کے ذریعہ سے
ہر چند آپکی طاقت سے انکا فراہم کرنا محال کیا یعنی احمق تھا صاحب الغیاث کی بے
احسان فراموشی ہے اور الٹے انہیں کے اقوال صحیحہ کی اپنے زعم فاسد میں تردید
کرتے ہیں یہ تردید نہیں بلکہ اپنی وہی ہی قابلیت کو ہی جہالت کا دھبہ لگاتے ہیں

اس ترجمہ اور عبارت عربی کو ارباب بصیرت ملاویں کہ یہ ترجمہ کس قدر الفاظ عربیہ سے بے ربط دبے لگاؤ ہے۔ اردو گھٹنا اور چھوٹے سر لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ تحریر کا شوق۔ جس سے ایسی محض مختصر سی عبارت کے ترجمہ میں ایسی فاحش غلطی واقع ہو وہ کیا تحریر کریگا خاک۔ بہتر اب میں پوری عبارت اغاثۃ اللہفان کی مع ترجمہ و مطلب نقل کر کے ہدیہ ناظرین منصفین ارباب بصیرت کرتا ہوں۔ اور جو اور حق چاہتا ہوں وہ یہ ہے:۔

وقد حکی ابن وضاح وابن مغیث عن علی وابن مسعود والزبیر وابن عباس لا لزام بالثلاث لمن اوقعها جملۃ وصح عن ابن عباس انہ جعلہا واحدۃ ولم نقف علی نقل صحیح عن غیرہ من الصحابۃ بذلک فلذلک لم نعد ما حکی عنہم فی الوجوہ المبنیۃ للنزاع وانما نعد ما وقفنا علیہ فی مواضعہ ونقلت لینہا وباللہ التوفیق انتہی۔

یعنی و بتحقیق حکایت کی ابن وضاح اور ابن مغیث نے حضرت علی اور ابن مسعود اور زبیر اور ابن عباس سے الزام بالثلاث کی واسطے اس شخص کے جنہوں نے جملۃً انکو واقع کیا اور صحیح ہوا حضرت ابن عباس سے کہ انہوں نے ان تینوں کو ایک کر دیا اور نہ واقف ہوئے ہم اوپر نقل صحیح کے غیر ان کے سے صحابہ سے ساتھ اس کے پس اسی واسطے نہیں شمار کیا ہم نے اس کو جو حکایت کی گئی ان حضرات صحابہ سے وجوہ مبینۃ للنزاع میں اور سوا اس کے نہیں کہ ہم نے اپنے اپنے مقام میں اسی کا شمار کیا ہے جس پر ہم واقف ہوئے اور ہم ان کے نزدیک گئے اور ساتھ مدد کے ہے توفیق۔

مطلب۔ ابن وضاح اور ابن مغیث نے جو حضرت علی و ابن مسعود و زبیر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے الزام بالثلاث کیواسطے اس شخص کے جس نے ایک دفعہ کو تینوں طلاقیں اکٹھا دیں حکایت کی تو اسکے جواب میں حافظ ابن قیم صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حکایت الزام بالثلاث کی ان حضرات سے ہرگز

تب ترجمہ میں صاحب غیاث نے کس قدر غلطیاں کی ہیں ناظرین پہلے اسکو ملاحظہ فرما دیں پھر اس عبارت مع ترجمہ و مطلب ہدیہ ناظرین کرونگا۔

قولہ۔ اور کسی صحابہ سے بسند صحیح اس بارہ میں فتوے منقول نہیں ہے یہ ترجمہ باعتبار اصل مطلب کے سراپا غلط ہے صاحب الغیاث کے فہم میں اصل مطلب اس عبارت ولم نقف علی نقل صحیح عن غیرہ من الصحابۃ بذلک کا نہیں آیا۔ اصل مطلب اس کا یہ ہے کہ حبیب بن وضاح اور ابن مغیث نے حضرت علی اور ابن مسعود اور زبیر اور ابن عباس سے یہ حکایت کی ہے کہ جو کوئی تینوں طلاق کو جملۃً واحدۃً کرے تو تینوں واقع ہونگی اس حکایت کی تردید وجواب میں حافظ ابن قیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حکایت صحیح نہیں۔ سو اسلئے کہ حضرت ابن عباس سے تو بسند صحیح ثابت ہے کہ وہ ایسے تینوں طلاق واحد رجعی شمار کرتے تھے باقی اور حضرات صحابہ یعنی علی و ابن مسعود و زبیر کی نسبت جو یہ حکایت نقل کی ہے محض غلط ہی ہے کیونکہ ایس الزام بالثلاث پر ان حضرات سے کوئی نقل صحیح معلوم نہیں۔ دیکھئے اصل مطلب جملہ لم نقف الخ کا یہ تھا اسکو الٹا سمجھکر حافظ ابن قیم علیہ الرحمۃ کو اپنا خیال بنانا چاہا اور یہ صریح ابلہ فریبی ہے اسی خیال سے اوپر کی عبارت کو جناب والی نے نہیں نقل کیا ہے نقل کرتے تب تو بھنڈا ہی کھلتا۔ یہ چال تو چلے تھے مگر کارآمد نہوا آخر بھنڈا پھوٹ ہی گیا اور ارباب بصیرت کے نزدیک تاڑے گئے۔ اور اگر جملہ ولم نقف الخ کا یہ مطلب صاحب الغیاث نہ مانیں تو پھر جملہ فلذلک لم نعد ما حکی عنھم فی الوجوہ المبنیۃ للنزاع وانما نعد ما وقفنا علیہ فی مواضعہ ونقرت الیہ وباللہ التوفیق کا کیا مطلب ہوگا۔

اب صاحب الغیاث نے جو ترجمہ جملہ فلذلک لم نعد الخ میں غلطی کی ہے ارباب بصیرت اسکو ملاحظہ کریں وہ لکھتے ہیں اور اسی واسطے میں نے اسکو ذکر نہیں کیا جو لوگ ان سے روایت کرتے ہیں محل نزاع میں ہم نے اسکو ذکر کیا جیسے مجھے اطلاع ہوئی۔ انتہی۔

بابیں تصریح نہیں ہے کہ جو کوئی تین طلاقیں اکٹھی انت طالق ثلاثا یا انت طالق انت طالق انت طالق کرکے ایک ہی مجلس میں اپنی زوجہ مدخولہ یا غیرمدخولہا کو دے تو وہ ایک ہی نہ شمار ہوگی بلکہ مغلظہ شمار ہوگی اور وہ عورت اس طلاق دہندہ پر اب بغیر حلالہ لوٹ نہ سکیگی جتنے فتاوے اُن کے آپ نے نقل کیا ہے وہ کل مبہمات ہیں چنانچہ یہ بات ناظرین رسالہ الغیاث پر تابان و درخشان ہے لیجئے اب میں خود اقرار کرتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے دونوں طرح کے فتوے موجود ہیں طلاق ثلاثہ مجموعہ میں واحدہ رجعی کا اور طلاق ثلاثہ واقعہ اوقات و عدتات متفرقہ میں مغلظہ کا چنانچہ علاوہ روایت عکرمہ وغیرہ کے ایک روایت ابن شہاب عن ابن عباس نقل کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں وہ یہ ہے۔

اخبرنا ابن جریج قال واخبرنی حسن بن مسلم عن ابن شہاب ان ابن عباس قال اذا طلق الرجل امرأتہ ثلاثا ولم یجمع کن ثلاثا۔

یعنی حضرت ابن عباس نے فرمایا جب کوئی اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دیں اور اکٹھی نہ دیں تو وہ تین ہونگی اس فتوے سے آپ کے صاف ظاہر ہوگیا کہ تین طلاق اگر اکٹھی ایک مجلس میں دیگا تو مغلظہ نہ ہونگی بلکہ واحدہ رجعی ہوگی اسی پر طاؤس نے قسم کھائی کہ یہی شاہد عدل کہ ایسی تین طلاق کو حضرت ابن عباس ایک شمار کرتے تھے اسی پر برابر تعامل حضرات صحابہ کا عہد نبوی و صدیقی و دو تین برس خلافت فاروقی میں پایا گیا بعد ازاں بوجہ تہدید و سیاست حضرت عمر کے عہد میں کچھ روز لوگ دب دبا گئے پھر جب حضرت عمر نے اسپر اپنی ندامت ظاہر کی تو اُسوقت سے لیکر آجتک اُسپر تعامل پایا گیا یوں ہندوستان میں کچھ روز بوجہ حنفیت مسلمانان اہل ہندوستان کے تعامل نہ پایا گیا تو کیا ہوا اور ملک عرب حراق و یمن وغیرہا میں تو اہل اسلام اسپر عامل رہے اب بفضلہ تعالی اس مسئلہ پر تعامل ہونے لگا اور ان تحریرات کے ذریعہ سے انشاء اللہ تعالے جو کچھ جہل جہال اس مسئلہ میں ہوگا معاف ہو جائیگا ابھی تو شروع ہی ہوا ہے آخر تقلید وغیرہ کی تحقیق پر کتنی سطح

صحیح نہیں ہے حضرت ابن عباس سے تو بسند صحیح ثابت ہے کہ وہ ان تینوں کو ایک شمار کرتے تھے اُن کی نسبت، تو یہ حکایت کسی طرح غلط نہیں ہو سکتی ہے باقی اور حضرات سے جو الزام بالثلاث کی حکایت ہے وہ قابل اعتبار نہیں ہمکو کوئی دلیل صحیح الزام بالثلاث پر اُن حضرات سے معلوم نہیں ہوئی اور اسلئے وجوہ مبینہ للنزاع میں ہم اُس حکایت کی جو اُن حضرات سے کی گئی ہے کچھ نہیں شمار کرتے۔ ہم بتوفیق الٰہی اپنے اپنے مقامات میں انہیں کو گنتے اور اعتبار کرتے ہیں جنپر ہم کو وقوف و اطلاع ہے اور ہم اُسی کے نزدیک جاتے ہیں اور ایسے ایسے حکایات کے پیچھے نہیں لگتے، اس عبارت کے بعد حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے فان قیل کرکے قائلین بالثلاث کے سوال کو نقل کرکے نہایت شافی جواب انکو دیا کہ چنانچہ ناظرین اغاثہ پر یہ بات مخفی نہیں بخوف طوالت میں نے اُس جواب کو نہیں نقل کیا کہ ارباب بصیرت اغاثہ کو ملاحظہ کریں اور میری صداقت کا اندازہ کریں اب اس سے بڑھکر اور کیا صاحب الغیاث حافظ ابن قیم علیہ الرحمۃ سے چاہتے ہیں اس اتنی عبارت لم نعد ما حکی عنہم فی الوجوہ المبینۃ للنزاع سے کل تعاد سے وآثارات و بلاغیات وغیرہا منقولہ فی الباب صاحب الغیاث کا پورا جواب ہوگیا دوسری اور کون بات صاحب الغیاث چاہتے ہیں جو اغاثہ میں نہیں ہے اُس میں صاحب الغیاث کے تمامی خدشات کے اجوبہ موجود ہیں فتدبر

قولہ صفحہ ۲۳ سطر غرضکہ حضرت عبداللہ بن عباس کا طلاق ثلاثہ کے رجعی ہونے میں مغلظہ کا فتوے دینا صاف کہہ رہا ہے کہ یا تو لوگ نادانستگی سے رجعی خیال کرتے تھے یا نسخ معلوم نہیں تھا۔

اقول حضرت عبداللہ ابن عباس نے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحد رجعی میں کہاں مغلظہ ہونیکا فتوی دیا ہے ذرا وہ فتوے ہم دیکھیں اور دیگر ارباب بصیرت بھی دیکھیں اُسکو کس دن کے لئے چھپا رکھا ہے اگر کہو کہ صاد الغیاث میں وہ فتوے موجود ہے تو محض غلط ہے آپ کے صاد الغیاث میں کوئی فتوی حضرت ابن عباس کا

سفر مکہ میں حرام فرمایا تہا اور صاحب الغیاث کو اسکا اقرار ہی ہے اور حجۃ الوداع کے
بعد جو آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لیگئے تو جانے کے ساتھہ ہی بیمار ہو گئے اور اُسیں
اس دنیا سے دون سے رحلت کی آپکو فرصت کب ملی جو جہاد کے لئے سفر کیا اور اُس
سفر میں لوگ مرتکب متعہ کے ہوئے اور آپ کو خبر نہ ہوئی ہاں صاحب الغیاث اس
اُن کے حوادین بسند صحیح پہلے اسکو ثابت کر دکہا دیں پہر تعامل الناس فی حیاتہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا دم بہریں ورنہ بغیر اسکے تعامل الناس علی المتعہ فی حیاتہ صلے اللہ علیہ
وسلم کا دم مارنا واقعی سادہ لوحی محض ہے اور حافظ ابن قیم علیہ الرحمہ کا اعتراض
علیٰ حالہ اور حرمت متعہ کا خلافت صدیق میں مخفی رہنا ممتنع نہیں تہا اُس کیوجہ ہم
اوپر بیان کر چکے ہیں علت ارتکاب متعہ کی خلافت صدیق میں پائی گئی حرمت
اُس کی حجۃ الوداع سے لیکر خلافت حضرت فاروق اعظم تک مخفی رہنا یہ وجہ ہے جو
جابر بن سمرۃ کنا نستمتع بالقبض ادالتمر از کے قائل ہوئے اور یہی وجہ تہی کہ
حضرت ابن عباس باستدلال آیۃ فما استمتعتم بہ منہن اُس کی حلت کے قائل
ہوئے بخلاف اس مسئلہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحدہ جیسی کے کہ اسپر تعامل حضرات
صحابہ فی حیاتہ صلعم لاریب یقینی ثابت ہے دکانہ وغیرہ والا معاملہ اسکا پکا و سچا
گواہ ہے دعوئ خفی صاحب الغیاث اور اُن کے ہم خیال لوگوں کا محض سادہ لوحی
ہے اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ بڑے بڑے حضرات احناف نے اس تعامل الناس
کا اقرار کیا ہے اگر مخفی طور سے اسپر تعامل پایا جاتا تو یہ حضرات احناف ہرگز اعتراف
تعامل نہ کرتے۔ اب خالی صاحب الغیاث کا ترانہ نقارخانہ میں طوطی کی کون سنتا ہے
ہاں صاحب الغیاث انکو جہوٹا کہیں تو انکی صداقت البتہ ہو سکتی ہے پر اور لوگ
کب ماننے لگے کیونکہ بمقابلہ اُن حضرات کے انکا معاملہ کے آدمی د کے پیر شدی والا
ہوگا بہرحال مسئلہ متعہ کو مسئلہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کا ہم جنس خیال کرنا صاحب
الغیاث کی خوش فہمی و سادہ لوحی محض ہے پہر ایسے شخص سے اعتراضات مشکلہ
حافظ ابن قیم علیہ الرحمہ کے خاک حل ہونگے سہ

اس مسئلہ کی بھی تنقیح ہو جائیگی انشاء اللہ المستعان اور اس پر تعامل حضرات صحابہ کا بوجہ خفی یا عدم علم بالنسخ کے نہ تھا۔ یہ صاحب الغیاث کی محض خانہ ساز بات ہے ابھی اسپر تو عمل علی رؤس الاشہاد انکا رہا اور واضح ہو کہ یہ شبہوں کا شبہ یا مسئلہ کسی کے شبہے و احتمالات سے متروک العمل نہیں ہو سکتا امام شافعی ہوں یا اور کوئی ابھی ناسخ صریح پیش کرنا چاہئے لیکن و تحتمل مقام استدلال میں بکار آمد و پیش رفت نہیں ہو سکتے۔ یہ لڑکوں کا گھروندہ نہیں ہے مسئلہ کی تحقیق ہے تحقیق میں لیکن و تحتمل کیسا۔

قولہ صفحہ ۹ سطر تنبیہ اب حافظ ابن قیم کے بعض اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے جو مذہب جمہور پر کیا ہے۔ قولہ و اقول کر کے گو بالاجمال سب کا جواب ہو چکا ہے مگر عربی عبارت کا ترجمہ کر کے جواب دیا جائیگا تاکہ عام لوگوں کو فائدہ ہو وبس۔

اقول علامہ ابن قیم کے اعتراضات ایسے نہیں ہیں جو آپ جیسے ذات بزرگ سے حل ہو جاویں جو جواب حضور نے دیا ہے وہ رسالہ الغیاث میں بیکے موجود ہے جواب کیا ہے جواب سے صاف جواب ہے ہاں عام لوگوں کو اتنا فائدہ تو ضرور ہوا کہ آپکا مبلغ علم پورے طور سے انکو معلوم ہوگیا جو کچھ چھپی چھپائی آپکی قابلیت تھی وہ آفتاب نیمروز کی طرح لوگوں پر روشن ہوگئی ؎

پہلے ہی سے نہ تھی تری کچھ قدر و منزلت
پر ابکی گفتگو نے ڈبو دی رہی سہی

قولہ صفحہ ۶ سطر ۱۳ اس میں کوئی استثنا نہیں دیکھو متعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدالآباد کے لئے حرام فرمایا تھا لیکن پھر بھی تعامل اسکا عہد صدیق کا تا خلافت ابوبکر میں باقی تھا اور اس تعامل کی لوگوں کو خبر نہ تھی خلافت عمر میں حرمت متعہ کی شائع ہوئی۔

اقول متعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدالآباد کے لئے حجۃ الوداع میں

اُنہیں پیغمبر خدا سے جو [illegible] دریافت کرنا ہوتا تھا فوراً حاضر خدمت ہوئے دریافت کرتے
تصفیے ہو [illegible] تھا کیسا ۔

قولہ صفحہ [illegible] ہوئی ۔ یعنی وقوع طلاق مختصر اگر طلاق ثلاثہ جب واحدہ رجعی
بعقوضہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمار کیا جاتا تھا تو یہ حکم خلیفہ حضرت عمر کا اجتہاداً
نہیں ہے بلکہ خلاف نص صریح کے ہے ۔

اقول ۔ اگر تغلیظ جو منجانب حضرت عمر جاری ہوا اسے [illegible] اجتہاد کہا تھا اور
مخالف نص صریح کے نہیں ہاں اس نے [illegible] کو [illegible] ہوتا [illegible] دو دفعہ
کے قائم کیے تھے [illegible] تعزیری [illegible] طلاق کے لئے منجانب صاحب
وحی دو دفعہ قائم کئے گئے ہیں ایک خفیف دوسرا شدید وسخت ۔ اگر طلاق دہندہ نے
جلدی کی [illegible] بد حواسی یا نادانستگی میں تینوں طلاقیں اکٹھی ایک ہی مجلس میں
ایک ہی منہ سے واقع کردیں اور پیچھے ہوش آیا تو ندامت حال اُس کے مناسب
وحی نے ایسی صورت میں واحد رجعی کا حکم دیا اور یہ ایک دفعہ قائم ہوا ۔ اور اگر طلاق
دہندہ نے بہ ثبات حواس و اوان متفرقات میں تینوں طلاق کو مرۃ بعد اخریٰ کر کے
دیا تو اس کے واسطے منجانب صاحب وحی حکم تغلیظ جاری ہوا اور یہ دوسرا
دفعہ قانون کا قائم ہوا ۔ اب یہ دونوں دفعہ قانونی ہوئے جہاں جونسی صورت
واقع ہوگی وہاں انکا برتاؤ واقع ہوگا ۔ حضرت عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں
پہلی صورت میں دوسرے دفعہ کا حکم جاری کیا یعنی خفیف کو شدید وسخت حسب موقع
کردیا ہی کیا یہ نہیں کیا کہ بجائے واحد رجعی کے حکم قتل کا صادر فرمایا ہاں حکم قتل
اگر ایسی صورت میں جاری کرتے تو البتہ وجہ مخالفت کا آپکے اس اجتہاد کو کہتا یہ
بے موقع برتاؤ دفعہ قانونی کو مخالفت نص صریح سے تعبیر کرنا صاحب الغیاث کی
عالی دماغی وخوش فہمی ہے صاحب الغیاث کو باوجود دعوی ہمہ دانی کے عقل نہیں
آئی تعجب ہے ؎

آدمیت اور شئے ہے علم ہے کچھ اور شئے

[illegible] منت [illegible] مشکل [illegible]

[illegible] پہلوؤں سے [illegible]

قولہ صفحہ ۲۳ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ان [illegible] صحابہ [illegible] کرنا چاہئے [illegible]

اقول [illegible] یہ تجاہل [illegible] جانا وغیرہ [illegible] کا نتونسے صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نہیں [illegible] پہلا قسم تو کہاں سے [illegible] اور پھر [illegible] [illegible] مالی [illegible] اللہ تعالیٰ حدیث عبد اللہ بن عباس میں تعالیٰ

۳ [illegible] استمرار پایا جائے اُس کے لئے پھر تصریح طلب کرنی سادہ لوحی [illegible] [illegible] نہیں تو [illegible] کیا [illegible] پرواہی ہی وے حضرات [illegible] کرتے تھے ضرور پرواہی تھی [illegible] عمل کرتے وہ لوگ بڑے پیچھے [illegible] تفتیش [illegible] کوئی کام کسی سے غیبت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وغیرہ میں صادر ہو جاتا تھا تو جہاں سفر سے واپس آئے تو حضور میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فوراً حاضر آئے اور چاہے اُسی مسئلہ کی تحقیق کرلی پیچھے اور کام کیا یہ تو اُنکی حالت تھی پھر ایسے حضرات بغیر پرواہ کی جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کوئی کام کرسکتے تھے [illegible] کام جس میں [illegible] انتہی

بے خبری یہ ہو تھی اُن حضرات صحابہ سے ایسے کام میں بیشک محال ہے عقل سلیم و انصاف پسند ہرگز [illegible] نہیں [illegible] مسئلہ پاکی ناپاکی کا علاوہ مردوں کے عورتیں دریافت کریں اور اتنا بڑا مسئلہ جیسیں ارتکاب حرام کا خوف ہو باوجود موجودگی ذات بابرکات رسالت مآب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ دریافت کریں تعجب در تعجب ہے اور تعامل اُن حضرات کا اس مسئلہ طلاق ثلاثہ بفم واحد پیاجتہاد [illegible] صاحب الغیاث کا اُن کے خوش فہم ہونے پر برہان قوی ہی یا ابتدا ہی اُس وقت اجتہاد کی انکو ضرورت کیا تھی ذات سراپا برکات آنحضرت کی

[illegible]

دس دفعہ کرکے ادا کیا بلکہ یوں کہیے کہ اُس نے اُس روپیہ کو یکمشت ایک دو کرکر
ایک ہی دفعہ ایک جگہ قرض خواہ کے ہاتھ میں گن دیا اگرچہ وقت تعداد کے تلفظ میں
علی سبیل الترتیب بولے گئے اور قرضخواہ کے ہاتھ میں گرائے گئے پر بوجہ اتحاد مجلس
کے اُسپر اطلاق دس دفعہ کا نہیں کیا گیا نہ لغۃً اور نہ عرفاً و تحاوباً اسی طرح اُس طلاق
پر جو بتکرار تلفظ ایک ہی مجلس میں انت طالق انت طالق انت طالق کرکے واقع
کی گئی اطلاق ثلاث مرات کا نہیں کیا جائیگا نہ شرعاً و نہ لغۃً و نہ عرفاً و تحاوباً
پس جب اُسپر اطلاق ثلاث مرات کا نہ کیا گیا تو حکم تغلیظ اُسپر کیونکر جاری ہوگا
خواہ مخواہ اُسکو واحد ہی کہکر حکم واحد ہی جاری کرنا ہوگا اور اگر یہ خدشہ گذرے
کہ دس دفعہ نہ ہو تو کیا تعداد تو پوری ہوگئی اب قرض تو مدیون کے ذمہ نہ باقی رہا
دس دفعہ مت کہیے تو جواب اُسکا یہ ہے کہ ہاں تعداد پوری ہوگئی اور قرض
اُس کے ذمہ سے وقت ادا کے بظاہر ساقط ہوگیا یہ بھی اُس قرض خواہ کی مرضی پر
موقوف ہے اگر قرض خواہ نے اُس کو لے لیا تو خیر ورنہ اگر اُس نے اُس کو نہ قبول
کیا اور کہا کہ ہم جیسے کہا ہے ویسے ہی لینگے یوں نہیں لینگے تو وہ بدستور مدیون
کو روپیہ واپس لینا ہوگا اور گننا گنتا اُسکا محض بیکار ہوگا یا یوں سمجھو کہ اُسوقت تو
مدیون نے کسی خیال سے جوش میں آکر دس روپیہ کو ایک دو کرکے قرض خواہ
کو گن دیا بعد ازاں جو خیال آیا تو کارخانہ ہی دریا برد ہے بہت پچھتایا اور قرض
خواہ سے سماجت کی کہ جناب دینے کو تو دیدیا پر اس میں میرا بہت بڑا نقصان
ہوتا ہے آخر قرض خواہ نے رحم کیا اور کہا کہ میاں میں نے تو تم سے پہلے ہی
کہا تھا کہ ایسا تم سے نہیں ہوسکیگا دس دفعہ کرکے دینا پر تم نے خیال نہیں کیا تو
یہ خوبی عقل کی تمہاری ہے خیر یہ تو روپیہ لے جاؤ نو دفعہ کرکے دیدینا ایک روپیہ
پہلی دفعہ کا وصول کرلیا تھا تو اس صورت میں بھی وہ ادا کرنا اُسکا محض لا دینا
دینا نہ دینا سب برابر ہوگیا ایسا ہی طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو سمجھو کہ طلاق دہندہ
نے جوش میں آکر اُسوقت تو تینوں طلاقیں بفور واحد یا مجلس واحد بتکرار لفظ دیں

قولہ صلے ۱۱ اگر کوئی شخص بتکرار لفظ کہ انت طالق انت طالق ایک مجلس میں
تین طلاق دے تو نہیں معلوم کہ کس آیت سے وکس حدیث سے وکون لغت و
عرف وتنجا طب سے واحد رجعی ثابت ہوتا ہے ذرا پیش کرنا چاہئے ✦

اقول جناب باری عزاسمہ نے طلاق کے بارہ میں یہ حکم فرمایا کہ تین طلاق
کو علے سبیل التفریق مرۃ بعد اُخریٰ کرکے تین مدتوں میں ایک ایک کرکے دو
اور فرمایا کہ یہ اللہ کے حدود ہیں اس سے آگے نہ بڑھو جو آگے بڑھیگا وہ ظالم ہے دیکھو
اب طلاق دہندہ نے اُن تینوں طلاقوں کو ایک ہی جلسہ میں بتکرار لفظ خلاف
مرضی باری کے واقع کیا تو یہ طلاق بوجہ اتحاد مجلس ومخالفت مرضی باری واحد
رجعی شمار ہوگی کیونکہ دوسری وتیسری یوں ہی رائیگاں گئی بعد اطلاق ہوجانے اب
ایک ہی رہگئی اور ایک حسب آیۃ الطلاق مرتان رجعی ہوتی ہے تو طلاق
ثلاثہ جلسہ واحدہ حسب اقتضائے قرآن رجعی ثابت ہوئی چنانچہ اسی خیال سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ وغیرہ کو حکم واحد رجعی کا سنایا رکانہ نے
ایسی تینوں طلاقیں ایک مجلس میں دی تہی آخر پہر اس حرکت پر انکو سخت ندامت
ہوئی اور آنحضرت سے اپنی حالت بیان کی آپ نے حکم رجعت انکو سنایا اگر
آیت قرآنی سے عموم مفہوم ہوتا توآنحضرت رکانہ کو حکم واحد رجعی کا ہرگز نہ سناتے
ظاہر ہے کہ آپ بغیر اذن پروانگی منجانب حضرت باری کوئی کلام یعنی از خود جاری
نہیں کرتے تہے حدیث وآیت توسن چکے اب لغت وعرف وتخاطب کی طرف
گوش حق نیوش کیجئے اور سنئے مثلاً کسی شخص کے ذمہ دس روپے تہے اور اس
قرض خواہ نے مدیون سے یہ کہدیا تہا کہ میاں اس دس روپیہ کو تم دس مہینے میں
فی ماہ ایک ایک کرکے ادا کردیجیو اس عنوان سے جوادا کروگے تو تمہارا فائدہ
ہوگا اگر اس عنوان سے نہ ادا کروگے تو تمہارا بڑا نقصان ہوگا آخر اس مدیون نے
اس کی بات کا خیال نکرکے ایک روز دس روپیہ لاکر قرضخواہ کے ہاتہ میں
ایک دو کرکے گن دیا تو اس کو کوئی نہیں کہیگا کہ مدیون نے قرض خواہ کو دس روپے

مختلط ہونے پر جو آپنے دعویٰ اجماع کیا ہے اور اُس ثبوت اجماع پر اقوال علماؤ
اور نام اُن کے لکھا ہے آنکے اسمار و اقوال کی اسناد صحیحہ کہاں ہیں اُن اسناد
کو کیوں نقل نہیں کیا کس دن کے لئے چھپا رکھا ہے کیا قیامت میں پیش کیجئیگا ؎

غیر کو دوں آپ کو یوں واہ جی
کیا ہی بہتر ہے تمہاری واہ جی

جو جواب اسکا آپ دیجئے وہی اپنجانب سے سمجھیں۔

قولہ صفحہ ۶ سطر بلکہ قریب قریب کل فقہائے صحابہ کے فتوے بسند صحیح مختلط
ہونے میں منقول ہوئے قبل تین برس خلافت کے بعض صحابہ کا تعامل جو اجتہاداً
عدم دانستگی میں تھا وہ حجت شرعیہ نہیں ہے علاوہ اس کے اگر حضرت متعہ میں بھی
یہی تقریر بعینہٖ کیجائے تو کیا جواب ہے وہی جواب اسکا بھی سمجھ لیجئے۔

اقول یہ قول صاحب الغیاث کا محض غلط ہے۔ فقہائے صحابہ کا طلاق ثلاثہ
جلسۂ واحدہ کے مختلط ہونے میں کوئی فتویٰ بسند صحیح صاحب الغیاث نے نہیں نقل
کیا ہے جن فتاوے کو آپ نے ثبوت دعوے میں انہوں نے نقل کیا ہے آپکے
مطلب ہی اور ہیں وہاں تک صاحب الغیاث کے فہم کی رسائی نہیں ہوئی چنانچہ
ناظرین منصفین پر یہ بات مخفی نہیں اسکو ہم نے اوپر بہت روشن کرکے دکھا دیا
ہے اُس کی تکرار کی یہاں ضرورت نہیں اور حضرات صحابہ کا اس مسئلہ خاص پر
تعامل اجتہاداً و عدم دانستگی میں نہ تھا بلکہ انکو اس مسئلہ میں حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے فتویٰ صحیحہ معلوم تھا اسی بنا پر عہد نبوی و صدیقی و دو تین برس خلافت
عمری میں اس پر تعامل علے وجہ الاستمرار پایا گیا اور اسکا بڑے بڑے حضرات فقہائے
احناف نے اقرار کیا ہے اب صاحب الغیاث کی یہ تراشہ سازی کب قابل سماعت
ہو سکتی ہے اسکو اوپر ہم مع نقل اقوال حضرات فقہائے احناف کے بیان کر چکے
ہیں ناظرین وہاں ملاحظہ فرمادیں۔

حرمت متعہ میں ایسی تقریر کو ہرگز گنجائش نہیں ہے اسواسطے کہ حرمت متعہ کی

کردیں پر چھچو میاں کو سوجھی اور آواز نازل کرنے لگے پس شارع نے یہ حالت حال اُس کے رحم کیا اور حکم رجعت سنایا اور وہ پہلا کیا کرایا سب ہوا ہوگیا۔ اب ایسی صورت میں آپ پر حکم تقلید جاری کرنا ویسی ستم پر ستم نہیں تو ہے کیا۔ قربان جائیے اللہ اور اس کے رسول کے کہ کس قدر آسانی اپنی مخلوق و امت کے لئے ملحوظ رکھا الحمد للہ ثم الحمد للہ علی ذلک وصلوٰۃ اللہ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین فی کل لحظۃ وحین بعدد کل معلوم اللہ۔

غرض یہ قانون پاس ہوگیا کہ جو مدیون قرض خواہ کو ایک مشت قرض ادا کردے اور پھر اُسی وقت اپنی حاجت قرض خواہ سے پیش کرے تو قرضخواہ حسب خواہش اپنے ایک قسط کا روپیہ وصول کرکے بقیہ کو واپس کردے اور پھر قسط کے موافق روپیہ وصول کر لیا کرے اب حاکم کو ایسی صورت میں وقت انفصال کے اسی دفعہ کو قائم کرنا ہوگا۔ اگر کوئی رعیت بھی قانون سرکاری کی پابندی نہیں کریگا تو لاریب وہ مستحق سزا ہوگا تو رعیت کو کسی حالت میں اسکو فوت نہیں کرنا چاہئے فافہم وتدبر۔

قولہ صفحہ ۱۲۳ سطر ۱ باوجود اس قدر زور شور کے کہنے پر بھی ایک آدمی کا بھی نام نہ لکھ سکے فقط ہزار در ہزار کہنے سے کیا ہو سکتا ہے ٭

اقول حضرت ابن عباس اور طاؤس وابو الصہباء وغیرہم حضرات کو تو آپ مان ہی چکے ہیں علاوہ انکے صحابہ میں زبیر ابن العوام اور عبدالرحمان بن عوف و علی بن ابی طالب وعبداللہ ابن مسعود وغیرہم حضرات صحابہ کا یہی مذہب حافظ ابن قیم نے ثابت کر دکھایا ہے خواہ مخواہ صاحب الغیاث تقلید جامد کی الہٹ اپنی آنکھ پر باندھکر تجاہل عارفانہ کریں تو اسکا کیا جواب ہے۔

قولہ صفحہ ۱۲۳ سطر ۱ معترض استدلال میں نام مع سند صحیح کے لکھنا چاہئے ٭

اقول آپ نے جو معترض استدلال حلت متعہ میں حضرات صحابہ کا نام گنایا ہے انکی سند صحیح کہاں ہے کیوں نہ پیش کیا۔ علاوہ بریں طلاق ثلاثہ بلفظ واحد کو

متعہ کچھ دنوں زمانہ رسالت پناہی میں حلال تہا تو کیا اس بیان سے وہ حلت متعہ کا قائل سمجہا جائیگا ہرگز نہیں ایسا ہی حضرت ابن عباس وغیرہ نے بیان کیا ہو تو کیا تعجب ہے فتامل۔

قولہ صفحہ ۲۲۲ یہ قول مطلقاً صحیح نہیں ہے ورنہ حدیث ترمذی پر جس میں بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بغیر عذر کے جمع بین الصلوتین ظہر عصر ومغرب وعشا میں فرمایا تہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توقیت صلوۃ منسوخ ہوگئی الخ

اقول یہ قول حافظ ابن قیم علیہ الرحمہ کا کہ بمقابلہ حدیث صحیح کے قول کسی کا قابل قبول نہیں ہے۔ واقعی بہت صحیح ودرست ہے لاریب بمقابلہ حدیث صحیح کے کسی کا قول وفعل قابل قبول وحجت نہیں مخالف اسکا عاصی وضال بین ہے۔ اور مستحق فتنہ وعذاب الیم۔

قال اللہ تعالیٰ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔ یہ آیت سورہ احزاب کے پارہ ۲۲ کے دوسرے رکوع میں ہے۔

ترجمہ اور نہیں ہے لائق واسطے کسی مرد مسلمان کے اور عورت مسلمان کے جس وقت کہ مقرر کرے خدا اور رسول اس کا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے انکے اختیار کام اپنے سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور رسول اس کے کی پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہی ظاہر انتہی

اور سورہ نور کے آخر میں ہے۔ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم۔

ترجمہ پس چاہئے کہ ڈریں وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں حکم اس کے سے اس سے کہ پہونچ جاوے انکو فتنہ یا پہونچ جاوے انکو عذاب درد کرنیوالا انتہی

یہ دونوں آیتیں صاف وصریح ہیں۔ بس چاہیے کہ کسی کو مخالفت ارشاد وفیصلہ رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز وہرگز ہیشہ لائق نہیں۔ والعیاذ باللہ مگر مخالف الخ

حجۃ الوداع میں سنائی گئی یہ ہمارے صاحب البینات کا مستدل ہے اور بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مہلت ہی نہیں ملی کہ کسی سفر کی تیاری کریں اور وہاں جائیں اور لوگ ہمراہ آپ کے اس سفر میں ہوں اور متعہ کے مرتکب ہوں کہ جس سے علی تعالی عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ پر ثابت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر حج سے واپس آئے اور چند روز ہوگئے بعد اس حج کے کل دو مہینے چند روز آپ زندہ رہے بعد ازاں بارھویں ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ہجری میں آپ نے اس دنیاے دوں سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون اور عہد صدیقی بھی کچھ ایسی کش مکش میں تمام ہوگیا خلافت حضرت عمر میں پورا اطمینان ہوا اور سفر جہاد کی نوبت پہونچی اور متعہ پر تعامل پائے جانے سے آپ نے اصل حکم حرمت جو حجۃ الوداع میں سنائی گئی تھی ظاہر کیا پس لوگ باز آگئے بخلاف مسئلہ تنازعہ فیہا طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ واحد ہے کہ اس پر تعامل عہد نبوی میں علاوہ خلافت صدیقی و عمری کے پایا گیا چنانچہ بایں وجہ اکابر علمائے محققین نے اجماع قدیم کا اس پر دعوے کیا ہے پھر متعہ والی تقریر کو اس میں کیونکر گنجائش ہوسکتی ہے۔ ان دونوں مسئلوں میں اتحاد سمجھنے والا واقعی دشمن عقل ہے کیسے باشد و ہر کیا کہ باشد +

قولہ ص۲ س۲ حرمت متعہ کے بھی قائل اصحاب سے حضرت ابن عباس و اسماء بنت ابی بکر و جابر بن عبد اللہ و ابن مسعود الخ آخر تک جواب اس کا بھی سمجھ لیجیو۔

اقول حضرت ابن عباس وغیرہ حضرات صحابہ اگر بوجہ غلطی پہلے حلت متعہ کے قائل ہوئے تو کیا ہوا پھر تو رجوع انکا بسند صحیح منقول ہے علاوہ اس کے کوئی فتویٰ بجواز حلت متعہ ان حضرات سے منقول نہیں اور نہ یہ حضرات مرتکب متعہ ہیں۔ پھر تعامل کو اس پر کیونکر ثابت ہو کہ پہلے تعامل ان حضرات کا اس پر نقل کیجئے پیچھے تعامل دم کیجئے اسکے سوا دو ہی صحف متصور ہوگی یعنی حال حضرات تابعین کا بھی متصور کر نہ چاہئے سو تعجب ہے کہ کوئی شخص بسوال حرمت متعہ بیان کرے کہ اتنا

تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی خلاف مرضی جناب باری نہ تھا دیکھو آنحضرت نے بغرض
خوشنودی بعض ازواج مطہرات کے شہد نوشی کو اپنے اوپر حرام فرمایا تھا۔
فوراً جناب باری نے آیہ لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک الآیۃ
اتار دیا اور توقیت صلوٰۃ جاتی رہی پھر تعجب کیا جائے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔
فتدبر ولا تکن من الغافلین۔

اور یہ حدیث جمع بین الصلوٰۃ من غیر خوف ولا مطر والی بالکل متروک العمل
نہیں ہے صاحب الغیاث کی یہ سراسر ایک فریب ہے جو لکھتے ہیں کہ اس حدیث پر
کسی نے عمل نہیں کیا۔ نووی شارح مسلم صاف لکھتے ہیں اما حدیث ابن عباس فلم
یجمعوا علی ترک العمل بہ بل لہم اقوال یعنی حدیث ابن عباس کی بالکل متروک العمل
نہیں ہے بلکہ اسکی تاویلات میں اقوال علماء متعدد موجود ہیں چنانچہ ان اقوال علماء
کو انہوں نے نووی شرح مسلم میں پورے طور سے نقل کیا ہے جسکو شک ہو وہ صحیح
مسلم جلد اول مع نووی مطبوعہ مطبع نولکشور یا دہلی کے صفحہ ۲۴۲ سے ۲۴۵ کو ملاحظہ کرکے
صاحب الغیاث کی ایسی فریبی کا اندازہ کرے اور بعد نقل اُن تاویلات کے ذہب
جماعۃ من الائمۃ الی جواز الجمع فی الحضر للحاجۃ لمن لا یتخذہ عادۃ کو بھی لکھا ہے اور
لکھا ہے کہ یہی قول ابن سیرین اور اشہب من اصحاب مالک کا ہے اور یہی
قول قفال الشاشی الکبیر من اصحاب الشافعی عن ابی اسحٰق المروزی عن جماعۃ
من اصحاب الحدیث کی خطابی نے حکایت کی ہے اور ابن المنذر نے بھی اسی کو اختیار
کیا ہے پھر امام نووی لکھتے ہیں کہ ظاہر قول حضرت ابن عباس اراد ان لا یحرج امتہ
اسی کو مؤید ہے پھر مرض وغیرہ کے ساتھ اس کو معلق نہیں کیا۔

اب ناظرین منصفین صاحب الغیاث کو دروغ بے فروغ کو ملاحظہ کریں نووی
تو یوں لکھتے ہیں اور یہ خوش فہم صاحب لکھیں کہ اس حدیث پر کسی نے عمل نہیں کیا
لاحول ولا قوۃ۔ اس جھوٹ کا کچھ ٹھکانا ہے پر یہ جھوٹ ٹکا چھپا نہیں آخر ظاہر ہی
ہوگیا مصرع۔ دروغ آدمی را کند شرمسار۔ اور صاحب الغیاث کے قول پہ

تو بانڈیہ درگاہ ہوا اور بیشک بمقابلہ امر الٰہی وفیصلہ رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کا قول وفعل قابل قبول وحجت نہیں یہ مجمع علیہ قول ہے اور بمقابلہ حدیث صحیح کے دوسرے کے قول وفعل پر عمل کرنیوالا تشریع جدید من عند غیر النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا شیدا اور شرع محمدی سے روگردان ہے نعوذ باللہ من ذلک اور حدیث ترمذی کی نسبت مقدمہ میں اس کتاب کے گفتگو کرچکا ہوں ارباب بصیرت وہاں ملاحظہ فرما دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مدینہ منورہ میں بغیر خوف ومطر کے جمع بین الصلوتین فرمایا تو اس سے منسوخیت توقیت صلوٰۃ لازم نہیں آئی صاحب الغیاث کی خوش فہمی وعالی دماغی ہے جو ایسا سمجھ بیٹھے ہیں اجی حضرت بیان جواز کے لئے بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سا کام کیا ہے چنانچہ اسی بنا پر بہت سے اکابر علما رکا قول ہے کہ گناہ گار ہے اگر کوئی شخص بغیر اتخاذ عادت جمع بین الصلوتین کریگا تو وہ شخص موافق اس حدیث ابن عباس کے شرعاً ہرگز قابل ملام نہیں ہوگا جن اکابر نے اس حدیث کو صحیح وغیر منسوخ مان لیا ہے انکا یہی قول ہے ہاں جنہوں نے اُس کو منسوخ تسلیم کیا ہے یا تاویلات ضعیفہ ودیگر کو اس میں جائز رکھا ہے۔ انکا عمل البتہ اسپر نہیں پایا گیا تو اس سے یہ نہیں لازم آیا کہ اُن لوگوں نے اسکو حدیث صحیح غیر منسوخ مان کر بھی عمل نہیں کیا۔ حاشا وکلا یہ بات ہرگز نہیں ہے صاحب الغیاث کی عالی دماغی ہے جو اُن غیر عاملین کی نسبت ایسا گمان کرکے انکو مخالف عن فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں علاوہ بریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جمع بین الصلوتین میں توقیت مفروضہ جناب باری کا خلاف کیا تھا جیسا کہ ماحصل کلام صاحب الغیاث کا ہے تو ضرور جناب باری عزاسمہٗ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر پر متنبہ فرماتا حالانکہ اسکا پتہ نہیں ہے جناب باری عزاسمہٗ کے شان کبریائی سے بہت بعید ہے کہ اسکا حبیب اُس کے امر کا خلاف کرے اور وہ اسکو متنبہ نہ کرے اور ادنے ادنے باتوں پر تو متنبہ کیا جائے اور یہ اتنا بڑا کام ہو اور تبدل وحی نہو یہ بات واقعی تعجب انگیز ہے جب اسپر متنبہ

انیاث کی حالی داعی ہے ثلاثا و ثلاثین بعینہا ۲ علاوہ مضمون ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ۲
پھر یہاں اُس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قولہ ص۲۵ شاذ اُن لوگوں کو دعوے تقابل تھا۔

اقول آپ جو چاہیں کہیں سکو ہیں پرش تو نہیں کہتا ابھی نہیں تو بھی کہتا ہوں کہ غیر نبی کو دعوے تقابل باہمی نہیں ہوتا جو کوئی ایسا عقیدہ رکھے کہ غیر نبی فی وقت من الاوقات مقابل نبی ہوتا ہے وہ اہلجناب کے نزدیک مردود ہے۔

قولہ ص۲۵ دیکھو حضرت عمر نے ۱۲ رکعات تراویح جو جیسی ایجاد کیا اُسکو اونا بدعت کہا جو مخالف نہیں تھی بلکہ عین تعمیل سنت تھی تعجب ہے کہ ایسے مخالفت پر جماعت کر بیٹھو اور سب صحابہ ویسا ہی فتوے دیتے تھے۔

اقول جیسے وہاں اونا بدعت فرمایا ایسا ہی اس مسئلہ کے اندر جو اُن سے خطاء فی الاجتہاد واقع ہوئی تو اُنہوں نے الہام بدعت کی اُنہوں نے دیدہ دانستہ مخالفت پر جماعت نہیں کی تھی اور ہم اُسکو مخالفت کر کے نہیں تعبیر کر سکتے مخالفت تو جب ہوتی کہ حضرت عمر بجائے اُس کے کوئی نیا حکم منجانب خود صادر کرتے یہ حکم تنفیذ منجانب اپنے خاص حضرت عمر کے نہ تھا یہ حکم تنفیذ بھی منجانب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا پر چونکہ حضرت عمر سے بھی واقع ہوا کہ اُس حکم تنفیذ کو بے محل جاری کیا اسکو مخالفت تعبیر کرنا حماقت صریح ہے یہ صاحب انیاث کی بلا فہمی ہے کہ کہنے لگے اگر سب صحابہ ویسا ہی فتوے دیتے تو پھر یہ تنازع کیوں واقع ہوتا اور یہ بڑے بڑے اُن حضرات صحابہ سے لیکر آجتک فارق لاجواب ہرگز نہیں بیٹھتے اسی مسئلہ متنازعہ کو خیال کیا جاوے کہ اسکی حرمت پر جو اجماع ہوا تو اُس وقت سے لیکر آج تک کوئی فرد بشر من اہل السنہ والجماعت اسکی حلت کا قائل نہوا مگر کیسا ہوتا تو وہ کہتا ہے اس مسئلہ متنازعہ دنیا پر کیسے جماع ہوا تھا جو ایک قرن تک بھی قائم نہ رہ سکا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اس مسئلہ میں اجماع ہوتا تو علاوہ بیسیوں بہت بڑے بڑے محققین احناف جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اس کے

قول مطلقاً صحیح نہیں ہے سے صاف ظاہر ہے کہ بعض مقامات میں حدیث صحیح نبوی
غیر نبی کے قول سے منسوخ ہو جاتی اور قول غیر نبی کو حدیث صحیح نبوی پر ترجیح ہوتی
ہے سو یہ عقیدہ صاحب الغیاث کا قطعاً باطل و مردود ہے پھر ایسی تحریر کیونکر قابل التفات
اہل بصیرت ہو سکتی ہے انکے نزدیک ابھی تک شرع محمدی ناقص و ناتمام ہے ابھی تک
حدیث صحیح نبوی کے آگے کسی فرد بشر کے قول کو رتبہ نہیں ہے کہ حدیث نبوی کو
رد کرے۔ اللہ تو فرماوے کہ کسی مومن و مومنہ کو فیصلہ اللہ و رسول کے مقابلہ میں
اختیار نہیں اور یہ کہیں اختیار باقی ہے اہل بصیرت صاحب الغیاث کے قول "یہ قول
مطلقاً صحیح نہیں ہے" کے منشا کو خیال کریں ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا اسی کو کہتے
ہیں یہ حضرت عجیب ستم ہیں۔

قولہ ص۹۵ سطر۱ قطع نظر اس کے تعجب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
لوگ اس سے ناواقف تھے باوجود فتوے نبویہ ہونے کے بھی خلاف فتوے دیدیا الخ

اقول صاحب الغیاث کے خوش فہم ہونے پر تعجب ہے ابھی یہ یہ دعوی ہوائی
لاحول ولا قوۃ الا باللہ حضرات اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز اس مسئلہ طلاق ثلاثہ
بلفظ واحدہ واحد ہی سے ناواقف نہیں تھے اور نہ انہوں نے بخلاف اسکے فتوے
دیا ہے انکا فتوے اپنے موقع خاص میں بہت صحیح و درست ہے آپ کے فہم کی
وہاں تک بفضلہ تعالی رسائی ہی نہیں ہوئی محض غلط فہمی سے اپنے ان فتاوے
حضرات صحابہ کو اس مسئلہ تنازعہ فیہا میں لا گھسیٹا ہے جتنے فتاوی آپ نے
نقل کئے ہیں ان میں ہرگز اس مسئلہ تنازعہ فیہا کا پتہ نہیں چنانچہ اسکو اوپر ہم نے
بہت عمدہ طور سے ثابت کر دکھایا ہے ان فتاووں کے سوالات میں طلاق ثلاثہ
فی مجلس واحد او بفم واحد ہرگز نہیں ہے ہاں اگر یہ الفاظ ہوتے اور جواب ان کے
یہ فتاوے واقع ہوتے تو البتہ آپکا استدلال بہت صحیح و درست تھا اور واقعی
آپ [illegible] تعجب [illegible] البتہ ان میں طلاق ثلاثاً یا ثلاثاً جمیعاً کا لفظ واقع ہے
اس سے بفم واحد یا بمجلس واحد علی [illegible] سمجھنا صاحب

دوسرا کوئی اپنی خوش فہمی سے اسکو نہ سمجھے تو کیا ہوا انکی بلا سے نہ سمجھے اپنا سر کھائے
یہ اونکے اتباع ہی کا منشا تھا ورنہ انکا۔ نہ دامت کی ضرورت۔ درحقیقت ان حضرات کے
اتباع کے مقابل کون فرد بشر دعوے کر سکتا ہے اگر بالفرض کرے بھی تو یہ اس کا
جنون ہے اب صاحب البخات سے یہ پوچھا جاتا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
اتباع کا یہ تو لانبا چوڑا دعویٰ حضور عالی کو ہی بہلا یہ تو بتلا دیں کہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے کبھی ترک صلوٰۃ جمعہ بھی فرمایا ہے جو حضور عالی باوجود اقرار مطلقاً اس کی
فرضیت کے آجتک جمعہ کی فرضیت فی القرآن سمجھکر جمعہ نہیں پڑھتے۔ کہئیے یہ کون
اتباع ہے کیا حدیث لینتھین اقوام عن ودعہم الجمعات او لیختمن اللہ علی قلوبہم
نظر مبارک سے نہیں گذری اسی مسئلہ جمعہ میں جناب سے اور جناب مولانا مولوی
محمد اشرف خاں صاحب وکیل انجمن حمایت اسلام مونگیر سے پانزدہم ربیع الثانی
سنہ ۱۳۱۱ھ میں بعد از فراغ نماز عصر بحضوری جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب
وجناب مولوی عبدالمنان صاحب وبابو وصی احمد صاحب گیلانوی ونیز دیگر حضرات
کے مباحثہ شروع ہوا اور آپ نے حدیث لاجمعۃ ولا تشریق الحدیث وغیرہ کو پیش
کیا اور مولانا ممدوح نے انکا جواب شافی آپکو دیا آخر آپ نے صاف لفظوں میں اقرار
کیا کہ ہاں فرضیت جمعہ کی ہر جگہ بلا شرط مدن وغیرہ کے ثابت ہے ہاں اتنی بات
رہی کہ ابن عبیدہ راوی حدیث لاجمعۃ الحدیث کو میزان الاعتدال میں دیکھ لونگا
آخر میزان الاعتدال کی عبارت جو ابن عبیدہ کی نسبت مرقوم ہے آپکو دکھائی
گئی پر آجتک آپ نماز جمعہ دیہات میں فرض سمجھکر گیلانی میں نہیں پڑھتے کہئیے یہ کون
اتباع عمری ہے حضور۔ زبانی جمع خرچ وعمل میں بون بعید ہے حضور عالی وجناب
حافظ صاحب کیا آیہ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون یاد نہیں ہے باوجود
اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اپنے عاملین کو واسطے
جمعہ کے لئے ہر جگہ بلا قید مدن وغیرہ کے سخت تاکید لکھی ہے اس مسئلہ میں اتباع
عمری آپکی کہاں گئی

شیعہ کے قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر کے دونوں زمانوں نبوی وصدیقی و ابتدائے خلافت عمری میں قائل ہوتے۔ ہمکو صاحب الغیاث کی ہمہ دانی پر تعجب ہے کہ انکو گھر کی بھی خبر نہیں عوذ کا مقام ہے کہ جب یہ حکم تغلیظاً عین تعمیل سنت تھی تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر اظہار ندامت کا کیوں فرمایا۔ تعجب پر تعجب نہیں تو ہے کیا۔ یہ مقام خوشی کا تھا یا اظہار ندامت کا اہل بصیرت ذرا دیدہ انصاف سے اسکو ملاحظہ فرمادیں۔

قولہ صفحہ سطر علاوہ اسکے کوئی حدیث صحیح ہو بھی تو صحیح مسلم والی حدیث کا حال تو اوپر بیان ہوچکا کیا اس حدیث کا حال حضرت ابن عباس وحضرت عمر وغیرہما کو معلوم نہیں تھا پھر کیوں مخالفت کی گئی الخ

اقول ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر صاحب الغیاث محض تعصب مذہبی وجانب داری سے اس کا انکار کریں تو اُن کے انکار سے ہوتا گیا ہے یہ کیا انکے بڑوں نے تو تسلیم کرلیا ہے جہاں صحیح مسلم والی حدیث کا حال انہوں نے بیان کیا ہے وہاں انکی پوری خبر لی گئی ہے اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث کیونکر نہ معلوم ہوتی۔ اجی وہ اس کے راوی ہی ٹھیرے نہ معلوم ہونا کیسا اور مخالفت کیسی جب انکو معلوم نہ تھا تو صورت خاص میں اس حکم واحد رجعی کا فتوے کیوں دیتے تھے آپ تجاہل عارفانہ کریں تو اسکا جواب نہیں باقی وہ فتاوی حضرت ابن عباس کے جنکو مصنف نے نقل کیا ہے اس کے مطلب ہی اور ہیں وہاں تک فہم عالی کی بفضلہ تعالیٰ رسائی ہی نہیں۔ یہ قصہ ہے تو آپکی عالی دماغی کا فتوے تو اپنے موقع میں بہت درست ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجتہاداً جو زلت واقع ہوئی تو کیا ہوا آخر اپنی اسکی تدارک تو کردی اور صاف لفظوں میں فرمایا کہ ما ندمت من شئ کندامتی علی ان لا اکون حرمت الطلاق الخ جب قصہ طے ہوا اب اگر

ثابت ہوگیا۔ ثم الحمد للہ علی ذلک یہی وجہ تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کی نیت کا اعتبار کر کے حکم واحد رجعی کا فرمایا۔ اگر اعتبار نیت کا نہوتا تو آپ حکم واحد رجعی کا کیوں دیتے حدیث انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی اسی کو مؤید ہے علاوہ بریں العبرۃ للمعنیٰ لا للفظ مسلم صاحب آلغیاث کا ہے پھر طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ میں معنی یعنی ان الغیر کا قائل کیونکہ اعتبار کیا جائیگا ضرور کیا جائیگا یہاں اس مسئلہ سے اپنے صاحب الغیاث کیونکر انکار کرینگے اگر انکار کرینگے تو انکی ہٹ دہرمی ہے۔

قولہ ص۲۵ س اگر رکوع میں مثلاً کہے سبحان اللہ ربی العظیم ثلاثاً تو واحد ہوگا کیونکہ یہاں تکرار لفظ غرض ہے نہ تکرار نیت ایسے احکام میں بغیر تکرار لفظ کے حکم جاری نہوگا ان دونوں قسم کے نظائر بہت ملیں گے اہل تتبع پر مخفی نہیں ہے احکام طلاق بھی نیت و لفظ دونوں پر مبنی ہیں۔

اقول جس طرح تسبیحات رکوع وسجود میں سبحان ربی العظیم و سبحان ربی الاعلیٰ ثلاثاً کہنے سے تین بار سبحان ربی العظیم (تین بار) سبحان ربی الاعلیٰ اونہونگی بلکہ ایکبار شمار ہوگا اسی طرح انت طالق ثلاثاً میں طلاق ثلاثہ نہیں واقع ہونگے بلکہ ایک واقع ہوگا کیونکہ تکرار لفظ فی اوان متفرقہ جو ماسوا بارہ عز اسمہ ہے مستعمل نہوا پس جیسے تسبیحات رکوع وسجود میں بوجہ مخالفت مرشارع علیہ السلام سبحان ربی العظیم و سبحان ربی الاعلیٰ ثلاثاً غیر معتبر مانا گیا ویسا ہی انت طالق ثلاثاً بوجہ مخالفت امر اسکی غیر معتبر مانا جائیگا یہ ترجیح بلا مرجح ہے کہ تسبیحات رکوع وسجود میں تو تکرار کا اعتبار کیا جائے اور طلاق میں نہیں حالانکہ احکام طلاق کی نیت و لفظ دونوں پر مبنی ہونیکا اقرار بھی ہے جب احکام طلاق نیت و لفظ دونوں پر مبنی ہوئی تو دونوں یعنی تکرار لفظ و نیت امر میں بھی ضروری ہوئے تکرار لفظ ضروری نہونا ترجیح بلا مرجح نہیں تو ہے کیا انت طالق انت طالق انت طالق فی مجلس واحد میں تکرار لفظ تو پایا گیا پر تکرار نیت بوجہ اتحاد مجلس معدوم ہے اور صاحب الغیاث اقرار کر چکے ہیں کہ احکام طلاق دونوں پر مبنی ہیں تو ایک بنا کے وجود پر طلاق دونوں کا کیونکر

فیر کو دوں آپ کو یوں واہ جی۔

کیا ہی بہتر ہے تمہاری راہ جی

قولہ صفحہ سطر اسی طرح حضرت عمر ہی حلال کو خلاف واقع حرام کہکر عوام کو فریب دیکر ڈراتے تھے تاکہ لوگ طلاق غیر مسنونہ سے باز آجائیں و نیز قول بالسیاست باطل ہے۔

اقول آپ جو چاہیں کہیں آپکو اختیار ہے میں تو یہ نہیں کہتا کہ حضرت عمر خلاف واقع حلال کو حرام کہکر عوام کو فریب دیکر ڈراتے تھے العیاذ باللہ من ہذا القول الفاسد میں تو یہی کہتا ہوں کہ آپ نے خطاءً فی الاجتہاد اس حکم تنفیذ کو اُنپر جاری کیا تھا یہ اُن کے واسطے سیاست بھی ہو گئی کہ اُس فعل سے آپ نے چونکہ باقی عوام جو بچوں کو گو آتا ہے کہکر ڈراتے ہیں تو یہ ہیں وہ نفس الامر میں فریب دیتے ہیں اور لوگوں کے عدم وجدان کا انکو یقینی علم ہوتا ہے بنا بر وہ فریب ٹھیرا۔ بخلاف اس حکم کے کہ حضرت عمر اپنے زعم میں بوجہ خطاء فی الاجتہاد اسکو یقینی بات سمجھتے تھے گو پیچھے سے آپ کو پتہ لگا اور اظہار ندامت کیا اب اس حکم حضرت عمر کو اس فعل لغو عوام کے ساتھ ملا دینا حماقت نہیں تو کیا ہے۔

مصرع۔ بریں عقل و دانش بباید گریست

قولہ صفحہ سطر اگر کوئی شخص مثلاً نماز عشا کے پڑھنے کو کھڑا ہوا اور دل میں ٹھیک نماز عشا کی نیت ہے گو عجلت میں زبان سے بجائے نماز عشا کے لفظ مغرب نکل آئے تو نماز عشا ہی کی ادا ہوگی نہ نماز مغرب کی۔

اقول اسی طرح اگر کوئی شخص انت طالق ثلاثا کہے یا انت طالق انت طالق انت طالق کہکے ایکہی مجلس میں اپنی زوجہ کو طلاق دے اور نیت اس کی ایک ہی طلاق کی ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی نہ تینوں کیونکہ نیت اس کی ایک ہی طلاق کی ہے بخلاف نیت تینوں طلاقیں اسپر کیونکر واقع ہونگی بحمد للہ فرحق بجانب صاحب انیا ث کے حلق سے نکل ہی آئی پھٹے اب اونہیں کے قول سے ہمارا دعا

خیال کرنا چاہئے دوسرے کفر کا رہ کو اور طلاق کا رہ کو خیال کرنا چاہئے تیسرے
، قرار مجرم جو عند غیر القاضی کرے اور عند القاضی مکر جائے اسکو خیال کرنا چاہئے از یں
قبیل بہت سی صورتوں میں احکام ظاہری کا برتاؤ الفاظ صریحہ پر جو بظاہر نیت
قائل پر دلالت کرتے ہوں نہیں کیا گیا بعد دریافت مافی الضمیر قائل کے اسپر احکام
کا برتاؤ ہوا اور یہ اہل بصیرت پر کالشمس فی نصف النہار تاباں و درخشاں ہے
ان سب صورتوں میں قضاءً عند المفتی سچا سمجھا جائیگا اور بعد اظہار مافی الضمیر کے
اُسپر احکام شرعی جاری ہوگا اور الفاظ صریحہ پر جو عند الاکراہ اُس سے صادر ہوئے
تھے کوئی حکم نہیں جاری کیا جائیگا - عند اللہ و عند الناس ایسا شخص ضرور سچا سمجھا جائیگا
آیہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان اسی کو مؤید ہے فتدبر

قولہ صفحہ ۳۱ شلاً اگر کوئی اپنی زوجہ کو انت طالق ثلاثاً کہکر عند المفتی یوں
کہے کہ مراد میری لفظ ثلاثاً سے واحد ہے تو کیونکر عند الناس سچا سمجھا جائیگا فقہا ہت
یہی حکم دینگے کہ عاقل و بالغ بے سمجھے کوئی کلام بول نہیں سکتا -

اقول ایسی صورت میں جب عند النبی قائل اُسکا سچا سمجھا جائیگا تو اب غیر النبی کون
ایسا شخص ہے جو ایسے شخص کو کاذب سمجھے ایسی صورت میں فیصلہ رسول امت کے
لئے واجب العمل ہے اور یہ بھی کہسکتے ہیں کہ شاید عند الکلام معتبر الغیظ ہو اور اسی
حالت میں اُس نے ایسا کہا ہو - پھر بعد رفع غیظ و سلامتی حواس کے کیوں نہیں وہ
سچا سمجھا جائیگا ضرور سمجھا جائیگا سچا نہ سمجھا جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے یا اس کی
ضرورت کیا ہے کیونکہ شارع نے خود ایسے . . . شخص کے قول کا جب اعتبار
کیا ہے تو اب ہم کیوں نہ کریں ایسی تاویل کیوں کریں -

قولہ صفحہ ۳۱ علامہ ابن قیم بھی جو طلاق ثلاثہ بفم واحد یا بتکرار لفظ بجلسہ واحدہ
کو لعان پر قیاس کرکے تعدد جلسہ کو شرط ایقاع طلاق کا کہتے ہیں قیاس مع الفارق
ہے لعان میں نیت کو کچھ دخل نہیں ہے -

اقول علامہ ابن قیم علیہ رحمہ جو طلاق ثلاثہ بجلسہ واحدہ کو لعان پر قیاس کرکے

ہوگا پس بہ وجوہ دو تکرار لفظ صاحب الغیاث کے نزدیک بھی حسب مسلمۂ انکے غیر معتبر مانا جانا چاہئے اگر پھر بھی اُسکو غیر معتبر نہ مانیں تو یہ سراسر ہٹ دھرمی اُنکی ہے اور بغیر وجود ہر دو بنا کے احکام کیونکر مرتب ہونگے وھذا اوضح علی من لہ ادنی فہم فی العلم۔

باقی رہی یہ بات صاحب الغیاث کی کہ طلاق میں تکرار نیت ضروری ہے سو محض دریدہ دہنی اُنکی ہے انت طالق ثلاثا یا انت طالق انت طالق میں تکرارِ نیت کہاں پایا گیا حالانکہ اسکو بھی وہ بمنزلہ ثلاثا فی آن متفرقہ کے اپنے زعم فاسد میں بغیر استدراک کے شمار کرتے ہیں اور یہ اُنکی خوش فہمی ہے۔ اور تسبیحات رکوع و سجود میں تکرار لفظ مع النیت مفروض ہے مجرد تکرار لفظ فرض سمجھنا صاحب الغیاث کی عالی دماغی ہے ؎

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اور ظاہر ہے کہ کوئی کام قصداً بے نیت یعنی ارادہ قلبی کے نہیں ہوتا ہاں خطاءً امر آخر ہے۔

قولہ ص۳۳ س۱۱ اور چونکہ وقوف باطن شان ایزدی سے ہے اس لئے احکام ظاہری الفاظ صریحہ جو نیت قائل پر دلالت کرتے ہوں مقرر کیا ہے گو قائل اپنی نیت بعد قول کے خلاف ظاہر لفظ کے بیان کرے چونکہ احتمال کذب کا بھی ہے اور لفظ محض خلاف بیانی پر قائل کے دال ہے اس لئے قضاءً عند المفتی سچا نہیں سمجھا جائیگا ظاہری لفظ پر حکم جاری ہوگا گو عند اللہ سچا کیوں نہ ہو لیکن ظاہر عند الشرع کاذب سمجھا جائیگا۔

اقول ہر موقع و محل میں احکام ظاہری مطلقاً الفاظ صریحہ پر مقرر نہیں کئے گئے ہیں بہت سے موقع میں احکام ظاہری کا برتاؤ بمجرد قول قائل پر الفاظ صریحہ کے نہیں کیا گیا بلکہ نیت قائل دریافت کرکے اُس کے باطنی ضمیر پر حکم ظاہر برتا گیا مثلاً جب ایک ہی حکم واحد [illegible] حضرت [illegible] بناہی [illegible] پایا

سمسر یعنہ قیامت میں دیکھو گے اس کے نتیجے۔

قولہ صفحہ ۲۱ بعد لعان طلاق ثلاثہ بتکرار لفظ جلسہ واحدہ کے مغلظہ ہونے کی تائید کرتا ہے کیونکہ جیسے لعان بتکرار لفظ ایک ہی جلسہ میں کافی ہوتا ہے اسی طرح طلاق ثلاثہ بتکرار لفظ جلسہ واحدہ کے مغلظہ ہوگی دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے۔

اقول لعان طلاق ثلاثہ بتکرار لفظ جلسہ واحدہ یعنی انت طالق انت طالق انت طالق کے مغلظہ ہونے کی تائید نہیں کرتا یہ صاحب الغیاث کی خوش فہمی ہے کہ اس صورت خاص میں اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم تغلیظ پایا جاتا تو دعوی صاحب الغیاث کے فہم پر بوجہ توافق حکم نبی البتہ صادق تھا حالانکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ثبوت نہیں بلکہ اسکا خلاف ثابت ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دیں بعد ازاں اس عورت مطلقہ نے دوسرے شخص سے اپنا نکاح کر لیا پھر اس دوسرے شوہر نے قبل از وطی اس عورت کو طلاق دیدیا اب اس عورت نے چاہا کہ پھر شوہر اول سے نکاح کرے آخر اسکا مسئلہ حضرت سے پوچھا تو آں حضرت نے اس عورت کو صاف فرما دیا کہ جبتک تم دونوں آپس میں عیش وعشرت نکرلو تب تک یہ طلاق زوج ثانی کی معتبر نہیں اور پہلے شوہر سے تم نکاح نہیں کر سکتیں چنانچہ پھر وہ شوہر ثانی کے پاس رہی ایسی حدیث کو صاحب الغیاث نے بہ تغیر الفاظ اپنے رسالہ الغیاث کے صفحہ ۳ میں استدلالاً نقل کیا ہے اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ مطلقاً طلاق ثلاثہ مغلظہ نہیں ہے اگر مطلقاً طلاق ثلاثہ مغلظہ ہوتی تو آں حضرت اس عورت کو یہ حکم رجعت نہ فرماتے اور ضرور حکم دیتے کہ زوج اول سے نکاح کرے حالانکہ ایسا حکم آپ نے اس کو نہیں دیا اور اس حدیث سے یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ شوہر ثانی نے اسکو تینوں طلاقیں دی نہیں عام از یں کہ ایک جلسہ میں واحد یا بتکرار لفظ دی ہو یا جلسات واوان متفرقہ میں اگر تینوں نہ دیتا تو وہ زوج اول سے نکاح کرنا کیوں چاہتی ایک یا دو طلاق تو مغلظہ نہیں ہے۔ یہ

تعدد جلسہ واقعات مصرحہ کو شرط ایقاع طلاق کہتے ہیں بہت صحیح ہے قیاس مع الفارق
سمجھنا صاحب الغیاث کی خوش فہمی ہے اور لعان میں نیت کو کچھ دخل نہیں ہے کہنا
عالی دماغی ہے بیشک لعان کنندہ کی نیت فسخ نکاح کی اس صورت سے نہ ہوگی تب تک
لعان کیوں کریگا۔ اور چار بار عند القاضی جو شہادت باللہ کو تلفظ کرتا ہے اس سے بھی
اس کی یہی غرض ہوتی ہے کہ میں اس مقدمہ کی صداقت میں سچا ہوں اور اب اس عورت
سے میں تعلق نہیں رکھنا چاہتا اگر تعلق رکھوں تو جھوٹا ہوں مزید تاکید کے لئے میں تین طلاق
بھی دیتا ہوں حضور قاضی صاحب آپ شاہد رہیں۔ جیسے لعان میں شہادات اربع مرات
ضروری ہیں ویسے ہی طلاق ثلاث مرات طلاق میں ضروری ہیں اگر لعان میں اشہد
باللہ اربعا کہے تو شرعاً یہ قول اسکا بوجہ مخالفت امر الٰہی قابل اعتبار نہیں ہوگا ویسا ہی
انت طالق ثلاثا یا انت طالق انت طالق انت طالق قابل اعتبار نہیں ہوگا پس بوجہ
ان دونوں میں توافق ضرور ہے اور اس حیثیت علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ کا دونوں میں
اتحاد سمجھنا بہت صحیح و درست ہے اصل مطلب علامہ کا تو حضور کے ذہن نشین ہوا
نہیں اور قیاس مع الفارق کہکر خوش کن عوام کالانعام بنکر پھولے نہ سمانے لگے ابھی
حضرت ہنوز دہلی دور است۔ علامہ ابن قیم کے مطالب تفہیم تک آپ جیسے خوش فہم و
عالی دماغ حضرات کے ذہن کو رسائی نہیں ہوگی چنانچہ ہم نے اسکو اوپر ہی ثابت
کر دکھایا ہے۔

قولہ صفحہ ۲۹ سطر ۱۶ فقط تلفظ شہادات باللہ چار مرتبہ کا حکم ہے گو دل اس
شہادت سے انکار کرتا ہو +

اقول اسی اظہار تصدیق قلبی کے لئے تو چار مرتبہ کا حکم ہوا کہ اسمیں لعان کنندہ کی
پوری تصدیق ہو نہیں تو اسکی ضرورت کیا تھی اور پھر پانچویں بار لعنت کا حکم ہوا کہ
اب کسی طرح شک و شبہ حاضرین و مفتی کو باقی نہ رہے اب بھی دل سے انکار کا شبہ سمجھنا
سادہ لوحی نہیں تو کیا ہے ایسا ہی خوش فہم مفتیوں نے تو بیچارہ عوام کو بہا ڈالا
اور ان بیچاروں کو شریعت غرہ کی بجا آوری سے دھوکہ میں ڈالدیا انسان ہی بھی

باقی رہی یہ بات کہ جو کوئی اپنی زوجہ مدخولہ بہا کو تینوں طلاقیں جلسہ واحدہ میں دیں تو وہ واحد رجعی ہیں یا مغلظہ - میں کہتا ہوں کہ وہ بہی واحد رجعی ہیں اُسکا ثبوت حدیث رکانہ میں جو بالفاظ طلق ثلاثا مروی ہے موجود ہے اور اس حدیث رکانہ طلق ثلاثا والی کی صحت میں نقادان حدیث کا اتفاق ہے اگر کچھ کلام ہے تو لفظ البتہ والی روایت میں ہے صاحب الغیاث نے محض ابلہ فریبی کو کام میں لایا کہ کو جو جرح ائمہ نقادان حدیث نے البتہ والی حدیث پر کئے ہیں اُنکو طلق ثلاثا والی روایت میں لاگھسیٹا ہے چنانچہ یہ بات جہرۃ الفن وناظرین مصنفین الغیاث پر بخوبی واضح ہے کیوں نہیں صاحب تالیف کا یہی کام ہے مصرع

این کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

ف پھر بہی میں کہتا ہوں کہ صاحب الغیاث کا اس حدیث عائشہ سے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے مغلظہ ہونے پر استدلال کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے بایں وجہ کہ اس حدیث میں ان رجلا طلق امرأتہ ثلاثا کا جملہ موجود ہے اور الطلاق ثلاثا کا یہ کچھ ضرور نہیں کہ خاص انہیں اعداد پر ہو جو مجموعۃً واقع کئے جاویں بلکہ اُن اعداد پر جو مرۃ بعد اخری کرکے واقع کی جاویں بعد اکمال ہر سہ اعداد متفرقۃ الاوان فی الوقوع کے بہی بوجہ اتم ہوتا ہے اور یہ بات کالشمس فی نصف النہار ہے - بغیر قرینہ صارفہ قویہ کے اپنا مافی الضمیر سمجھہ لینا واقعی سادہ لوحی محض ہے اور ترجیح بلا مرجح بلکہ میں کہتا ہوں کہ اُس شخص نے اپنی زوجہ کو تینوں طلاقیں مرۃ بعد اخری کرکے اوان متفرقہ میں دیا تہا جبہی اُس عورت مطلقہ نے دوسرے شخص سے اپنا نکاح کیا تہا بس ورنہ بغیر اس کے دوسرے شخص سے کیونکر نکاح کرسکتی تہی اور اس دوسرے شخص نے بہی اسکو بطور مسنون ہی طلاق دیا تہا اسی وجہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوے پوچھا گیا ہاں کسیقدر رہگیا تہا کہ اس ثانی نے قبل از وطی دیا بنابرآں حکم رجعت منجانب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادر ہوا اور فرمایا لا حتی یذوق عسیلتہا کما ذاق الاول فتدبر بنظر التدبر والانصاف -

زوج اول سے رجوع کیونکر کرنا چاہتی اس کو دسنے بھیجو الا آدمی یہی سمجھ
سکتا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق قبل از وطی عند الشرع قابل
اعتبار نہیں ہے یعنی منعقد نہیں ہے بلکہ رجعی عام از یں کہ وہ عورت جسکو طلاق
دی جائے باکرہ ہو یا ثیبہ اور اس حدیث حضرت عائشہ والی کو صاحب الغیاث
صحیح مان چکے ہیں اور مستدلاً نقل بھی کر چکے ہیں بفضلہ تعالیٰ ایسی ایک حدیث
سے رسالہ الغیاث ہباءً منثوراً ہو گیا اور مدعا ہمارا حاصل ہو گیا اب بھی صاحب الغیاث
اگر طلاق ثلاثہ بجلسہ واحد کے رجعی ہونیکا اقرار نہ کریں تو محض خوش فہمی انکی ہے جیسے
صاحب الغیاث ان رجلا طلق امراتہ ثلاثا سے طلاق ثلاثہ بجلسہ واحدہ کو مغلظہ سمجھتے ہیں
ویسا ہی فطلق فسئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتحل للاول مطلقا سے طلاق ثلاثہ واقعہ
قبل از وطی واحدہ رجعی سمجھا جاتا ہے وھذا اظہر علی من لہ ادنی فہم فی العلم اور نیز
اس حدیث سے حسب زعم صاحب الغیاث یہ بات بھی بخوبی سمجھی جاتی ہے۔ کہ
طلاق ثلاثہ بجلسہ واحدہ کا عہد نبوی میں عام دستور تھا جبھی تو زوج اول ثانی
نے تینوں طلاقیں ایک ہی جلسہ میں دیں اور حضرت نے اسکو برقرار رکھا اور کیا تو یہی
کیا کہ زوج ثانی کو بوجہ اس کے کہ قبل از وطی اس نے طلاق دی تھی حکم رجعت دیا۔
بہرحال مطلقاً طلاق ثلاثہ اس حدیث سے بھی مغلظہ نہیں ثابت ہوتی ہے۔ اب اس
حدیث سے یہ بات تو صاف طور سے ظاہر ہو گئی کہ جو کوئی اپنی زوجہ غیر مدخولہ بہا
کو تینوں طلاقیں دیوے تو وہ تینوں واحدہ رجعی ہونگی نہ مغلظہ خیر صاحب الغیاث
حسب استدلال اپنے اس حدیث سے اسی بات کو مان لیں چلئے ہمارے انکے
اتفاق ہی اتفاق ہے اور کیوں نہ مانیں گے ضرور ماننا پڑیگا کیونکہ انہیں کے
دستاویز کا تو یہ مفہوم ہے علاوہ بریں امام ابوحنیفہ اور عامہ فقہاے احناف کا
بھی یہی قول ہے مؤطا امام محمد میں ہے قال محمد وبھذا ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ
والعامۃ من فقہائنا لان الثانی لم یجامعھا فلا یحل لہا ان ترجع الی الاول حتی
یجامعھا الثانی انتہی۔

حضرت کی ہے اسواسطے کہ یزید بن عبدالرحمن اس اثر کا راوی نہیں ہے خواہ مخواہ بنظر ابلہ فریبی اُس کی نسبت چند سطر کاغذ کو سیاہ کر ڈالا چنانچہ ناظرین رسالۃ الغیاث پر یہ بات کالشمس فی نصف النہار تاباں ہے باینہمہ یزید بن عبدالرحمن بن ابی مالک کی نسبت تقریب میں ہے ۔

یزید بن عبدالرحمن بن ابی مالک الہمدانی بالسکون الدمشقی القاضی صدوق ربما وھم من الرابعة مات سنة ثلثين او بعدها وله اكثر من سبعين سنة ۔

ہاں ابویعلی اور صالح بن مالک اور خالد بن یزید البتہ اُس اثر کے رواۃ ہیں اب خالد بن یزید کو جو صاحب الغیاث نے مجروح قرار دیا ہے یہ محض ابلہ فریبی اُنکی ہے فقط عن ابی مالک کے شبہ پر اُنہوں نے خالد بن یزید کو جو راوی اس اثر کا ہے خالد بن یزید بن عبدالرحمن بن ابی مالک قرار دیکر عبارت میزان الاعتدال کی نقل کر کے خوش کن اپنے اذہان سے ہم کلام ہوئے حالانکہ ماشاءاللہ ہمارے مشائیہ فن ابلہ فریبی میں بڑے حاذق ہیں ابھی حضرت خالد بن یزید ابوہاشم دمشقی علاوہ خالد بن یزید بن عبدالرحمن کے تین اور ہیں ایک خالد بن یزید ابوہاشم الدمشقی قاضی البقاء ہیں انکو تقریب میں ثقہ من السابعة مات سنة بضع وستين وقد قارب التسعين لکھا ہے دوسرے خالد بن یزید ابوہاشم الدمشقی جو ابی سفیان الاموی کے پوتے ہیں انکو بھی تقریب میں صدوق مذکور بالعلم من الثالثة لکھا ہے تیسرے خالد بن یزید ابوہاشم الازرق دمشقی ہیں جو یزید السلمی کے بیٹے ہیں انکو بھی تقریب میں مقبول من الثالث لکھا ہے جسکو شک ہو وہ تقریب التہذیب مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۱۱ کو دیکھ لے ۔ مجرد عن ابی مالک کے شبہے پر اس خالد بن یزید بن عبدالرحمن بن ابی مالک قرار دینا واقعی صاحب الغیاث کی ابلہ فریبی ہے ہو سکتا ہے کہ اُن تینوں شخصوں میں سے کوئی ایک ہو بغیر قرینہ صارفہ قویہ کے اپنا معہود فی الذہن قرار دینا سادہ لوحی نہیں تو ہے کیا باقی اور رواۃ کی نسبت جو کہہ دیا کہ دوسرے بقیہ رواۃ مجاہیل ہیں سو محض غلط ہے ابویعلی متقدمین میں قوی ہیں اُنکی نسبت تقریب میں ہے المنذر

قولہ صفحہ ۱۵ سطر ۱۹ جیسے لعان بتکرار لفظ جلسہ واحدہ کے کافی ہوتا ہے اسی طرح طلاق ثلاثہ بتکرار لفظ جلسہ واحدہ کے مغلظہ ہوگی دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے۔

اقول دونوں میں کچھ فرق نہ سمجھنا صاحب الغیاث کے خوش فہم ہونے پر بالکل جلی ہے ابھی اوپر لکھ چکے ہیں کہ طلاق میں تکرار نیت ضروری اور لعان میں نیت کو کچھ دخل نہیں ہے فقط تلفظ شہادات بالعدد چار مرتبہ کا حکم ہے اور میاں صاحب لکھتے ہیں کہ دونوں میں اتحاد ہے کچھ فرق نہیں ہے کہئے یہ خوش فہمی نہیں تو کیا ہے۔ علاوہ بریں جناب باری و حضرت رسالت پناہی بخلاف لعان کے طلاق کے لئے تفرق اوان کو ضروری فرمادیں اور یہ حضرت اتحاد کا دم بھریں کیا یہ تشریع جدید من عند نفسہ نہیں ہے ضرور ہے اس ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا صاحب الغیاث کا ارباب نظر خیال کریں باقی علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ کا طلاق کو لعان پر اس معنی کرکے قیاس کرنا کہ جیسے لعان میں اگر کوئی شخص اشہد باللہ اربعاً انی لصادق کہے تو یہ کہنا اسکا چار بار عند الشرع نہ ہوگا اسی طرح انت طالق ثلاثاً یا انت طالق انت طالق انت طالق فی مجلس واحد عند الشرع ثلاث مرات نہ ہوگا مخالفت امر الٰہی دونوں میں مساوی ہے بہت صحیح و درست ہے اسکو قیاس مع الفارق و قیاس معکوس کہنا واقعی صاحب الغیاث کی سادہ لوحی ہے وھذا اوضح علی اھل التتبع البتۃ۔

قولہ صفحہ ۴۹ سطر ۱۸ نہایت تعجب ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی غلطی پر متنبہ ہوئی اور پھر اس غلطی کی تردید کی اشاعت نہ فرمائی یہ کیسی ندامت ہے ایسی ندامت پر خود ندامت کرنا چاہئے۔

اقول واقعی تعجب پر صاحب الغیاث کے تعجب ہے کہ خود اوپر اسی صفحہ کے سطر میں مسند ابوبکر اسماعیل کے اثر کو جو اغاثہ میں منقول ہے نقل کرچکے ہیں اور بطور تجاہل عارفانہ پھر اشاعت اظہار ندامت حضرت عمر سے انکار کرکے بے چارہ عوام کالانعام کو فریب دینے لگے لاحول ولا قوۃ اہل تالیف کی یہی شان ہے ہرگز نہیں باقی اس اثر کے بعض رواۃ پر جو مشارالیہ نے حملہ کیا ہے سو وہ واقعی بلا فریبی

وانما امضاه لان المطلق كانت له فسحة من الله في التفريق فرغب عما فسح الله له
الى الشدة والتغليظ فامضاه عمر لما تبين له بالآخرة ما فيه من الشر والفساد ولزم
على ان لا يكون حرم عليهم ايقاع الثلاث ومنعهم فيه وهذا هو مذهب الاكثرين
مالك واحمد وابي حنيفة فرأى عمر ان المفسدة تندفع بالزامهم به فلما تبين له
ان المفسدة لم تندفع بذلك وما زاد الامر الا شدة اخبر ان الاولى كان عدوله الى تحريم
الثلاث الذي يدفع المفسدة من اصلها بما كان عليه الامر في زمن رسول الله صلى
الله عليه وسلم وابي بكر واول خلافة عمر اولى من ذلك كله ولا يندفع الشر و
الفساد بغيره البتة ولا يصلح الناس سواه انتهى

ترجمہ۔ اور ظاہر ہے کہ غرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس سے طلاق محرم نہ تھی جس
کی حرمت پر تمامی مسلمانوں کا اتفاق ہے جیسے کہ طلاق حیض والی اور طلاق طہر والی جس
میں وطی کی ہے اور نہ طلاق قبل زوجی مراد تھی کہ جس کی شان میں جناب باری عز اسمہ
نے یہ فرمایا ہے کہ قبل از وطی و قبل از تقرری دین مہر کے عورتوں کو طلاق دو
تو تم پر کوئی الزام نہیں ظاہر ہو بہرحال ہے کہ حضرت عمر کی مراد اس سے طلقات متعددہ
دینا ہو جب وہ سب مراد نہوئے تو قطعاً متعین ہوگیا کہ انکی اصل غرض یہ ہوئی کہ تینوں طلاقوں
اکٹھی واقع کرنے کو حرام کر دوں کہ اکٹھی تینوں طلاقیں نہ دیا کریں پس اس سے
معلوم ہوگیا کہ انہوں نے اس تحریم کو جو واقع کیا اسی اعتقاد کے سبب کہ تینوں
طلاقیں اکٹھی واقع کرنی ان کے نزدیک جائز نہیں اگر اسکے جائز ہونیکا اعتقاد نہوتا
تو یہ حکم تحریم کیوں جاری کرتے اور اسی واسطے فرمایا ہے کہ لوگوں نے جس چیز میں
ان کے لئے توقف و مہلت تھی اس میں جلد بازی کی سو اگر انکو ہم ان پر جاری کریں تو
خوب ہو کہ آئندہ اس جلد بازی سے آ ویں اور مخالفت امر الٰہی کے مرتکب نہوں
یہ گویا صریح ہے کہ ایقاع ثلاث ان کے نزدیک حرام نہ تھا اور سوائے اسکے
نہیں کہ انہوں نے جو انکو جاری کیا تو اس خیال سے کہ [illegible] تو تقریر
[illegible] جناب باری عز اسمہ [illegible] تھی انکو انہوں نے [illegible] شدت و تغلیظ

الثوری الکوفی ثقۃ من السادسۃ اب بفضلہ تعالیٰ جہولیت بقیہ رواۃ اس اثر کی بھی جاتی رہی اور اثر بہت صحیح ثابت ہوگیا۔ وللہ الحمد علی ذلک پھر بھی اگر صاحب الغیاث اس کو نہ تسلیم کرینگے تو اُن کی ہٹ دھرمی متصور ہوگی اور اس سے بڑھکر اُس غلطی کی تردید کی اشاعت اور کیا صاحب الغیاث چاہتے ہیں۔

قولہ صفحہ ۶۹ سطر ۱۹ الغرض قطع نظر اس کے کہ اس حدیث کے ضعف قوت سے بحث کی جاوے یہ حدیث درایۃً بھی صحیح نہیں معلوم ہوتی ہے اسی واسطے علامہ ابن قیم نے رجوع پر حضرت عمر کے زیادہ زور نہیں دیا۔

اقول ہٹ دھرمی وابلہ فریبی اسی کو کہتے ہیں آپکی صنعت اس فریب دہی سے آپکا کام نہیں چلنے کا۔ علامہ ابن قیم نے جو رجوع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زور دیا ہے اور حضرت عمر نے جو اُس حکم تغلیظ کو جاری کیا اُس سے غرض اصلی اُنکی کیا تھی اسکو جو بیان کیا ہے وہ کالشمس فی نصف النہار تاباں ہے۔ آپ اس تجاہل عارفانہ وابلہ فریبی پر آپ کے مجکو مجبوراً پوری عبارت اغاثۃ اللہفان کی جو بعد حدیث مذکورہ بالا کے لکھی ہوئی ہے نقل کرنی پڑی اور آپکی ابلہ فریبی ارباب بصیرت پر روشن کردکھانی منظور ہوئی تاکہ پھر کوئی آپ کے دام تزویر میں پھنسکر جادۂ اعتدال سے گمشدہ نہ جائے

شعر
اگر بینم کہ نابینا و چاہ ست
اگر خاموش بنشینم گناہ ست

عبارت اغاثۃ اللہفان کی یہ ہے:۔

ومن المعلوم انہ رضی اللہ عنہ لم یکن مرادہ تحریم الطلاق المحرم الذی اجمع المسلمون علی تحریمہ کالطلاق فی الحیض وفی الطہر المجامع فیہ ولا الطلاق قبل الدخول الذی قال اللہ فیہ لا جناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ ھذا کلہ من ابین المحال ان یکون عمر ارادہ فتعین قطعاً انہ اراد تحریم ایقاع الثلاث فعلم انہ انما کان اوقعہا لاعتقادہ جواز ذلک ولذلک قال للناس قد استعجلوا فی شیء کانت لہم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیہم وھذا کالصریح فی انہ غیر حرام عندہ

حضرت ابن عباس کوئی ایسے ویسے نہیں ہیں جو انکی بات قابل اعتبار نہو اجی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور منجانب حضرت میمونہ آپ کے سالے ہوکے لڑکے ہوئے کیونکہ حضرت میمونہ حضرت ابن عباس کی خالہ تھیں پھر ایسے اقرب شخص کی بات کیونکر نہیں مانی جائیگی ضرور ماننی پڑیگی علاوہ بریں رکانہ والی حدیث میں جو بلفظ ثلاثا مروی ہے صاف موجود ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کو حکم رجعت سنایا اور اسکی صحت میں کبار ائمہ حدیث مثل امام بخاری و امام احمد وغیرہما حضرات کا اتفاق ہے اور حدیث ابن جریج اس کی شاہد و عاضد ہے اور رکانہ والی حدیث جو بلفظ البتہ مروی اور جسکو ہمارے صاحب الغیاث نے اپنے رسالہ صفحہ ۲۲ سطر ۱۵ میں استدلالاً نقل کیا ہے تحقیقی ضعیف ہے بلکہ لیس بشئ ہے چنانچہ اغاثہ میں ہے اما حدیث ركانة انه طلق امرأته البتة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم استحلفه ما اردت بها الا واحدة فحديث لا يصح قال ابو الفرج بن الجوزى فى كتاب العلل له قال احمد حديث ركانة ليس بشئ وقال شيخنا رحمه الله الائمة الكبار العارفون بعلل الحديث كالامام احمد والبخارى وابى عبيد وغيرهم ضعفوا حديث ركانة البتة وكذلك ابو محمد ابن حزم وقالوا ان رواته قوم مجاهيل لا تعرف عدالتهم وضبطهم قال وقال الامام احمد حديث ركانة انه طلق امرأته البتة لا يثبت وقال ايضا حديث ركانة فى البتة ليس بشئ لان ابن اسحق يرويه عن داؤد الحصين عن عكرمة عن ابن عباس ان ركانة طلق امرأته ثلاثا انتهى فى اغاثة اللهفان۔

اور تلخیص الحبیر میں بذیل ابی حدیث رکانہ البتہ والی کے موجود ہے ۔

واعله البخارى بالاضطراب وقال ابن عبد البر فى التمهيد ضعفوه ۔

یعنی یہ حدیث رکانہ بن عبد یزید کی کہ رکانہ بن عبد یزید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اپنی زوجہ سہیمہ کو طلاق البتہ دیا اور واللہ میں نے نہیں ارادہ کیا تھا مگر ایک کا پس اس عورت کو رسول اللہ نے رکانہ کی طرف پھیر دیا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے بسبب اضطراب کے معلول کیا ہے اور ابن عبد البر

کی طرف رغبت کی بنا پر حضرت عمر نے اس شدت کو اونپر جاری کر دیا پھر آخر جب حضرت عمر کو معلوم ہوگیا کہ اس تحریم ایقاع الثلاث میں کیا شر و فساد ہے تو اپنے اوپر لازم کرلیا کہ اب سے ایقاع ثلاث کو اونپر حرام نکرونگا اور لوگوں کو اس ایقاع الثلاث سے روکا اور اگر یہ کہا جائے کہ جب ایقاع الثلاث اون کے نزدیک حرام ہی نہیں تہا تو پھر روکنے کا فائدہ تو جواب اسکا یہ ہے کہ روکنا صرف اس خیال سے تہا کہ لوگ زبان بازی اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن واحصوا العدة الآية کا خلاف نکریں اور سنت کو چھوڑ کر شدت و تغلیظ کی طرف نہ خواہش کریں) اور یہی عدم تحریم ایقاع الثلاث مذہب ہے اکثروں کا امام مالک و امام احمد و امام ابو حنیفہ کا حضرت عمر نے سمجھا تہا کہ اس روک ٹوک سے مفسدہ مندفع ہو جائیگا پھر مندفع نہوا پھر جب اونپر ظاہر ہوا کہ اس تدبیر سے بھی مفسدہ نہ مندفع ہوا بلکہ اس سے شدت اور زیادہ ہوگئی تو خبر دیا کہ ان سبہوں سے عمدہ یہی تہا کہ ہم اسی طریقہ کی طرف عدول کرتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت ابی بکر کے زمانے میں اور اول خلافت میں خود بدولت کے تہا یہی تحریم ثلاث کے مفسدہ کو جڑ سے اوکھاڑ پھینکتا ہے اسکے شر و فساد ہرگز مندفع نہیں ہو سکتا ہے اور بغیر اسکے اصلاح لوگوں کی ہو نہیں سکتی ہو چکی عبارت اغاثۃ اللہفان کی۔ ارباب بصیرت علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ کی اس تحریر کو نظر انصاف سے ملاحظہ فرماویں اس سے بڑھکر رجوع پر حضرت عمر کے اور کیا زور دیجئے جنکو ہمارے صاحب الغیاث چاہتے ہیں اب بھی اگر صاحب الغیاث علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ کا رجوع پر حضرت کے زیادہ زور دینا تسلیم نہ کریں تو واقعی انکی سادہ لوحی ہے۔

قولہ صفحہ سطر ١٣ اس حدیث میں راوی نے نہ یہ بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاق جلسہ واحدہ یا قم واحد کو ایک شمار کیا ہے یا ایک شمار کرنیکا حکم دیا ہے۔

اقول اس حدیث ابن عباس میں اگر اسکا بیان منجانب راوی حدیث یعنی حضرت ابن عباس کے نہوا تو کیا قباحت لازم آئی اس میں اسکا بیان تو یقیناً ہے کہ طلاق ثلاث جلسہ واحدہ والی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واحدہ ہی شمار [illegible]

اور جب کوئی ثقہ متفرداً کوئی حدیث ایسی روایت کرے کہ اُس کے خلاف اور کسی ثقات سے کوئی حدیث نہیں روایت کی ہے تو اسکو شاذ نہیں بولینگے امام شافعی جیسا فرماتے ہیں لیس الشاذ ان ینفرد الثقة بروایة الحدیث بل الشاذ ان یروی خلاف مارواہ الثقات یعنی شاذ اسکا نام نہیں ہے کہ کوئی ثقہ روایت حدیث میں اپنے منفرد ہو بلکہ شاذ یہ ہے کہ روایت ثقات کے خلاف روایت کرے ہاں بمقابلہ حدیث ابن عباس کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة الحدیث کے اگر کوئی دوسرے ثقات صحابہ کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافة عمر الطلاق الثلاث ثلاثا روایت کرتے تو بے شک صاحب الغیاث کے فہم پر صادق تہا بے اسکے اس حدیث ابن عباس کو شاذ کہنا صاحب الغیاث کی سادہ لوحی نہیں تو ہے کیا ؂

اندکے با تو بگفتم و بدل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

اس حدیث کو بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر دوسرے صحابہ بہی روایت کرتے تو اسکو شاذ کہنا آپ ہی کا دم تہا کیا مجال۔

صاحب الغیاث کو مناسب تہا کہ پہلے کچھ روز ماہرین فن حدیث کی کفش برداری کرتے پہر رسالہ لکہتے تو میں سمجھتا کہ ایسی فاش غلطی اُن سے ہوتی پر کریں تو کیا کریں شوق تحریر نے اس گت کو پہونچایا۔ افسوس صد افسوس۔

قولہ صفحہ ۲ اور حضرت عبداللہ ابن عباس سے سوائے حضرت طاؤس کے اور کسی شاگردان نے اس حدیث کو بسند صحیح نہیں روایت کیا۔

اقول اس یہ تجاہل عارفانہ کیسا۔ کیا عکرمہ اور ابوالصہبا اُن کے شاگرد نہیں ہیں اس اندہیر کا ٹہکانا ہے جناب عالی اس سخن سازی سے کام نہیں چلنے کا یقین جانئے تاڑنے والے تاڑ گئے۔

قولہ صفحہ ۳ بلکہ کل شاگردان بخلاف اس تعامل کے طلاق ثلاثہ کے مخلد

نے تمہید میں کہا ہے کہ محدثین نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے۔

یہ عبارت تلخیص الحبیر جلد ثانی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کے صفحہ ۳۱۹ سطر ۹ میں موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے چلئے ایسا بخوبی ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو واحد رجعی شمار کر کے حکم رجعت سنایا۔ پس طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کے واحد رجعی ہونیکا ثبوت حدیث صحیح مرفوع حکمی سے بھی ہو گیا۔ اور حدیث مرفوع حقیقی قولی سے بوجہ احسن ہو گیا والحمد للہ علی ذالک۔

قولہ صفحہ سطر ۱۱ اوّل تو یہ حدیث خلاف ہے عموم آیت فان طلقہا فلا تحل لہ کے الخ

اقول یہ حدیث حضرت ابن عباس کی آیت فان طلقہا فلا تحل لہ کے خلاف نہیں ہے صاحب الغیاث کی خوش فہمی کہ ایسا سمجھے ہیں اور آیت متذکرہ بالا کو جو صاحب الغیاث عموم الدلالت سمجھتے ہیں اسکا جواب ہم اوپر دے چکے ہیں ناظرین وہاں ملاحظہ فرما دیں۔ اس کے تکرار کی یہاں ضرورت نہیں . . . .

. . . .

. . . . باقی رہی یہ بات صاحب الغیاث کی کہ یہ حدیث دوسری حدیث حضرت ابن عباس کی مخالف ہے سو یہ بھی اُن کی خوش فہمی ہے۔ دونوں حدیث اپنے اپنے موقع میں قابل عمل ہے اسکا بھی پورا بیان اوپر گذر چکا ہے من شاء فلیرجع الیہ۔

قولہ صفحہ سطر ۔ تیسرے یہ حدیث شاذ ہے۔ اس لئے کہ اس کو سوائے حضرت ابن عباس کے اور ہزاروں صحابہ میں سے کوئی صحابہ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث کو روایت نہیں کرتا۔

اقول اور دیگر صحابہ نے جو اس حدیث کو نہ روایت کیا تو اس سے یہ حدیث شاذ نہیں ہو سکتی یہ صاحب الغیاث کی ہمہ دانی کا نتیجہ ہے جو اس الحدیث کو شاذ کہکر بیچارے عوام کو فریب دینے لگے ۔ اجی حضرت شاذ اسکا نام ہے کہ وہ روایت ثقات کی [illegible]

[illegible]

کہ وہ جو مجوزو ناقلین مذاہب کی نقل پر بھروسا کر کے چاروں امام اور جمہور صحابہ اور
مجتہدین ثلاثہ مغلظہ شمار کرتے ہیں کا دم بھرنے لگے اس کی سند کہاں ہے ذرا
پیش تو کریں علاوہ بریں کتب فقہ حنفیہ میں جو مذکور ہے کہ نزدیک امام ابوحنیفہ کے
ثلاثہ مغلظہ ہوگی اسکی سند تو امام ابوحنیفہ رح تک ثابت کر دکھا دیں۔ پھر اوروں کو
مورد الزام گردانیں فما جوابکم فہو جوابنا اگر کہیں کہ ہدایہ شرح وقایہ منیہ قدوری میں
ہے تو اس طرف سے بھی سن لیجئے کہ ان حضرات صحابہ کے اسمائے گرامی جو طلاق ثلاثہ
جلسہ واحدہ کو واحدہ رجعی شمار کرتے ہیں کتاب مفید الاحکام فیما یعرض لہم من النوازل والاحکام
مولفہ ابو الولید اور کتاب الوثائق ابن مغیث وغیرہما میں منقول ہیں اور حافظ ابن حجر
صاحب فرماتے ہیں واذا طلق ثلاثا مجموعۃ وقعت واحدۃ وھو منقول عن علی بن ابی
طالب وابن مسعود وعبد الرحمن ابن عوف والزبیر انتھی ما فی التعلیق المغنی

تعجب ہے کہ صاحب الغیاث ہدایہ وغیرہ کی نقل کو تو کالوحی منزل من السماء سمجھیں
اور دوسرے حضرات محققین کی تحقیق کو پس انداز کریں کیا یہ انصاف کے گلے پر کند چھری
پھیرنا نہیں ہے ضرور ہے تعصب اسی کا نام ہے بلکہ اندھی تقلید۔

قولہ ملا مسکا فتوے کی یہ عبارت لکنہ تقع واحدۃ رجعیۃ ہرگز صحیح نہیں ہے
تمام کتب فقہ حنفی میں موجود ہے سب میں یہی مذکور کہ نزدیک امام ابوحنیفہ کے ثلاثہ
مغلظہ ہوگی۔

اقول۔ فتوے کی عبارت مذکورہ بالا بہت صحیح و درست ہے۔ افسوس آپکو
اپنے گھر کی بھی خبر نہیں فاضل لکھنوی تعلیق الممجد علی موطا محمد میں لکھتے ہیں:۔

ولو فرقھن بان قال انت طالق وطالق وطالق او بالتکریر من غیر عطف وقعت
الاولی خاصۃ لان الواو لمطلق العطف ولیس فی اجزاء الکلام ما یغیر اولہ من شرط
او استثناء انتہی

یعنی اگر کوئی شخص ان طلاقوں کو بالتفریق واقع کرے یعنی انت طالق وطالق و
طالق کر کے کہے یا انت طالق طالق طالق) بغیر عطف کے کہے تو ان دونوں صورتوں

ہونیکا فتوے روایت کرتے ہیں اسی لئے اکثر محدثین نے اس حدیث کو شاذ و مضطرب
ومشکل المعنی کہا ہے ۔

اقول کل کو تو رہنے دیجئے اُن میں سے دو ایک کو تو بتلائیے کہ طلاق ثلاثہ
جلسہ واحدہ کے مغلظہ ہونیکا فتوے حضرت ابن عباس سے بسند صحیح غیر متکلم فیہ
روایت کرتے ہوں رسالہ الغیاث میں تو نہیں لکھا خیر اب لکھیے واللہ تیں آپکا ناتبہ
ہوگا یقین جانئے جن فتاوی کو آپ نے نقل کیا ہے اُنکا جواب بھی وہیں ملاحظہ
کیجیئے گا آپ کے ہم خیال لوگوں نے اگر اس حدیث میں شذوذ کا دم بھرا ہے۔ تو
محققین نے اُنکی گہری خبر بھی لی ہے کیا اغاثۃ اللہفان آپ کی نظر سے نہیں گذری
ضرور گذری ہے یہ تجاہل عارفانہ خالی از علت نہیں البتہ والی روایت کو امام بخاری
نے مضطرب کہا ہے یہ آپکی چالاکی ہے کہ اس حدیث میں اضطراب کا دہبہ لگاکر بیچارہ
عوام کالانعام کو دہوکے میں ڈالنا چاہا۔ لاحول ولا قوۃ۔ اہل تالیف کی یہ کارستانی
آپ اگر سچے ہیں تو نقل کر دکھائیے۔ کس محدث نے اس حدیث ابن عباس کان
الطلاق علی عہد رسول اللہ الحدیث کو مضطرب کہا ہے بخدا ذرا نقل کر دکھائیے ورنہ
اس حرکت پر اپنے نادم ہوجئے۔

قولہ صفحہ ۱۸ تعجب ہے اُن علماء سے کہ باوجود بصیرت تامہ کے درپے
ترویج اس مذہب شادہ کے ہیں تکلف تو یہ ہے کہ بہت صحابہ کو غلط بے سند و
تحقیق مانعین طلاق ثلاثہ سے خیال کرکے اسامی اُنکا اپنے رسالہ میں مندرج کردیا الخ

اقول جن حضرات علماء نے تعامُلاً علی حدیث ابن عباس ورکانۃ وغیرہما کی اس
سنت مردہ کو زندہ کیا واقعی مصداق من احیی سنتنا قد امیت بعدی کے بنکر مستحق
اجر سو شہید کے ہوئے اور جن حضرات صحابہ کے اسمائے گرامی کو اپنے رسالہ میں
درج کیا ہے وہ حسب تحقیق ائمہ نقادان حدیث مثل حافظ ابن حجر وغیرہ حضرات کے
لکھا ہے غلط بے سند و تحقیق نہیں لکھا ہے۔ صاحب الغیاث کی ہٹ دہرمی ہے
کہ ایسا دہبہ اپنے محسن کی شان میں لگاتے ہیں اور صاحب الغیاث ذرا یہ تو فرمادیں

طالق انت طالق انت طالق کہکے دیگا تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد اور عام فقہا احناف کے نزدیک وہ ایک واقع ہوگی کیونکہ غیر مدخولہ عورت قبل از تکلم انت طالق ثانی وثالث کے بائنہ ہوگئی جس کے واسطے تو عدت نہیں ہے کہ یہ دونوں عدت میں واقع ہوتیں ہاں اس کے لئے عدت ہوتی تو البتہ یہ دونوں واقع ہوتیں واذ لیست فلیست افسوس صاحب الغیاث اگر کتب فقہ احناف ہی کو کسی طالبعلم فن سے پڑھ لیتے تو میں یقین کرتا ہوں کہ ! ایسی فاش غلطی ان سے نہ ہوتی دو چار تنا قضات اندیش کے مولانا کہنے پر یہ ایسے بہوت کرتے پوچھئے آخر نوبت بایں رسید انا للہ الحمد للہ کہ کتب فقہ ہی سے ثابت ہوگیا کہ مطلقہ طلاق ثلاثہ واقعہ بکلمۂ واحدہ مغلظہ نہیں ہے جن بعض صورتوں میں ہے بھی تو وہ بوجہ مخالفت حدیث صحیح مرفوع کے قابل احتجاج نہیں فتدبر ثم تدبر۔

قولہ ص۶ قطع نظر ان سب مباحث کے ابہیں کچھ شک نہیں ہے۔ مطلقہ ثلاثہ بجلسہ واحدہ مغلظہ ہو یا واحد رجعی بعد گذر جانے مدت تین عدت کے عورت اجنبیہ ہوجاتی ہے یعنی وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے جمہور کہتے ہیں کہ شوہر اول پر بغیر حلالہ کے حلال نہیں ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر نکاح دوسرے مرد سے شوہر اول سے نکاح کرسکتی ہے۔

اقول یہ عبارت ماشاء اللہ صاحب الغیاث کے مبلغ علم پر شاہد عدل ہے۔ اہل نظر ذرا بنظر انصاف ملاحظہ فرماویں۔ اب اہل جواب کو اس کے معائنہ فرماویں۔ قولہ بعد گذر جانے مدت تین عدت کے عورت اجنبیہ ہوجاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس صورت میں عورت پر طلاق مغلظہ واقع ہوگی اس صورت میں بھی قبل از انقضاے مدت تین عدت کے عورت اجنبیہ نہیں ہوتی یعنی وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی ہے۔ مدت عدت کے اندر شوہر اول سے رجوع کرلے حلالہ کی ضرورت نہیں اور حسب تحریر صاحب الغیاث کے یہ مذہب جمہور ہے بس الحمد للہ کہ ابھی تحریر سے انکے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ مطلقہ ثلاثہ بجلسہ واحدہ بصورت تغلیظ بھی مدت عدت کے اندر شوہر اول پر لوٹا دی جاویگی اور میں صورت یہ طلاق ثلاثہ

میں نافذکر پہلی طلاق واقع ہوگی کیونکہ واو مطلق عطف کے لئے ہے اور آخر کلام میں کوئی ایسی شرط یا استثنا نہیں ہے جو پہلے کلام کو بدل دے۔ انتہیٰ

اب ارباب بصیرت ذرا نظر انصاف سے ملاحظہ فرماویں کہ صاحب الغیاث نے جو لکھدیا کہ تمام کتب فقہ حنفی میں موجود ہے سب میں یہی مذکور ہے کہ نزدیک امام ابوحنیفہ کے ثلاثہ مغلظہ ہے کہئے یہ بد خبری نہیں تو کیا ہے ظاہر بات ہے کہ مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم کی تحریر و تحقیق جاسے مشارالیہ سے بدرجہا فوق پر ہے۔ پھر بمقابلہ انکے ایسے شخص کی بات کیونکر قابل وقعت ہوسکتی ہے انہوں نے سوائے اسکے کہ دو چار سبق اپنے والد مرحوم سے پڑھا اور کون سی کتاب فقہ حنفی کی پڑھی ہے ابتدائی کتابیں جیسے منیہ قدوری شرح وقایہ دکنز الدقائق و در مختار وغیرہا ہیں اسکے دیکھنے کی تو نوبت حضرت کو آئی نہیں بفضلہ تعالےٰ اس بات کو میں بھی بیان کر رہا ہوں مشارالیہ اگر سچے ہیں تو اپنے تحصیل علم کی سند بیان کریں کہ کون کون کتابیں کہاں کس سے پڑھیں ہیں سچے ہونگے تو ضرور پیش کرینگے ہم نے بخوف طوالت عبارت کتب فقہ کو نہیں نقل کیا۔ صرف فاضل لکھنوی مرحوم کی تحریر پہ کفایت کی کیونکہ طوالت مخل نظر ہے۔

ف تمام کتب فقہ میں یہ بات موجود ہے کہ جو کوئی اپنی زوجہ باکرہ غیر مدخولہا کو تین طلاقیں اکٹھی واقع کرے یعنی انت طالق ثلاثا کہے تو اس صورت میں فقہائے احناف کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہونگی پر حسن اور عطا و جابر بن زید کے نزدیک ایک واقع ہوگی کیونکہ وہ عورت بمجرد زوج کے انت طالق کہنے سے ہی بائنہ ہوگئی اب ثلاثا کا موقع ہی نہیں رہا اور احناف کہتے ہیں کہ ثلاثا انت طالق کا صفت ہے اور صفت موصوف کے بدون پایا نہیں جاتا اسواسطے تینوں واقع ہونگی بہرحال طلاق ثلاثہ بجلسہ واحدہ واقع بغیر مدخولہا مختلف فیہا یقینی ہے صاحب الغیاث کی محض ہٹ دھرمی ہے جو مطلق طلاق ثلاثہ کو مغلظہ قرار دیتے ہیں اور محض غلط دعوے اجماع کر بیٹھے ہیں غرض یہ ہے اگر کوئی شخص اپنی زوجہ غیر مدخولہا کو تین طلاقیں انت

العیاذ باللہ۔

قولہ ص۳ س۳ ایسے مسائل میں جو مختلف فیہ ہیں مسئلہ آحوط پر عمل کرنا بہتر ہے۔

اقول مسائل مختلف فیہا کے اندر مسئلہ آحوط پر عمل کرنا بہتر ہے جہاں کے منجانب شارع علیہ السلام کچھ ثابت نہو بہی علمائے امت نے باجتہاد وہم کوئی صورت نکالی ہو تا پس میں مختلف ارائے ہوگئے ایسی صورت میں احوط پر عمل کرنا واقعی بہت بہتر و مناسب ہے جیسے مسئلہ شرب دخان وغیرہ کا اور جہیں منجانب شارع علیہ السلام تصریح موجود ہو اور بعض افراد امت بوجہ خطار فی الاجتہاد یا بوجہ عدم العلم بہ تصریح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے خلاف عمل کرے تو اہل بصیرت کو مناسب یہی ہے کہ دیکھے تحقیق و تفتیش ہو اور جہاں تک ممکن اُن دونوں میں صورت تطبیق کی نکالے اور بصورت عدم وجدان تطبیق کے اولی یہی ہے کہ حکم شارع کو فہم بعض افراد امت پر مقدم رکھے قلن درایت و احتیاط اسی میں ہے فتدبر و تمائل۔

قولہ ص۳ س۱ مختصر جواب اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی زوجہ کو تین طلاق ایک جلسہ میں دیا از روئے کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فتاوے صحابہ بلکہ از روئے اجماع سنت والجماعت کے وہ تین طلاق طلاق مغلظہ ہے وہ عورت بغیر نکاح کے دوسرے مرد سے حلال نہوگی۔

اقول جواب الجواب۔ مصرع ؎ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ ابی وہ کون سی آیت کتاب اللہ کی ہے کہ جس کے اندر تصریح ہے اسکی کہ طلاق ثلاثہ بجلسہ واحدہ مغلظہ ہے ذرا خدا کے واسطے اُس کو پیش کیجئے تاکہ ہر شخص کو معلوم ہوجائے اگر کہو کہ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره ہے تو اسکا پورا مطلب ہم اوپر بیان کرچکے ہیں وہاں دیکھو اور اس ابطہ نیچی پر لسپنے نادم علاوہ بریں جن حدیثوں اور فتاوے صحابہ کو جناب عالی نے حسب زعم فاسد اپنے ثبوت دعوی میں آپنے پیش کیا ہے اُسکا جواب اسے اپنے موقع میں تشریحاً جو ہے وہاں دیکھ لو باقی رہی بات کہ از روئے سنت والجماعت کے وہ تین طلاق طلاق مغلظہ ہے سو غلط محض ہے تم خود اپنی

جلسہ واحدہ واحد رجعی ہوئی نہ مغلظہ الحمد للہ ثم الحمد للہ علی ذلک

باقی رہی یہ بات کہ طلاق رجعی والی عورت بعد گذرجانے مدت عدت کے مطلقہ بائنہ ہوجاویگی اور دوسرے شخص سے بصورت عدم تراضی فیما بین نکاح کرسکے گی اور بصورت تراضی فیما بینہما بتجدید نکاح اپنے زوج ہی سے رجوع کرسکتی ہے حلالہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس صورت میں اُس عورت کے وارث لوگ اگر اُس عورت کو رجوع سے روکیں تو اُنکو کوئی حق نہیں ہے جن بعض حضرات نے جو کہا ہے کہ بغیر نکاح دوسرے مرد سے شوہر اوّل سے نکاح کرسکتی ہے بہت صحیح درست فرمایا ہے اور اس صورت میں وہ دونوں زن وشو مرتکب فعل حرام زنا کے ہرگز نہونگے اللہ جلشانہٗ واعظم برہانہٗ صاف فرماتا ہے فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف الآیۃ یعنی نہ منع کرو اُنکو اس سے کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب راضی ہوں آپس میں ساتھ اچھی طرح کے سورہ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۳۰ - افسوس ہمارے صاحب الغیاث نے اپنے حفظ قرآن میں بھی بٹہ لگایا۔

قول صلا سطر کم سے کم وہ عورت مشتبہۃ الحال تو ضرور ہے اور مشتبہات کا اجتناب لازم ہے۔

اقول وہ عورت مشتبہۃ الحال جب ہوتی کہ منجانب شارع علیہ السلام صورت خاص میں کچھہ منقول نہ ہوتا جب تصریح موجود ہے کہ آں حضرت نے ایسی صورت میں حکم رجعت سُنایا اور عہد نبوی وصدیقی اور دو تین برس عہد عمری میں برابر اسی پر عمل درآمد جاری رہا اختلاف اگر واقع ہوا تو عہد عمری میں دو تین برس بعد واقع ہوا اسکو صاحب الغیاث کیا اُنکے بڑوں نے مان لیا ہے چنانچہ اس کو ہم اوپر ثابت کرچکے ہیں پس اب بوجہ اختلاف بعض افراد من امتہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم نبوی منسوخ نہیں ہوسکتا اور ایسی پھر صورت میں اُس عورت کو مشتبہۃ الحال کہنا واقعی سادہ لوحی بلکہ تشریع جدید من عند نفسہ ہے اور اس سے اجتناب گویا وعید فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم کا مستحق ہوناہے - اور حکم نبی سے مونہہ موڑنا ہے

سے روایت کیا ہے جیسا کہ اسی اثر سے معلوم ہوتا ہے اور بھی بہت سے آثارات معیار ان سے اوپر منقول ہوئے ۔

اقول حضرت طاؤس کا انکار بسبب عدم واقفیت کے نہ تھا یہ صاحب الغیاث کی سخن سازی ہے حضرت طاؤس حضرت ابن عباس کے ادنیٰ شاگردوں میں نہ تھے بلکہ وہ تو اقرب شاگردوں سے اُن کے تھے علاوہ اسکے ابن شہاب بھی حضرت ابن عباس سے ایسا ہی نقل کرتے ہیں عن ابن شهاب ان ابن عباس قال اذا طلق الرجل امراته ثلاثا ولم یجمع کن ثلاثا قال فاخبرت طاؤسا فقال اشهد ما کان ابن عباس یراهن الا واحدة یعنی ابن شہاب نے سے ہے تحقیق حضرت ابن عباس نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے اور اُنکو جمع نہ کرے (بلکہ متفرق آوان و جلسات میں دے) تو وہ تین ہونگی ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے طاؤس سے اُسکو بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت ابن عباس ایسی تینوں طلاقوں کو ایک ہی جانتے تھے اب بمقابلہ ان دونوں حضرات کے مجرد فتویٰ زہری کا کیونکر قابل قبول ہوگا ترجیح کی کوئی صورت نہیں نظر آتی بلکہ بمقابلہ ان دونوں حضرات کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ زہری کو سہو ہوگیا ہو تو کیا تعجب ہے کیونکہ بجواب سوال من هذه المسئلة وہ سئل عن ذلك ابن عباس ان لعبید مجهول بیان کرتے ہیں جس سے سہو کا ہونا ممکن معلوم ہوتا ہے اور اسی بنا پر حضرت طاؤس نے قسمیہ بیان کیا کہ حضرت ابن عباس کا یہ مذہب نہ تھا اُنکو اپنی دانست پر وثوق کامل تھا اور ظاہر ہے کہ جس بات کو ہمدم کا ساتھی جانیگا اُسکو دوسرا کوئی دیسا نہیں جان سکتا ہے اور زہری حضرت ابن عباس کے خاص شاگرد تھے تو حضرت طاؤس اخص تھے علاوہ بریں عکرمہ بھی طاؤس کے معاضد ہیں طرفہ تریہ کہ عطا ابن ابی ریاح اور جابر بن زید اور اسحٰق بن راہویہ اور عمرو بن دینار اور سعید بن جبیر وغیرہم حضرات سلف کا یہی مذہب ہے کیا نعوذباللہ ان سبھوں نے بھنگ کھا لیا تھا جو خارق للاجماع کا فتویٰ دیتے ۔ اُن میں نکلا یا حاشا وکلا ہرگز نہیں مولانا عبدالحی مرحوم نے بھی اسمیں اختلاف کو مان لیا ہے کما مر سابقاً ۔

کتاب اغاثہ کے مقدمہ کے صفحہ ۵ میں لکھ چکے ہو کہ بعض دیگر اہل سنت بھی بوجہ
حدیث صحیح مسلم کان الطلاق الثلاث علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من
خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ واحد ہی کے قائل ہوئے تو تعجب ہے حافظ ابن
قیم و تقی الدین ابن تیمیہ ہی کی طرف مائل ہوئے) اہل انصاف بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں
کہ یہاں تو یہ لکھتے ہیں اور صفحہ ۳ میں بکمال زور کے اجماع سنت والجماعت الخ لکھتے ہیں۔
جس قول با تناقض کا کوئی ٹھکانا ہے ایسے صاحب تحریر کی تحریر کیونکر قابل قبول عند
ذوی العقول ہو سکتی ہے ؎

باندھی ہے یار نے مری اب جو تو پہ کمر
شاید کہ گر گئی ہے کہیں بات نیل کا۔

اب سنئے! اگر کسی نے اپنی زوجہ کو عام ازیں کہ وہ مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا
تین طلاقیں ایک مجلس میں بلفظ واحد یا انت طالق انت طالق کر کے دیا تو یہ
تینوں طلاقیں واحد ہی شمار ہونگی رو سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و فتاوی حضرات صحابہ و اجماع اہل سنت والجماعت من فقہا وائمہ اہل حدیث کے
اور حلالہ کی ضرورت نہیں بغیر اس کے شوہر اسکا اس سے رجوع کرسکے چنانچہ اس کو
اوپر بیان کیا گیا ہے اور نیز اغاثۃ اللہفان و اعلام الموقعین و زاد المعاد وغیرہ کتب
حافظ ابن قیم علیہ الرحمۃ میں اسکی پوری تفصیل موجود ہے ناظرین با تمکین ان کو ملاحظہ
فرماکر اپنی تسکین خاطر کریں ہمارے صاحب الغیاث نے جسقدر فتاوے صحابہ نقل کئے
ہیں اکثر اغاثۃ اللہفان ہی سے نقل کیا ہے الا ما شاء اللہ اور ان سب کا جواب اسی
کتاب میں شرح و بسط موجود ہے ہم نے بخوف طوالت انکو نہیں نقل کیا ہاں مختصراً بعض بعض
مقامات کو ہم نے بھی اس رسالہ الطلاق الثلاث لاہل الغیاث میں اوپر بیان کیا ہے وہاں
دیکھ لیں۔

قولہ صفحہ ۳: حضرت طاؤس کا اعتبار بسبب عدم وثاقت کے تہا انکو رجوع
سے حضرت ابن عباس کے خبر نہ تھی جسکو بہت سے شاگردوں نے خلاف حضرت ابن عباس

متنازع فیہا میں اجماع متحقق نہیں ہے تو دعوے اجماع خوش فہمی نہیں تو کیا ہے اور پھر عدم اختلاف فساد لے کا دم بھرنا سادہ لوحی محض اور ظاہر ہے کہ اگر اس مسئلہ میں اجماع ہوتا تو اس تحریر جانبین کی ضرورت کیا تھی دیکھو مسائل مجمع علیہا صلوٰۃ وصیام وزکوٰۃ وغیرہا میں کسی فرد بشر کا بھی خلاف ہے ہرگز نہیں اجماع اس کا نام ہے اس کو رہنے دو خود صاحب الغیاث نے کئی مقام میں اس میں اختلاف کا اقرار کیا ہے۔ کلام سابقاً پھر یہ قول بالتناقض کیسا سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔

ہمارے صاحب الغیاث نے اس مسئلہ میں بدانست اپنی بہت کچھ زور لگایا۔ پر بفضلہ تعالیٰ فائز المرام نہوئے ناکام ہی رہے اور رہینگے۔

خاتمہ بعد دید رسالہ الغیاث کے مجھی معلوم ہوگیا کہ صاحب الغیاث نے اپنے رسالہ الغیاث میں تعریضاً بعض مخدوم کا اپنے تعاقب بے جا کیا ہے اور الفاظ نا ملائم سے یاد کیا ہے اگرچہ دفعاً للوقت اس سے انکار کیا ہے پر ناظرین الغیاث پر یہ کارستانی انکی تاباں و درخشان ہے بالتصریح کہنی اور ظاہراً آپ پاشی ابھی کو کہتے ہیں آپ جو کچھ کہکر اپنی عاقبت تو برباد کر ہی چکے تھے اپنے غیرے محترغیرے نا عاقبت اندیشوں سے بھی سنوایا واسطہ پر اسمیں اُن بعض مخدوم کی منقصت تو نہوئی صاحب الغیاث ہی کی پردہ دری ہوئی سچ ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

صاحب الغیاث یقینی جانیں کہ اس بے ادبی کی پاداش اُنکو ضرور ملیگی بندہ خدا کو اگر کچھ لکھنا ہی تھا تو بمقابلہ اُن کے قلم نہ اُٹھاتے۔ صاحب الغیاث قسمیہ تو کہیں کہ سوائے حضرت مخدوم شاہ دیدہ کے دوسرا کون شخص ہے کہ جس کو بعض لوگ وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا ہے اگر جناب کو کہو تو محض جھوٹ ہے ہاں اب بعد دید رسالہ الغیاث کے صاحب الغیاث کی قلعی کھولنے کو مستعد ہوا اور ہوں .. رہونگا ان شاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات۔

ف ایوب کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم بن عتیبہ کو زہری کے فتوے پر پوری تسکین نہوئی اور اسلئے وہ حضرت طاؤس کے پاس پہونچے اگر ان کو پوری تشفی و تسکین ہوجاتی تو پھر حضرت طاؤس کے پاس نہ جاتے باقی وقت ملاقات عند الملاقات دریافت کر لیتے فخبر الحکم ان طاؤسا قال ان قول ابن عباس فیہ واخبر بقول الزہری سے صاف ظاہر ہے کہ حکم کو زہری کا فتوے مشکوک ہوا جبھی تو طاؤس کے پاس آئے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس کا فتوے واحدہ ہی والا مشہور تھا صرف مزید اطمینان کے لئے زہری کے پاس گئے جب وہاں خلاف معلوم ہوا تو بغرض تحقیق اینق طاؤس کے پاس جاکر فتوے زہری کا بیان کیا جب طاؤس نے قسما حضرت ابن عباس کا فتوی واحدہ ہی کا کہہ سنایا تو اطمینان ہوگئی خدشہ رفع ہوگیا اور اپنی راہ لی اگر زہری کی خصوصیت معتبر ہوتی تو اس دوا دوش کی ضرورت کیا تھی ناظرین با تمکین ذرا اور نے توجہ سے جملہ فخبر الحکم الخ اخیرا کو ملاحظہ فرماویں اسی سے زہری رح اور طاؤس رح کی خصوصیت کا پورا پتہ لگتا ہے فتامل

قولہ صفحہ ۳۸ ان کے اصحاب باخود اس مسئلہ میں مختلف الرائے تھے تو جس اصحاب کے ساتھ ظاہر حدیث تائید کرتی اسپر عمل کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں تہا مسئلہ طلاق میں تو گویا کل صحابہ کا اجماع ہے۔

اقول اس مسئلہ طلاق ثلاثہ بلفظ واحد واحدہ ہی میں حضرت صحابہ کا مختلف رہنا ہوا کالشمس فی نصف النہار تاباں و درخشاں کر کے دکھایا گیا اب بھی صاحب انتخاب اگر لاجا شرمی اسکو نہ مانیں تو انکی جب وہری علاوہ بریں قولہ مسئلہ طلاق میں تو گویا کل صحابہ کا اجماع ہے صاف دال کہ اس مسئلہ میں حقیقی اجماع نہیں ہے۔ اسواسطے کہ استعمال لفظ گویا کا ایسے ہی موقع میں ہوتا ہے جہاں بطریق مثال مطلب کو سمجھانا مقصود ہوتا ہے مثلا کوئی کہے کہ زید گویا شیر ہے تو اس سے یہ غرض کسی کی نہیں ہوتی کہ زید حقیقۃ واصالۃ شیر ہے ہرگز نہیں۔ اسی پر قیاس قول صاحب انتخاب مسئلہ طلاق کو قیاس کریں اور جب انکے نزدیک بھی اس مسئلہ

معذرت

ناظرین اگر ایں حقیر زمن علی حسن ابن سید امجد علی گیلانوی سے اس رسالہ المغاث لاہل المغاث میں من جہتہ البشریہ کچھ غلطی پاویں تو بنظر کرم اغماض فرماویں العفو عند کرام الناس مامول۔ اور نفس مطلب کی طرف بنظر انصاف توجہ فرما کر ممنون و مشکور کریں۔ جزاکم اللہ فی الدارین جزاء حسنا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین۔ آمین آمین آمین یا الٰہ العالمین۔

تمت

جب صاحب لغات اپنے واجب التعظیم شاگرد کو بے جا کرنے سے باز نہ آئے تو مجھکو انکے ساتھ وہ تعلق ہم جنسی ہے اور جیسا مشتہ رسالہ لغات میں رنگوں کا خاکہ اڑایا ہے اس سے بڑھکر اور کیا خاکہ اڑاتے کہ جسکی حسرت ابھی تک انکو باقی ہے صاحب لغات یقین جانیں کہ یہ رسالہ لغات لاجواب لغات و دل کی غفلت کا تازیانہ ہے ؎

بہ شیہ بولے نہ یہ گردوں اگر کوئی پیری کو
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنئے

دیگر ؎

چون خویش بدشنام میالا صائب
کس نزد نسب بہ کس کہ دری باز دہند

اب علی الاعلان اشتہار و اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر شاگرد صاحب لغات یا اہل لغات کا جواب لکھنا چاہیں تو چشم ما روشن دل ماشاد بصد ہزار جواب بالتحقیق لکھیں اور خوامخواہ ناحق کتاب کے اوراق کو سیاہ نہ کریں وہ شیں جیسا کی الا تحریر ہوں۔ اور کیا لکھئے جو کچھ پونجی آپکی تھی انکو رسالہ لغات میں صریح کر چکے جناب قبلہ انکا جو سنا ہے کتاب میں حق اوسیع توضیحات و اعتراضات کا جواب شافی و کافی دیدیا ہے کہ جسکو دوبارہ تکلیف تحریر کی نہیں ہے صاف کہدیا ہے کہ آپ کچھ پونجی انکے پاس نہیں ہے اینہمہ اگر پیرو کچھ لکھنا چاہیں تو اسبق کی رعایت ضرور رکھیں اور دوبارہ بے علمی قلت کو نہ شہرت کو نہ لکھ دیں۔

و ما علینا الا البلاغ

تقریظ

میں نے یہ رسالہ دیکھا مسئلہ طلاق ثلاثہ کی بحث میں ایک جامع رسالہ ہے میرے خیال میں مصنف نے ضرورت سے بھی زیادہ تفصیل سے کام لیا ہے جزی اللہ المصنف عنا وعن سائر المومنین

ھا انا ابو الوفاء ثناء اللہ الامرتسری

قطعہ تاریخ تالیف

از مولوی عبدالغفور صاحب گیلانوی

آفتاب فتوی تحقیق الطلاقات ثلاث — صبح نور دلائل مطلع انوار گشت
ماه برق صد پشش چون فتنه در شب کور — چشم بستہ سر نگون اندر خفاش شب تار گشت
ختم شد بس ختم شد بس این رسالہ ختم شد — نسخہ مرہم بہر بیمار دل بیمار گشت
سال تالیفش چو پرسیدم ز ہاتف سروش — نسخہ شافی حکیم غیب در اظہار گشت

۱۳۱۶

قطعہ تاریخ تالیف

از مولوی عبدالرحیم صاحب گیلانوی

ہوا انصاف سے فتوے مکمل — مخالف کی زبان پر الامان ہے
سبیل اظہار تحقیق اس کو لکھا — اذی المطلوب کا گویا امتحان ہے
جواب اسکا نہیں ممکن کسی سے — قیامت تک یہی میرا گمان ہے
رحیم اسکے لئے تالیف کا سال — کہا ہاتف نے لکھ دو یہ جہان کی

۱۳۱۶

فہرست کتب موجودہ مطبع اہلحدیث امرتسر

تفسیر ثنائی اردو - پانچ جلدیں ۱۹ پارہ تک - قیمت مع محصول ڈاک [illegible]

تقابل ثلاثہ - توریت - انجیل اور قرآن کا مقابلہ مع محصول ڈاک [illegible]

پیارے نبی کے پیارے حالات آنحضرت کی زندگی کے حالات دو جلدوں میں [illegible]

حق پرکاش ستیارتھ پرکاش کا معقول جواب - قیمت ۸/

ادب العرب صرف و نحو عربی کا اردو رسالہ [illegible]

خصائل النبی - شمائل ترمذی کا اردو ترجمہ ۱/

اسلامی تاریخ - آنحضرتؐ کے حالات طیبہ ۱/

الہام - الہام کی تشریح اور آریوں کی تردید ۱/

عورت کی زندگی کے احکام - ۱/

ہفوات مرزا - مرزا کے متناقض مضامین [illegible]

نماز اربعہ - مذاہب اربعہ کی عبادتوں کا مقابلہ ۲/

بحث تناسخ - اور مادہ کا ابطال - ۲/

رسوم اسلامیہ - رسوم قبیحہ کی تردید - ۱/

حدوث دنیا - دنیا کی پیدائش کی بحث ۲/

چودھویں صدی کا مسیح مرزا قادیانی کی سوانح عمری بطرز ناول صفحات ۱۲۵ - [illegible]

دلیل الفرقان [illegible]

شادی بیوگان و نیوگ [illegible]

آیات متشابہات [illegible]

تہذیب - [illegible]

[illegible]

الہامی کتاب وید اور قرآن کا مقابلہ [illegible]

ترک اسلام [illegible]

تعلیمات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شریعت و طریقت کا بیان ۱/

السلام علیکم [illegible]

اسلام و برٹش لا [illegible]

ہدایۃ الزوجین - بیوی خاوند کے حقوق [illegible]

الہامات مرزا - مرزا کی پیشگوئیوں کی تردید [illegible]

حدوث وید - وید کی قدامت کا ابطال [illegible]

شہادۃ القرآن [illegible]

مرقع دیانندی - سوامی دیانند کے اقوال اور افعال کا خاص رنگ دکھلایا گیا ہے [illegible]

ملنے کا پتہ :- مینیجر مطبع اہلحدیث امرتسر